خوش نصیبی کی راہیں

تالیف

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ

تلخیص، ترجمہ وفوائد

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن کاہلوں

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ اسلامیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

طریق الہجرتین وباب السعادتین

خوش نصیبی کی راہیں

www.KitaboSunnat.com

تالیف

حافظ ابنِ قیم الجوزیہ

تلخیص، ترجمہ وفوائد

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن کاہلوں

شعبہ علوم اسلامیہ، انجینئرنگ یونیورسٹی، لاہور

مکتبہ اسلامیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب .... خوش نصیبی کی راھیں

تالیف .... حافظ ابن قیم الجوزیہ

تلخیص، ترجمہ و فوائد .... ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن کاہلوں

ناشر .... محمد سرور عاصم

اشاعت 2013ء

قیمت ....

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون: 042-37244973 فیکس: 042-37232369

بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد۔ پاکستان فون: 041-2631204, 2034256

E-mail:maktabaislamiapk@gmail.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

کتاب سے استفادہ کرنے سے پہلے (عرضِ مترجم) --- 7
ابتدائیہ --- 9
اللہ تعالیٰ کی بے نیازی اور مخلوق کی محتاجی --- 10
حکم کی اقسام --- 15
ایک عظیم الشان اصول --- 18
نفع ونقصان اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے --- 22
اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر --- 24
تمام نعمتیں اللہ کی طرف سے ہیں --- 26
ایک اشکال کا جواب --- 28
ساری حمد اللہ کے لیے ہونے کا ثبوت --- 31
معرفتِ حمد کا پہلا طریقہ: اسماء وصفات الٰہیہ کی معرفت --- 32
معرفت حمد کا دوسرا طریقہ: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر غور --- 36
جنت وجہنم اور جنتی وجہنمی --- 48
عبودیت کے بارے میں نقطہ ہائے نظر --- 55
نافرمانی اور گناہ کے بارے میں نقطہ ہائے نظر --- 57
انابت ورجوع کا مقام ومرتبہ --- 72
حصولِ استقامت --- 75
طریقے متعدد مگر منزل ایک --- 79
قوتِ علمی اور قوتِ عملی کے اعتبار سے لوگوں کی اقسام --- 85
دو قسم کے انسان --- 87

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- پہلی قسم ---------- 87
- دوسری قسم ---------- 88
- 1 ظالم لنفسہ ---------- 88
- 2 مقتصد ---------- 88
- 3 سابق بالخیرات ---------- 89
- ایک اشکال کا جواب ---------- 89
- سفر آخرت کے راہیوں کی منازل ---------- 94
- ارادہ ---------- 96
- زہد ---------- 98
- .....زہد کی چار اقسام ہیں ---------- 98
- توکل ---------- 103
- صبر ---------- 109
- معصیت سے صبر کے محرکات ---------- 114
- اطاعت پر صبر ---------- 118
- مصیبت پر صبر ---------- 119
- حزن ---------- 122
- خوف ---------- 125
- محبت کا مقام ---------- 129
- محبت کے دروازے ---------- 131
- شوق کا مقام ---------- 135
- مکلّف مخلوق کے آخرت میں مراتب اور طبقات ---------- 137
- پہلا طبقہ: ---------- 137
- دوسرا طبقہ: ---------- 138

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا طبقہ: ---------- 139

چوتھا طبقہ: ---------- 139

پانچواں طبقہ: ---------- 143

چھٹا طبقہ: ---------- 145

ساتواں طبقہ ---------- 151

آٹھواں طبقہ: ---------- 151

نواں طبقہ: ---------- 151

دسواں طبقہ: ---------- 153

گیارہواں طبقہ: ---------- 153

بارہواں طبقہ: ---------- 154

تیرھواں طبقہ: ---------- 156

چودھواں طبقہ: ---------- 158

پندرھواں طبقہ: ---------- 159

سولہواں طبقہ: ---------- 161

سترھواں طبقہ: ---------- 163

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب سے استفادہ کرنے سے پہلے (عرضِ مترجم)

☆ یہ کتاب امام ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ (۶۹۱ھ۔۷۵۱ھ) کی کتاب طریق الھجرتین وباب السعادتین کا ترجمہ و تلخیص ہے۔

☆ دورانِ ترجمہ و تلخیص کتاب کی طبع اوّل (۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳م) دار الکتاب العربی بیروت کو مدنظر رکھا گیا ہے، تاہم کسی اشکال یا لفظ کی تصحیح وغیرہ کے لیے دار الکتب العربیہ بیروت کے شائع کردہ نسخہ سے بھی موازنہ کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں اس نسخے کی طبع اوّل (۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲م) سے استفادہ کیا گیا ہے۔

☆ تلخیص کے عام انداز کو اختیار نہیں کیا گیا، تاکہ ترجمے کو تحقیقی مقالات میں حوالہ جات کے لیے بھی استعمال کیا جا سکے۔ البتہ حواشی میں اس خاص اسلوب تلخیص کو اختصار کے پیش نظر ترک کر دیا گیا ہے۔

خطباء کی سہولت کے لیے کتاب وسنت کے دلائل کو تلخیص میں سمونے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔

☆ تلخیص میں پیچیدہ مباحث سے صرفِ نظر کی گئی ہے، تاکہ اصلاح وتربیت کے گوشوں کو نمایاں کیا جا سکے۔

☆ تلخیص کرتے وقت جہاں عبارت، پیراگراف یا صفحات حذف کیے گئے ہیں ان کی نشاندہی نقاط لگا کر کر دی گئی ہے۔

☆ مؤلف نے ابوالعباس احمد المعروف بابن العریف الاندلسی (م ۵۳۶ھ) کے بعض نظریات کی تردید کی ہے۔ تلخیص میں ان کے اشکالات ذکر کرنے کی بجائے صحیح موقف، امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت کے مطابق، پیش کر دیا گیا ہے۔

☆ عبارات کے درمیان قوسین میں دیے گئے الفاظ یا جملے وضاحت کے لیے مترجم ومحشی کی طرف سے لکھے گئے ہیں۔

☆ احادیث کے حوالہ جات میں عرب محقق الشیخ احمد ابراہیم زھوہ کی تحقیق وتخریج پر اعتماد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا گیا ہے۔ البتہ بعض مقامات پر احادیث کے حوالہ جات کے لیے کتب حدیث کی طرف رجوع کیا گیا ہے۔

☆ حوالہ جات میں راویوں کے نام عموماً چھوڑ دیے گئے ہیں، تا کہ ایک ہی حوالہ میں محولہ کتب کا تکرار نہ ہو۔

☆ تعلیقات کے آخر میں بریکٹوں میں آنے والے حروف (ش، ح) راقم الحروف کے نام کی رمز ہیں۔

عبارات کا مفہوم پوری دیانت داری اور بھرپور محنت سے اردو میں منتقل کیا گیا ہے، تاہم انسانی کوشش میں خطا و نسیان کے امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ بندۂ عاجز اہلِ علم سے ملتمس ہے کہ اگر ترجمہ وغیرہ میں انہیں کوئی سقم یا غلطی نظر آئے تو وہ اس کی نشاندہی کر کے شکریہ کا موقع دیں۔ کتاب سے متعلق تمام معقول تجاویز و آراء کو فراخدلی اور خندہ پیشانی سے قبول کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

العبد

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن

نائب مدیر مجلّہ دعوۃ التوحید اسلام آباد

۲۱ مئی ۲۰۰۹ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ...... وَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ...... وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ۔

حقیقی مومن سچی طلب، محبت، عبودیت، توکل، انابت، تسلیم و رضا، خوف و امید، خالص توجہ اور ہمہ وقت حاجت مندی کی کیفیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے پھر وہ اللہ کے رسول کی طرف رجوع کرتا ہے۔ دریں صورت کہ اس کی ظاہری و باطنی حرکات و سکنات شرع محمدی کے مطابق ہوں۔ یہی وہ شریعت ہے جو اللہ تعالیٰ کی پسند اور مرضی کی تفصیل کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے علاوہ کوئی ضابطہ حیات قبول نہیں کرے گا۔ ہر وہ عمل جو اس طریقۂ زندگی سے متصادم ہو وہ توشۂ آخرت بننے کی بجائے نفس پرستی کا مظہر ہوگا......

جب سعادت نفیاً و اثباتاً ہر پہلو سے شریعت محمدیہ پر موقوف ہے تو اپنی خیر خواہی کا تقاضا یہ ہے، کہ انسان اپنی زندگی کے تمام لمحات اس کی معرفت اور طلب کے لیے وقف کر دے، یہی وہ اعلیٰ ترین مہم ہے جس کو سر کرنے کے لیے ہمارے اسلاف کمر بستہ رہے ہیں اور سبقت کرنے والے اس میں سبقت کرتے رہے۔

ہم نے اس کتاب میں رجوع الی الرسول کے بنیادی خدوخال سمونے کی کوشش کی ہے اور اسے طریق الھجرتین وباب السعادتین کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اس کی ابتدا فقر و حاجت مندی اور بندگی سے کی ہے کہ یہ سعادت کا وہ دروازہ اور سیدھا راستہ ہے کہ خوش نصیبی کے حصول کے لیے صرف اسی میں سے داخل ہوا جا سکتا ہے۔

کتاب کا اختتام مکلّف مخلوق جن و انس کے آخرت میں طبقات اور خوش بختی یا بدبختی کے گھر میں ان کے مراتب کے بیان پر کیا ہے......

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو خالص اپنی رضا کے لیے قبول کر لے۔ اسے مؤلف، قارئین اور کاتب کے لیے دنیا و آخرت میں نافع بنائے۔ وہی دعا کو خوب سننے والا ہے اور اسی سے امیدیں وابستہ کی جاتی ہیں۔ وھو حسبنا ونعم الوکیل۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی بے نیازی اور مخلوق کی محتاجی

اللہ تعالیٰ غنی ہے جب کہ مخلوق اس کی محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَآءُ إِلَى اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴾ ❶

''لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو جب کہ اللہ بے نیاز اور بہت تعریف کیا گیا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں صراحت کی ہے، کہ اللہ تعالیٰ کا غنی ہونا عارضی نہیں بلکہ ازلی اور ابدی ہے۔ جب کہ انسان سراپا فقر و احتیاج ہے، اس کی یہ خصوصیت فطری ہے جو کسی بھی حالت میں اس سے الگ ہونے والی نہیں......

یہاں اللہ تعالیٰ نے بندوں کی حیثیت وحقیقت بتائی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں، جب کہ اس نے اپنے بارے میں یہ بتایا کہ وہ غنی اور حمید ہے۔ اس طرح مکمل محتاجی بندوں کے لیے ثابت ہوتی ہے جب کہ مطلق (اور کامل) غنا اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ یہ محال ہے کہ کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کا محتاج نہ رہے۔ اسی طرح یہ بھی ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ غنی نہ رہے......

جب انسان اپنی محتاجی کو فراموش کرتا ہے تو سرکشی کا مرتکب ہو کر بدبختی کا شکار ہو جاتا ہے، چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ كَلَّا إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰ ۝ أَن رَّآهُ اسْتَغْنَىٰ ۝ ﴾ ❷

''ہرگز نہیں، یقیناً انسان سرکشی کرتا ہے اس لیے کہ اس نے اپنے آپ کو بے نیاز سمجھ لیا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ ۝ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ ۝ وَأَمَّا مَن بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ ۝ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَىٰ ۝ ﴾ ❸

---

❶ ۳۵/ فاطر: ۱۵۔ ❷ ۹۶/ العلق: ۶۔۷۔ ❸ ۹۲/ اللیل: ۵۔۱۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”تو جس نے (اللہ کے راستے میں) دیا، تقویٰ اختیار کیا اور نیک بات کی تصدیق کی تو ہم اس کے لیے آسان راستے (دین) پر چلنا آسان بنا دیں گے، مگر جس نے بخل کیا اور خود کو بے نیاز سمجھا اور نیک بات کی تکذیب کی تو ہم اس کے لیے تنگی کے راستہ پر چلنا آسان کر دیں گے۔“

سب سے زیادہ کامل وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کے حضور بندگی اور فقر و محتاجی کا زیادہ احساس و شعور رکھتے ہیں اور ہمہ وقت اس کیفیت کو اپنے اوپر طاری رکھتے ہیں جس کی وجہ سے وہ لمحہ بھر بھی خود کو اپنے رب سے بے نیاز نہیں سمجھتے۔ اسی لیے آپ ﷺ یہ دعا مانگتے تھے:

((اَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ وَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَّلَا اِلٰى اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ)) ❶

”(اللہ!) میری حالت درست کر دے اور مجھے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی میرے نفس یا اپنی مخلوق کے سپرد نہ کرنا۔“

آپ ﷺ یہ دعا بھی مانگتے تھے:

((يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ)) ❷

”دلوں کے پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ......“

ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

((يَا مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قَلْبِيْ عَلٰى طَاعَتِكَ)) ❸

”دلوں کو پھیرنے والے! میرا دل اپنی اطاعت پر پھیر دے......“

جو شخص اپنے آپ کو رب کا محتاج سمجھتا ہے اس کی سوچ اور کام ہی یہی ہونا چاہیے کہ وہ اللہ کے حکم اور شریعت کو نگاہ میں رکھے اور وہ اعتقاد رکھے کہ اپنی نیت و ارادہ سے احکامِ شریعت کو عملاً بجالانا ضروری ہے، امر و نہی کا تعلق میری عملی زندگی سے ہے۔ شریعت اور عقل

❶ مسند احمد: ٥/ ٤٢؛ سنن ابی داود، ح: ٥٠٩٠۔

❷ سنن ترمذی، ح: ٢١٤٠؛ مسند احمد: ٣/ ١١٢، ٢٥٧، ٤/ ١٨٢، ٦/ ٩١، ٣٠٢، ٣١٥؛ ابن ماجه، ح: ١٩٩؛ مستدرك حاكم: ١/ ٥٢٥۔

❸ صحيح مسلم، ح: ٢٦٥٤؛ مسند احمد: ٢/ ١٦٨؛ صحيح ابن حبان، ح: ٩٠٢۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی رو سے عمل پر ہی مدح و ذم اور دنیا و آخرت میں ثواب و عقاب کا دارومدار ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنی اضطراری اور غیر ارادی حرکات و سکنات کو بھی نگاہ میں رکھے۔ اللہ دلوں کے پلٹنے والے اور وہ ہستی جس کے ہاتھ میں اختیارات کی باگ ڈور ہے، کی جانب اپنی مکمل محتاجی کو بھی مدِنظر رکھے۔ وہ جب کسی چیز کو چاہے تو وہ ضرور ہو جائے اور جب کسی چیز کے لیے اس کی مرضی نہ ہو تو وہ چیز معرض وجود میں نہ آسکے۔ یہ کہ اس کے گمراہ کردہ کے لیے کوئی ہدایت دینے والا اور اس کے ہدایت یافتہ کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ وہی دلوں کو ارادوں اور اعضاء کو اعمال سرانجام دینے کے لیے متحرک کرتا ہے۔ جس کے قبضہ اور تسخیر میں اعضاء سرنگوں ہیں، وہ اس کی مشیت کے بغیر حرکت نہیں کر سکتے۔ ان میں اللہ تعالیٰ کی مشیت اسی طرح چلتی ہے جیسے آسمانوں، پانی اور درختوں پر چلتی ہے۔ اس کے متحرک کرنے سے ہی اس کے اعضاء متحرک ہوئے۔ وہی سبب کو پیدا کرنے والا ہے۔ حرکت و فعل کا سبب ارادہ ہے۔ لہٰذا ارادہ کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ یہیں سے ارادوں کے مالک اور دلوں کے رب کے آگے بندوں کی محتاجی ثابت ہوتی ہے۔ وہ جسے ٹیڑھا رکھنا چاہے اسے ٹیڑھا رکھتا ہے اور جسے سیدھا رکھنا چاہتا ہے اسے سیدھا کر دیتا ہے:

﴿ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ ﴾ [1]

''ہمارے رب! جب تُو نے ہمیں ہدایت سے نوازا ہے تو پھر ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عنایت کر، بلاشبہ تو ہی بہت نوازنے والا ہے۔''

...... جو شخص ان دونوں پہلوؤں (اپنے آپ کو اللہ کا محتاج قرار دے کر احکامِ شریعت کی ادائیگی) کا اہتمام کرتا ہے اور یہ ہر لحظہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا محتاج گردانتا ہے۔ (وہی راہ راست پر ہے۔) جب اسے کسی اطاعت کے لیے عمل کرنے اور نعمت کا شکر ادا کرنے کی توفیق ملتی ہے تو وہ شکر ادا کرتا ہے اور کہتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے ہی ممکن ہوا ہے، پس تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں اور اگر کسی نافرمانی کی شروعات میں پڑا تو چلّا اٹھتا ہے،

[1] ۳/ آل عمرٰن: ۸۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی پناہ مانگتا ہے اور فریاد کرتا ہے:

((اَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ)) ❶

''میں تجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

((يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ)) یا پھر یوں پکارتا ہے:

((يَا مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قَلْبِيْ عَلٰى طَاعَتِكَ))

اگر اس سے کوئی نافرمانی سرزد ہو جائے تو اس کی حالت اس قیدی جیسی ہوگی جسے اس کے دشمن نے قید کر لیا ہو اور اسے یہ یقین ہو کہ اس قید سے خلاصی میرے آقا کے علاوہ کوئی نہیں دلا سکتا، اس کی رہائی اس کے آقا کے اختیار میں ہے۔ وہ خود کچھ بھی نہیں کر سکتا نہ وہ اپنے نفع و نقصان اور موت و حیات کا مالک ہے اور نہ قبر سے جی اٹھنے کا۔ تو وہ دشمن کی قید میں ہوتے ہوئے بھی (رہائی دلانے پر) قادر آقا کی طرف دیکھتا ہے۔ اسے اب آقا کی اشد ضرورت محسوس ہوتی ہے اور اس کا مکمل بھروسہ اسی پر ہوتا ہے......

نبی اکرم ﷺ کا یہ مقام و مرتبہ سب لوگوں سے اونچا ہے۔ آپ کو یہ مقام، مقامِ عبدیت کی تکمیل اور اپنے آپ کو رب کا مکمل محتاج قرار دے کر حاصل ہوا ہے۔ آپ لوگوں سے فرمایا کرتے تھے:

((اَيُّهَا النَّاسُ مَا اُحِبُّ تَرْفَعُوْنِيْ فَوْقَ مَنْزِلَتِيْ اِنَّمَا اَنَا عَبْدٌ)) ❷

''لوگو! مجھے یہ پسند نہیں کہ تم مجھے میرے رتبے سے زیادہ بڑھاؤ، میں تو محض ایک بندہ ہوں۔''

آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے:

((لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا اَطْرَتِ النَّصَارَى الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ اِنَّمَا اَنَا عَبْدٌ فَقُوْلُوْا: عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ)) ❸

❶ صحيح مسلم، ح: ٤٨٦؛ سنن ترمذی، ح: ٣٤٩٣، ٣٥٦٦؛ سنن ابو داود، ح: ١٤٢٧؛ سنن نسائی، ح: ١٧٤٩؛ سنن ابن ماجه، ح: ١١٧٩؛ مسند احمد: ١/ ٩٦؛ مستدرك حاكم: ١/ ٣٠٦۔

❷ مسند احمد: ٣/ ١٥٣، ٢٤١، ٢٤٩؛ صحيح ابن حبان، ح: ٦٢٤٠۔

❸ صحيح بخاری، ح: ٣٤٤٥؛ مسند احمد: ١/ ٢٣-٢٤؛ صحيح ابن حبان، ح: ٦٢٣٩؛ الدارمی، ح: ٢٧٨٤؛ شمائل ترمذی، ح: ٣٣٢۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میری تعریف میں مبالغہ نہ کرو، جیسا کہ نصاریٰ نے مسیح ابن مریم کو حد سے بڑھا دیا۔ مَیں محض ایک بندہ ہوں، لہٰذا مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مقامات جیسے اسراء و معراج، عبادت و دعوت اور قوم کو چیلنج کے تذکرے کے مواقع پر اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے لفظ عبد استعمال کیا ہے۔

فرمان الٰہی ہے:

﴿ سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا ﴾ ❶

''پاک ہے وہ ہستی جس نے اپنے بندے کو ایک رات سیر کرائی۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ ﴾ ❷

''اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ کھڑا ہوا کہ اسے پکارے (کفار کو چیلنج کرتے ہوئے)۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا ﴾ ❸

''اگر تمہیں اس میں شک ہے جو کچھ ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے......''

---

❶ ۱۷/ الاسراء:۱۔ ❷ ۷۲/ الجن: ۱۹۔ ❸ ۲/ البقرۃ:۲۳۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم کی اقسام

......(احکام دو کی بجائے) تین قسم کے ہیں:

① ایک شرعی اور دینی حکم ہے جس کے آگے تسلیم ورضا اختیار کرنا اور جھگڑنا ترک کر دینا ضروری ہے۔ مکمل طور پر اس کے آگے سر تسلیم خم کرنا اور اسے خالص جذبۂ عبدیت و بندگی کے ساتھ مان لینا ضروری ہے۔ کسی ذوق، وجد، سیاست، قیاس اور تقلید کی بنا پر اس کی مخالفت نہیں کی جا سکتی۔ اس کی خلاف ورزی کی کوئی راہ ہرگز نہیں دیکھی جائے گی......

② دوسرا حکم کونی وتقدیری ہے، اس میں بندہ کسب وانتخاب اور ارادہ کر سکتا ہے یا اسے وہ ناپسند کر سکتا ہے اور اس کی مذمت بھی کر سکتا ہے۔ وہ اس کے خلاف لڑے اور جہاں تک ممکن ہو وہ اسے روکے وہ اس کے آگے سر تسلیم ہرگز خم نہ کرے۔ بلکہ حکمِ کونی کے خلاف لڑنا چاہیے، حق کے حکم کو حق ہی کے واسطے اور حق ہی کے ذریعے روکنا چاہیے جیسا کہ اپنے زمانے کے شیخ العارفین عبدالقادر جیلانی [1] نے فرمایا ہے: ''لوگ جب قضا وقدر میں پڑتے ہیں تو ٹھہر جاتے ہیں جب کہ میرے لیے ایک روشن دان کھل جاتا ہے تو مَیں حق تعالیٰ کی تقدیر سے حق کے ساتھ حق کے لیے لڑتا ہوں اور عارف وہی ہے جو تقدیر سے لڑے نہ کہ تقدیر کے ساتھ رک جائے۔''

اگر آپ یہ بات سمجھ نہ سکتے ہوں تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے فرمان پر غور کریں، طاعون سے بھاگنے کی وجہ سے ان پر اعتراض کیا گیا۔ ان سے کہا گیا:

أَتَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ؟ ''کیا آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں؟''

---

[1] یہ عبدالقادر بن موسیٰ جیلی یا جیلانی یا گیلانی ہیں۔ سلسلہ قادریہ انھی کی طرف منسوب ہے۔ برصغیر پاک وہند میں پیر عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے معروف ہیں، ان کی کئی کتب چھپ چکی ہیں مثلاً الغنية لطالبي طريق الحق (غنية الطالبين)، فتوح الغيب اور الفتح الرباني وغیرہ۔ آپ نے ۵۶۱ھ/۱۱۶۶ء کو بغداد میں وفات پائی۔ سیر اعلام النبلاء: ۲۰/ ۴۴۷ وغیرہ میں ان کے حالات زندگی لکھے گئے ہیں۔ (ش ح)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے جواب دیا:

نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدْرِ اللّٰهِ إِلٰى قَدْرِ اللّٰهِ [1]

''ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں۔''

پھر وہ شخص اس بات کا انکار کیسے کرسکتا ہے جب کہ اس عالم میں خود اس کی بقا اسی کے ذریعے ہے۔ اس کی مصلحت اسی کے وجود سے پوری ہوتی ہے۔ جب کسی کو تقدیر کے مطابق بھوک، پیاس یا سردی کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو وہ اس کا مقابلہ کرتا اور اس کے آگے تسلیم و رضا کو ترک کر دیتا ہے اور دوسری تقدیر یعنی اکل و شرب اور لباس کے ذریعے سے اسے روکتا ہے، وہ اللہ کی تقدیر کو اللہ کی تقدیر سے روکتا ہے اور اسی طرح جب کسی کے گھر میں آگ لگ جائے تو وہ اللہ کی تقدیر میں ہوتی ہے۔ تو پھر وہ کیا وجہ ہے کہ وہ اس وقت تسلیم و رضا کا رویہ نہیں اپناتا، بلکہ اس کا مقابلہ کرتا ہے اور اسے پانی اور مٹی وغیرہ کے ذریعے دھکیلتا (بجھاتا) ہے۔ حتی کہ اللہ کی تقدیر کو اللہ کی تقدیر سے بجھا دیتا ہے۔ وہ اس میں اللہ کی تقدیر سے خارج نہیں ہوتا۔ اسی طرح اللہ کی تقدیر سے اگر اسے مرض لاحق ہو تو وہ اس تقدیر کو دوسری تقدیر سے روکتا ہے اور اس سے لڑتا ہے اور وہ مرض کو دُور کرنے والی ادویہ استعمال کرتا ہے...... اگر کوئی اسلام کا دشمن اس پر حملہ کر دے جو اللہ کی تقدیر سے ہے، تو ہر مسلم پر لازم ہے کہ وہ اس تقدیر کو اللہ کی پسندیدہ تقدیر یعنی ہاتھ، مال اور دل و جان سے جہاد کے ذریعے روکے۔

③ یہ وہ کونی و قدری حکم ہے جس کے جاری ہونے پر بندے کا اختیار نہیں ہوتا، اس میں اسے روکنے کی طاقت نہیں ہوتی۔ اس کے پاس کوئی تدبیر نہیں ہوتی...... اس میں وہ بے جان لاش کی کیفیت کا مشاہدہ کرے جو غاسل (غسل دینے والا) کے ہاتھوں سے الٹا پلٹتا ہے یا اس شخص کی طرح ہو جائے جس کی کشتی سمندر کی گہرائی میں ٹوٹ گئی اور وہ تیراکی بھی نہیں کرسکتا...... وہ اب حکم دینے والے کے حکم کے غلبے کا مشاہدہ کرے...... اس موقعے پر اس کی شفا ان چار آیات میں ہے، ان میں سے ایک اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

---

[1] صحیح بخاری، ح: ۵۷۲۹؛ صحیح مسلم، ح: ۲۲۱۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۡ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ﴾ ❶

"جو کوئی بھلائی تجھ کو پہنچے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو کوئی برائی تجھ کو پہنچے تو وہ تمہارے نفس کی طرف سے ہے۔"

دوسری آیت:

﴿اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ❷

"اور کیا جب تمہیں ایک مصیبت پہنچی کہ یقیناً اس سے دگنی تم پہنچا چکے تھے تو تم نے کہا: یہ کیسے ہوا؟ کہہ دیں! یہ تمہاری اپنی طرف سے ہے، بے شک اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔"

تیسری آیت:

﴿وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ﴾ ❸

"اور جو بھی تمہیں کوئی مصیبت پہنچی تو وہ اس کی وجہ سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور وہ بہت سی چیزوں سے درگزر کر جاتا ہے۔"

چوتھی آیت:

﴿وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ﴾ ❹

"اور بے شک جب ہم انسان کو اپنی طرف سے کوئی رحمت چکھاتے ہیں وہ اس پر خوش ہو جاتا ہے اور اگر انہیں اس کی وجہ سے کوئی مصیبت پہنچتی ہے جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا تو بے شک انسان بہت ناشکرا ہے۔"

جو شخص علم و معرفت سے ان آیات کا اس حکم پر اطلاق کرے اور ان کی بنا پر عزم و ارادہ اور توبہ واستغفار کرے تو اس نے اس حکم میں اللہ کی بندگی کا حق ادا کر دیا......

❶ ٤/ النساء: ٧٩۔ ❷ ٣/ اٰل عمرٰن: ١٦٥۔

❸ ٤٢/ الشورٰى: ٣٠۔ ❹ ٤٢/ الشورٰى: ٤٨۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک عظیم الشان اصول

اللہ تعالیٰ کے سوا ہر جاندار نفع بخش چیز کو حاصل کرنے اور نقصان دہ چیزوں سے محفوظ رہنے کا محتاج ہے..........اس سلسلے کے چار امور ہیں:

۱۔ پسندیدہ امر جو مطلوب ہوتا ہے۔

۲۔ ناپسند چیز جس کے ازالے کی ضرورت ہوتی ہے۔

۳۔ پسندیدہ چیز کو حاصل کرنے کا ذریعہ۔

۴۔ ناپسند چیز سے چھٹکارا حاصل کرنے کا ذریعہ۔

یہ چار چیزیں ہر انسان بلکہ ہر جاندار کے لیے ضروری ہیں۔ ہر شخص کی بہتری انہیں کے ذریعے ممکن ہے۔

اللہ تعالیٰ مطلوب بھی ہے اور مطلوب تک پہنچانے کا ذریعہ بھی، اللہ تعالیٰ کے سوا سب کچھ نا مطلوب ہے، اگر مطلوب ہے تو ثانوی درجہ میں۔ غیر مطلوب سے بچانے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے، یہ چیزیں جس ہستی میں جمع ہیں وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ بندہ اسی کا اقرار ﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴾ [1] کہہ کر کرتا ہے۔

مطلوب کی مکمل توجیہ عبادت سے کی گئی اور استعانت میں مطلوب کا حصول اور نامطلوب سے بچاؤ دونوں شامل ہیں۔ عبادت اس کی الوہیت اور استعانت اس کی ربوبیت کا تقاضا ہے۔ (اللہ تعالیٰ سے) محبت، اس کی طرف رجوع اور اس کے جلال و تکریم کو ماننے کا تعلق الوہیت سے ہے، اور رب اپنے بندے کی نشو و نما کرتا ہے، اسے پیدا فرما کر اس کے تمام احوال اور مصلحتوں کی راہنمائی کرتا ہے جس سے اس کی تکمیل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بندے کی ان مفاسد سے بچنے کی طرف راہنمائی بھی کرتا ہے جن سے اس کی خرابی اور ہلاکت وابستہ ہے۔

---

[1] ۱/ الفاتحۃ:۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا دونوں پہلو قرآن مجید میں سات مقامات پر اکٹھے بیان ہوئے ہیں۔

اوّل: ﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴾ ❶ ''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔''

دوم: ﴿ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴾ ❷ ''اسی پر مَیں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔''

سوم: ﴿ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ﴾ ❸ ''پس اس کی عبادت کریں اور اسی پر بھروسہ کریں۔''

چہارم: ﴿ عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا ﴾ ❹ ''تجھی پر ہم نے بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف ہم نے رجوع کیا۔''

پنجم: ﴿ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ﴾ ❺ ''اور توکل کریں اس زندہ وجاوید ہستی پر جسے موت نہیں آئے گی اور اسی کی حمد کے ساتھ تسبیح کریں۔''

ششم: ﴿ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ﴾ ❻ ''اسی پر مَیں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف ٹھکانہ ہے۔''

ہفتم: ﴿ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ﴾ ❼ ''اور اپنے رب کو یاد کریں اور اس کی طرف پوری طرح متوجہ ہو جائیں۔ وہ مشرق ومغرب کا رب ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پس اسے اپنا کارساز بنائیں۔''

www.KitaboSunnat.com

...... دنیا میں انسان جتنا اللہ کی تخلیق اور ربوبیت کا محتاج ہے اس سے کہیں زیادہ وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت وعبادت کا حاجت مند ہے، کہ اسی پر اس کی ساری فلاح وسعادت کا دارومدار ہے۔ اگر وہ اس دولت سے محروم ہو تو حقیقت میں اس کے لیے نہ تو کوئی کامیابی

❶ ۱/ الفاتحۃ:٤۔ ❷ ۱۱/ ھود:۸۸۔ ❸ ۱۱/ ھود:۱۲۳۔
❹ ٦٠/ الممتحنۃ:٤۔ ❺ ۲۵/ الفرقان:۵۸۔ ❻ ۱۳/ الرعد:۳۰۔
❼ ۷۳/ المزمل:۸۔۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، نہ نعمت اور اطمینان، نہ کوئی لذت ہے نہ مسرت، تو جو کوئی اپنے رب کے ذکر سے منہ موڑے گا اس کے لیے تنگ زندگی ہے اور اللہ قیامت کے دن اسے اندھا کر کے اٹھائے گا۔ ❶

...... جو شخص غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے اور اسے اس سے کچھ تسکین اور فرحت و مسرت حاصل ہو جاتی ہے مگر اس کے نقصانات اس لذیذ زہریلے کھانے سے کہیں بڑھ کر ہیں جو کہ ابتدا میں تو لذیذ ہو مگر انجام کار ہلاکت ہو۔

﴿ لَوْ كَانَ فِيهِمَآ ءَالِهَةٌ إِلَّا ٱللَّهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحَٰنَ ٱللَّهِ رَبِّ ٱلْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ ﴾ ❷

''اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا دوسرے معبود بھی ہوتے تو دونوں میں بگاڑ پیدا ہو جاتا، پس اللہ، جو عرش کا رب ہے، ان کی تہمتوں سے پاک ہے۔''

اگر ایک الٰہ کے علاوہ اور معبود قرار دیے جائیں تو وہ معبود برحق نہیں ہو سکتے، ایک معبود حقیقی کے سوا باقی سب باطل معبود ہوں گے اور باطل معبودوں کو تسلیم کرنے سے فساد برپا ہو جاتا ہے، کیونکہ عالم کی صلاح و بقا معبود برحق کی عبادت پر موقوف ہے۔

انسان کی یہ ضرورت، کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کو معبود بنائے، محبت، خوف، امید، توکل، عمل، قسم، نذر و نیاز، عاجزی و انکساری اور تعظیم و سجدہ میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے، جسم کے لیے روح اور آنکھ کے لیے نور کی ضرورت سے بڑھ کر ہے، بلکہ اس محتاجی جیسی کوئی

---

❶ یہاں قرآن مجید کا درج ذیل مضمون بیان ہوا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِى فَإِنَّ لَهُۥ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُۥ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ أَعْمَىٰ ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِىٓ أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا ۝ قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ ءَايَٰتُنَا فَنَسِيتَهَا ۖ وَكَذَٰلِكَ ٱلْيَوْمَ تُنسَىٰ ۝ ﴾ (۲۰/ طٰہٰ: ۱۲۴۔۱۲۶)

''جس نے میری نصیحت سے منہ پھیرا تو یقیناً اس کے لیے تنگ گزران ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا: میرے رب! تُو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا؟ حالانکہ مَیں تو بینا تھا۔ وہ فرمائے گا: اسی طرح تیرے پاس ہماری آیات آئیں تو تُو انہیں بھول گیا اور اسی طرح آج تُو بھلایا جائے گا۔'' (ش ح)

❷ ۲۱/ الانبیاء: ۲۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محتاج نہیں کیونکہ انسانی جسم میں بنیاد اور حقیقت کا درجہ روح اور دل کو حاصل ہے اوران کی بہتری کا دارومدار اس ہستی پر ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جس کے ذکر سے دل کو اطمینان ہوتا ہے۔ ❶

جس کی جانب روح کشاں کشاں جاتی ہے، روح کو اس کی ملاقات کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ روح کی اللہ تعالیٰ سے محبت اور بندگی کرنے اور اللہ تعالیٰ کے اس سے راضی ہونے اور اسے عزت بخشنے سے ہی اصلاح ہوسکتی ہے۔ اگر غیر اللہ سے بھی کچھ لذت وسرور حاصل ہو جائے تو وہ مستقل نہ ہوگا۔ آج اگر ایک کا تو، کل دوسرے کا دامن پکڑنا پڑتا ہے۔ اگر آج ایک کے ساتھ سکون ملتا ہے تو، کل وہی باعث اذیت اور قابل نفرت بن جائے گا۔ بسا اوقات انسان ایسی چیز سے لطف اندوز ہوتا ہے جو دراصل لطف اور آرام مہیا کرنے والی نہیں ہوتی جیسے ایک خارش زدہ شخص (جلد کو) ناخنوں سے کھرچ کر لذت حاصل کرتا ہے۔ جب کہ ناخن جلد کو خون آلود کر دیتے ہیں اور مزید نقصان کا باعث ہیں۔ جس سے خارش کرنے سے حاصل ہونے والی لذت بھی متاثر ہوتی ہے۔ اسی طرح غیر اللہ کی محبت سے دل عذاب میں گرفتار ہوتا ہے۔ وہ درحقیقت اس پر ہونے والا عذاب اور تکلیف وہ چیز ہے۔ اس کی لذت خارشی کی خارش کرنے سے ملنے والی لذت سے زیادہ نہیں ہے۔ عقلمندان معاملوں میں موازنہ کر کے زیادہ راجح اور زیادہ مفید چیز کو ترجیح دے گا......

الغرض وہ معبود جس کی ہر حالت، ہر لحظہ اور ہر لحہ طلب ہوتی ہے وہی معبود برحق ہے۔ اس کے سوا سب باطل ہیں۔ انسان جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ (اپنی صفات کے اعتبار سے) اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ انسان کو جیسی اللہ تعالیٰ کی حاجت وضرورت ہے ویسی کوئی اور حاجت وضرورت نہیں۔ وہ ضرورت ہر ضرورت سے بڑھ کر اور ہر حاجت سے عظیم تر ہے۔ اسی لیے امام الحنفاء ❷ (موحدین کے امام) نے اعلان کیا:

﴿لَآ أُحِبُّ الْأٰفِلِيْنَ۝﴾ ❸

''میں غروب ہونے والوں سے محبت نہیں کرتا۔''

---

❶ ﴿أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۝﴾ (١٣/ الرعد: ٢٨)

❷ سیدنا ابراہیم علیہ السلام۔ ❸ ٦/ الانعام: ٧٦۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفع ونقصان اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ 1

''اور اگر اللہ آپ کو کوئی نقصان پہنچائے تو سوائے اللہ کے اسے کوئی دُور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ آپ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے خیر عطا کرتا ہے اور وہ بہت بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔''

ارشاد الٰہی ہے:

﴿مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ 2

''اللہ جو رحمت لوگوں کے لیے کھولنا چاہے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے وہ بند کر دے تو اسے اللہ کے بعد کوئی کھولنے والا نہیں، اور وہ غالب حکمت والا ہے۔''

نفع ونقصان وغیرہ پر اللہ تعالیٰ ہی قادر ہے۔ اگر کسی کو کسی سے نفع ونقصان پہنچتا بھی ہے تو اس کی اجازت سے .... جب انسان کی ساری بہتری اللہ اکیلے کی عبادت اور اس اکیلے سے ہی مدد مانگنے میں ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہے کہ غیر اللہ کی عبادت کرنے اور استعانت میں اس کا نقصان ہوگا، اس لیے اللہ تعالیٰ غنی، تعریف کیا گیا، بہت کرم کرنے والا، بہت رحم کرنے والا اور اپنے بندے پر باوجود اس کے کہ وہ اس سے بے نیاز ہے،

1 ۱۰/ یونس: ۱۰۷۔ 2 ۳۵/ فاطر: ۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احسان کرنے والا ہے۔ اس کے ساتھ خیر کا ارادہ رکھتا ہے اور اس کے نقصان کا ازالہ کرتا ہے۔ یہ سب عنایات بے لوث ہیں......

یہ عنایات اور انعامات اطاعت و بندگی کی بنا پر عطا کیے جاتے ہیں۔ پھر ان کا برقرار رہنا شکر پر منحصر ہے، ناشکری کی وجہ سے نعمتیں چھن جاتی ہیں......

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ ﴾ ❶

''کسی قوم کی حالت اللہ نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اسے خود نہ بدلیں جو ان کے دلوں میں ہے۔''

اسی طرح ارشاد الٰہی ہے:

﴿ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَىٰ قَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ ۙ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴾ ❷

''یہ اس لیے کہ اللہ کسی قوم پر اپنی کی ہوئی نعمت بدلتا نہیں (یعنی ختم نہیں کرتا) یہاں تک کہ وہ اپنی حالت بدل دیں۔ یقیناً اللہ بہت سننے والا، بہت جاننے والا ہے۔''

---

❶ ۱۳/ الرعد:۱۱۔ ❷ ۸/ الانفال:۵۳۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر

شکر درحقیقت عاجزی وانکساری اور محبت کے ساتھ مُنعِم (انعام کرنے والے) کی نعمت کا اعتراف کرنا ہے۔ جسے نعمت کا شعور نہ ہو وہ شکر ادا نہیں کرتا۔ جسے نعمت کا شعور ہو مگر اس نے نعمت دینے والے کو نہ پہچانا اس نے بھی شکر ادا نہیں کیا۔ جو نعمت اور صاحب نعمت کا شعور رکھتا ہو مگر پھر بھی انکار کر دے وہ کفرانِ نعمت کا مرتکب ہوتا ہے، اور جسے نعمت اور منعم کی معرفت ہو، نعمت کا اعتراف بھی کرتا ہو، وہ نعمت کا منکر نہ ہو مگر اللہ تعالیٰ کے لیے خضوع اختیار نہ کرے، نہ اس سے محبت کرے اور نہ اس سے راضی ہو۔ اس نے بھی شکر ادا نہیں کیا، البتہ جو نعمت و منعم کو پہچان کر منعم کے آگے سرنگوں ہو جائے، اس سے محبت کرے، اللہ کی رضا پر راضی ہو، وہ اللہ تعالیٰ سے خوش ہو، اس نعمت کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اطاعت میں لگائے تو وہ درحقیقت شکر گزار ہے۔ لہٰذا شکر کے لیے معرفت قلبی اور اس کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔ قلبی علم کے مطابق عمل کرنے سے مراد منعم کی طرف میلان، اس سے محبت اور اس کے آگے جھک جانا ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سید الاستغفار یہ ہے کہ بندہ کہے:

((اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ)) [1]

''اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے ہی مجھے پیدا کیا ہے، مَیں تیرا بندہ ہوں، مَیں اپنی ہمت کے مطابق تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں۔ مَیں نے جو کیا ہے مَیں اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ مَیں تیری

[1] صحیح بخاری، ح: ٦٣٠٦؛ سنن ترمذی، ح: ٣٣٩٣؛ سنن نسائی، ح: ٥٥٢٤؛ مسند احمد: ٤/ ١٢٢؛ صحیح ابن حبان، ح: ٩٣٣۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نعمت کے ساتھ تیری طرف لوٹتا ہوں۔ اپنے گناہ کو لیے ہوئے مَیں تیری طرف پلٹتا ہوں پس تو میری مغفرت کر دے، گناہوں کو تیرے سوا کوئی معاف کرنے والا نہیں۔''

اللہ کے رسول ﷺ نے (سید الاستغفار کے بارے میں) فرمایا:

((مَنْ قَالَهَا إِذَا أَصْبَحَ مُوْقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ قَالَهَا إِذَا أَمْسٰى مُوْقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ لَيْلَتِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) [1]

''جو شخص اس پر یقین رکھتے ہوئے صبح کے وقت یہ کلمات پڑھے اور اسی دن فوت ہو جائے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اسی طرح شام ہونے پر جو شخص یقین کے ساتھ اسے پڑھے اور اسی رات وفات پا جائے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

ایک حدیث میں ہے:

((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ مَثَلُ الْفَرَسِ فِيْ آخِيَّتِهِ يَجُوْلُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلٰى آخِيَّتِهِ كَذٰلِكَ الْمُؤْمِنُ يَجُوْلُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى الْإِيْمَانِ)) [2]

''مومن کی مثال اس گھوڑے کی ہے جو کہ کھونٹی کے ساتھ بندھا ہوا ہوتا ہے، وہ گھومتا ہے اور پھر کھونٹی کی طرف آ جاتا ہے۔ اسی طرح مومن گھوم پھر کر ایمان کی طرف پلٹتا ہے۔'' [3]

ابــــوء میں یہ مفہوم شامل ہے کہ مَیں، اگر گھوڑے کی طرح گھوموں پھروں، گناہ کرنے سے یا شکر کرنے میں کوتاہی کرنے سے تو پھر بھی تیری جانب ہی رجوع کرتا ہوں۔ تیری طرف رجوع کیے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں۔ تیرے سوا کوئی سہارا نہیں۔

[1] صحیح بخاری، ح: ٦٣٠٦؛ سنن ترمذی، ح:٣٣٩٣؛ سنن نسائی، ح: ٥٥٢٤؛ مسند احمد: ٤/ ١٢٢؛ صحیح ابن حبان، ح: ٩٣٣۔ [2] مسند احمد: ٣/ ٣٨، ٥٥۔

[3] اس حدیث مبارکہ سے سید الاستغفار میں آنے والے لفظ ابوء کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ (ش ح)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام نعمتیں اللہ کی طرف سے ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا بِكُم مِّن نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ﴾ 1

''اور تمہارے پاس جو بھی نعمت ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے۔''

﴿ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ ۝ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً ۚ ﴾ 2

''لیکن اللہ نے تمہارے نزدیک ایمان کو محبوب بنا دیا اور اسے تمہارے دلوں میں سجا دیا اور تمہارے دلوں میں کفر وفسق اور نافرمانی سے نفرت پیدا کر دی۔ یہی لوگ دراصل ہدایت یافتہ ہیں اللہ کے فضل وکرم کی وجہ سے۔''

﴿ يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا ۖ قُل لَّا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُم ۖ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ ﴾ 3

''اپنے اسلام لانے کا وہ (اعراب) احسان جتلا رہے ہیں۔ آپ ان سے فرما دیں کہ اپنے اسلام لانے کا مجھ پر احسان مت جتلاؤ بلکہ اللہ تم پر احسان کرتا ہے کہ اس نے تمہاری راہنمائی ایمان کی طرف کر دی ہے اگر تم سچے ہو۔''

﴿ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ ﴾ 4

''ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت عطا کر دے، ان لوگوں کے راستے کی جن پر تو نے انعام کیا۔''

یہ لوگ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے ان کا تذکرہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے:

﴿ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم

1 ١٦/ النحل: ٥٣۔ 2 ٤٩/ الحجرات: ٧۔٨۔

3 ٤٩/ الحجرات: ١٧۔ 4 ١/ الفاتحة: ٥۔٦۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ أُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾ ❶

''اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کریں، انہیں انبیا، صدیقین، شہدا اور صالحین کی رفاقت حاصل ہے جن کو اللہ نے انعامات سے نوازا، اور یہ بہت ہی اچھا ساتھ ہے۔''

بندوں کو ملنے والی سب نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ سب سے بڑا فیاض، ارحم الراحمین اور سب سے بڑھ کر فضل و کرم والا ہے تو وہ سب سے بڑھ کر حکمت و عدل کا مالک بھی ہے۔ اس لیے وہ چیزوں کو ان کی مناسب جگہوں پر ہی رکھتا ہے، اس کی سخاوت، رحمت اور فضل و کرم اس کی حکمت اور عدل کے منافی نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی کستوری کو بدبودار جگہوں پر، نجاست اور گندگی کو خوشبو اور صاف ستھری جگہ پر، سزا کو احسان اور احسان کو سزا کی جگہ پر رکھ دے تو دانشمند اسے کم عقل اور بے وقوف قرار دیں گے۔ نیز وہ اس کی اس حرکت کو خلاف حکمت قرار دیں گے۔ ایک شاعر کہتا ہے:

وَ وَضْعُ النَّدٰی فِیْ مَوْضِعِ السَّیْفِ بِالْعُلَا
مُضِرٌّ کَوَضْعِ السَّیْفِ فِیْ مَوْضِعِ النَّدٰی

''تلوار کی جگہ شبنم رکھنا مقامِ رفیع کے لیے نقصان دہ ہے۔ جیسے شبنم کی جگہ تلوار استعمال کرنا مضر ہے۔''

دوا کی جگہ غذا اور غذا کی جگہ دوا، اور کھانے کی جگہ پانی اور پانی کی جگہ کھانا رکھنا عقل و دانش کے خلاف ہے۔ اگر کوئی شخص کسی بے زبان حیوان کو ایسے علوم و فنون سکھانا چاہے جو اس کے لائق نہیں ہیں تو یہ بھی حکمت و دانش کے منافی ہوگا، جبکہ اللہ تعالیٰ تو ہر حکمت و دانش کا منبع ہے وہ کیونکر چیزوں کو بے موقع و محل رکھے گا۔

یہ بھی تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو عطا کردہ نعمتوں میں سے بڑی بڑی نعمتیں اللہ تعالیٰ پر ایمان، اس کی معرفت و محبت، اس کی اطاعت و رضا، اس کی طرف رجوع کرنا، اس پر توکل کرنا اور اس کی عبودیت اختیار کرنا ہے۔

---

❶ ٤/ النساء:٦٩۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کون کس نعمت کا اہل ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے مطابق اسے وہ نعمت عنایت کرتے ہیں۔ جیسے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ فِيْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَرَاٰى قَلْبَ مُحَمَّدٍ ﷺ خَيْرَ قُلُوْبِ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاخْتَصَّهُ بِرِسَالَتِهِ ثُمَّ نَظَرَ فِيْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَرَاٰى قُلُوْبَ اَصْحَابِهِ خَيْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَاخْتَارَهُمْ لِصُحْبَتِهِ [1]

''اللہ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو روئے زمین پر بسنے والوں کے دلوں میں سے حضرت محمد ﷺ کے دل کو سب سے بہتر پایا تو رسالت کے لیے انہیں مخصوص کرلیا۔ پھر بندوں کے دلوں کو دیکھا تو آپ کے صحابہ کے دلوں کو (انبیا کے بعد) تمام بندوں کے دلوں سے بہتر پایا تو انہیں آپ کے صحابہ ہونے کے لیے منتخب کرلیا۔''

ایک اشکال کا جواب

اگر کسی کو یہ اشکال اور اعتراض پیدا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے سب دلوں کو ایک جیسا کیوں نہیں بنایا تو وہ بہت بڑا جاہل، انتہائی گمراہ اور کم عقل ہے۔ یہ اشکال پیدا کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جو یہ کہتا ہو کہ متضاد چیزوں کو کیوں پیدا کیا گیا ہے۔ سب کو ایک جیسا کیوں نہیں بنایا گیا؟ شب وروز، نشیب وفراز، سردی وگرمی، دوا اور بیماری، شیاطین وملائکہ، خوشبو اور بدبو، مٹھاس اور کڑواہٹ، نیز حسن وقبح کو کیوں پیدا کیا گیا ہے؟ ایسا کہنا اعتراض کرنے والے کی کم عقلی اور حماقت کی دلیل ہے۔ بہت سے لوگ وہ ہوتے ہیں جو خواہشات کے بندے بن جاتے ہیں۔ انہیں ہر وقت اپنی خواہشات کو پورا کرنے کی فکر ہوتی ہے۔ ان کے نزدیک نعمت، لذت اور مسرت صرف وہی ہے جو اُن کی خواہش کے مطابق ہو، ان کا تعلق کھانے پینے یا شہوت رانی سے ہو۔ وہ جہاں کہیں بھی ہوں اور خواہ کیسے ہی ان کو حاصل ہوئی ہوں وہ انہیں پورا کریں گے۔ تو ان لوگوں میں اور گدھوں، کتوں اور بلوں کے درمیان بس یہی فرق ہے کہ وہ دو پیروں پر سیدھے کھڑے ہوتے ہیں۔ قوت گویائی رکھتے ہیں اور ہاتھ سے کھاتے ہیں، ورنہ ان کے دل اور مزاج ان حیوانات کے دلوں اور مزاج جیسے

[1] مسند احمد: ۱/ ۳۷۹؛ مستدرك حاكم: ۳/ ۷۸۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، بلکہ بعض اوقات حیوانات کی طبیعت ان (خواہش پرست) انسانوں کی طبیعت سے بہتر، زیادہ محفوظ اور خیر کو زیادہ قبول کرنے والی ہوتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں بدترین جانور قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِندَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ۝ وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَّأَسْمَعَهُمْ ۖ وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوا وَّهُم مُّعْرِضُونَ ۝ ﴾ [1]

”بلاشبہ بدترین حیوانات اللہ کے نزدیک وہ بہرے گونگے لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے اور اگر اللہ ان میں کوئی بھلائی جانتا تو انہیں سننے کی قابلیت بخشتا اور اگر وہ انہیں سنواتا تو وہ ضرور بے اعتنائی کرتے ہوئے سرتابی کرتے۔“

لہٰذا اللہ عزیز وحکیم کی حکمت کے شایان شان نہیں ہے کہ وہ بہترین اور پاکیزہ ترین مخلوق کو اور بدترین مخلوق اور بدترین جانوروں کو ایک ہی جگہ اور عذاب وثواب کی ایک جیسی حالت میں رکھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ۝ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۝ ﴾ [2]

”تو کیا ہم فرمانبرداروں کو مجرموں کی طرح کر دیں گے؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے! تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟“

اللہ تعالیٰ نے ان کے اس فیصلے کی تردید کی، نیز اسے بصورت اطلاع بیان کرنے کی بجائے استفہامیہ پیرائے میں بیان فرمایا ہے، تاکہ عقل اس پر متنبہ ہو جائے جسے فطرت اور عقلِ سلیم محال سمجھتی ہے۔ ایک جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۚ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝ ﴾ [3]

”جہنمی اور جنتی برابر نہیں کیونکہ اہلِ جنت تو کامیاب وکامران ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

---

[1] ٨/ الانفال:٢٢۔٢٣۔ [2] ٦٨/ القلم:٣٥۔٣٦۔

[3] ٣٩/ الزمر:٩۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴾ 1

''کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے، ان لوگوں کی طرح کر دیں گے جو زمین میں فساد برپا کرنے والے ہیں یا پھر ہم متقیوں کو بدکاروں کی مثل بنا دیں گے؟''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴾ 2

''کہہ دیجیے! کیا برابر ہوں گے جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے؟ (ہرگز نہیں) نصیحت تو عقل مند ہی حاصل کرتے ہیں۔''

(سب انسانوں کا برابر ہونا تو دور کی بات ہے) کوئی ایک انسان بھی اپنے اعضاء کے اعتبار سے برابر نہیں۔ انسان کی پشت اور آنکھ برابر نہیں، نہ سر اور ٹانگیں برابر ہیں۔ جو کام ایک عضو سے لیا جا سکتا ہے وہ دوسرے عضو سے نہیں لیا جا سکتا۔ تو اللہ عزوجل نے ہی پاکی، ناپاکی، آسانی، غم اور نفع ونقصان پہنچانے والی چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ اسی طرح زمین کے مختلف حصے ہیں: بعض آنکھوں کو جلا بخشنے کے لیے مناسب ہیں اور بعض بھٹی اور آگ دہکانے کے لیے موزوں ہیں۔ اسی سے اللہ کی کمال قدرت اور کمال حکمت کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ مختلف متضاد چیزوں کی تخلیق قدرت کی جبکہ ہر ایک کو اس کی حد اور جگہ پر رکھ کر اس سے مناسب حال کام لینا اس کی حکمت کی دلیل ہے۔ عالم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی حکمت میں ٹکراؤ پیدا نہ کرے۔ قدرت کا اقرار جبکہ حکمت کا انکار یا حکمت کا اقرار جبکہ قدرت کا انکار نہ کرے، بلکہ قدرت وحکمت کو باہم مربوط رکھے۔ جس طرح کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں اسی طرح اس کی حکمت بھی تمام مخلوقات میں جاری وساری ہے۔ جس کا تفصیلی علم انسانی عقل کے بس کی بات نہیں۔

---

1 ٥٩/ الحشر: ٢٠۔ 2 ٣٨/ صٓ: ٢٨۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساری حمد اللہ کے لیے ہونے کا ثبوت

اس کائنات کا ذرہ ذرہ اس بات پر شاہد ہے کہ ساری حمد اللہ کے لیے ہے۔ ساتوں آسمان وزمین اوران میں موجود ہر چیز اس کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ ﴾ [1]

''ہر چیز اللہ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح پڑھتی ہے۔''

نبی ﷺ رکوع سے سیدھے کھڑے ہوکر یہ دعا پڑھتے تھے:

((رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَآءِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ)) [2]

''ہمارے رب! تیرے لیے ہی ساری حمد ہے، ایسی حمد جو زمین وآسمان کو بھر دے اور اس کے بعد جس جس چیز کو تُو چاہے بھر دے۔''

'بھرنے' کا مفہوم مختلف چیزوں کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے برتن کا پانی اور کھانے سے بھرنا، ایک نوعیت کا ہوتا ہے جب کہ گھر کا انسانوں اور شہر کا آدمیوں اور جانوروں سے بھرنا ایک دوسری نوعیت کا ہوتا ہے۔ جب کہا جائے کہ کتاب شعروں سے بھر گئی تو یہ بھرنا ایک اور قسم کا ہوتا ہے۔ کانوں کا تعریف یا مذمت سے بھرنے کا مفہوم اور ہوتا ہے...... اسی طرح کہا جاتا ہے: فلاں کے علم نے دنیا کو علم سے بھر دیا ہے، یہ بھی کہا جاتا تھا: ابن ابی الدنیا [3] نے دنیا کو علم سے بھر دیا۔ فلاں کی شہرت نے دنیا کو بھر دیا اور آفاق کو تنگ

---

[1] ١٧/ الاسراء: ٤٤۔ [2] صحیح مسلم، ح:٧٧١؛ سنن ابو داود، ح: ٧٦٠؛ سنن ترمذی، ح:٣٤٢٣۔ [3] ابوبکر عبداللہ بن ابی الدنیا القرشی المعروف ابن ابی الدنیا ٢٠٨ھ کو ان کی ولادت ہوئی۔ ابن ابوالدنیا جب کسی کے ساتھ بیٹھتے تو اگر چاہتے تو اسے ہنسا دیتے اور اگر چاہتے تو آنِ واحد میں اسے رُلا بھی دیتے۔ ایسا ان کے وافر علم اور وسیع معلومات کی وجہ سے ہوتا، ان کی تصنیف کردہ کتب کی تعداد سو سے زیادہ ہے۔ ان کے حالات زندگی سیر اعلام النبلاء: ١٣/ ٣٩٧؛ تذکرۃ الحفاظ: ٢/ ٦٧٧۔ ٦٧٩؛ البدایۃ والنھایۃ: ١١/ ٧١ وغیرہ کتب میں بیان کیے گئے ہیں۔ (ش ح)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیا، فلاں کی محبت سے دل لبریز ہو گئے، فلاں کے بغض سے دل بھر گئے۔ فلاں کا دل رعب سے بھر گیا وغیرہ عام استعمالات ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء اسمائے حُسنیٰ ہیں..... تمام اوصاف باکمال ہیں، تمام افعال سراپا حکمت و مصلحت ہیں...... وہ ہر طرح کے نقائص سے پاک ہے، اسی لیے تمام حمد نیز اعلیٰ اور کامل حمد کا وہی مستحق ہے۔

ایک دعائے ماثور میں ہے:

((اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کُلُّهٗ وَلَکَ الْمُلْکُ کُلُّهٗ وَبِیَدِکَ الْخَیْرُ کُلُّهٗ وَاِلَیْکَ یُرْجَعُ الْاَمْرُ کُلُّهٗ اَسْاَلُکَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّهٖ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّهٖ)) ❶

''اللہ! تیری ہی ساری حمد ہے، تیری ہی ساری بادشاہت ہے، ساری خیر تیرے ہی ہاتھ میں ہے، تیری طرف ہی ہر معاملہ لوٹتا ہے، مَیں تجھ سے ہی ہر خیر کا سوال کرتا ہوں اور ہر شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''......

معرفتِ حمد کا پہلا طریقہ: اسماء وصفات الٰہیہ کی معرفت

اللہ تعالیٰ کے لیے ساری حمد کیوں ہے؟ اس کی تفصیل اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حمد خود بیان فرمائی ہے، تو اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے اسباب طرح طرح کے ہیں۔ معرفت حمد کی خاطر کبھی اللہ تعالیٰ نے انہیں اکٹھا بیان کیا ہے اور کبھی علیحدہ علیحدہ، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بتاتے ہیں کہ وہ کیسے اس کی حمد وثنا بیان کریں، تاکہ وہ ان کا محبوب بن جائے، تو جب بندے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر لیں، اس سے محبت کریں اور اس کی حمد بیان کریں تو وہ ان سے محبت کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ ﴾ ❷

''ساری تعریف اللہ کے لیے ہی ہے جو سب جہانوں کا رب ہے، رحمٰن و رحیم ہے، روزِ جزا کا مالک ہے۔''

❶ شعب الایمان، ح: ٤٤٠٠؛ مسند احمد: ٥/ ٣٤٦۔ ❷ ١/ الفاتحة: ١۔٣۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۃ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ۝ ﴾ ❶

"ساری تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اندھیرے اور روشنی کو پیدا کیا ہے۔ پھر کافر لوگ (غیر اللہ کو) اپنے رب کے برابر قرار دیتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝ قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝ ﴾ ❷

"تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنے بندے پر یہ کتاب اتاری اور اس میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی بلکہ ہر طرح سے ٹھیک ٹھاک رکھا، تاکہ اپنے پاس کی سخت سزا سے ہوشیار کر دے اور اہلِ ایمان کو خوشخبری سنا دے جو نیک عمل کرتے ہیں کہ ان کے لیے بہت اچھا بدلہ ہے۔"

اور فرمایا:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ ط وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ۝ ﴾ ❸

"سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو آسمانوں اور زمین کی تمام چیزوں کا مالک ہے، آخرت میں بھی تعریف اسی کے لیے ہے۔ ❹ وہی خوب حکمتوں والا اور خوب خبر رکھنے والا ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

---

❶ ٦/ الانعام: ١۔ ❷ ١٨/ الکہف: ١۔٢۔ ❸ ٣٤/ سبا: ١۔

❹ اہل جنت یہ حمد اللہ تعالیٰ کی بیان کریں گے، مثلاً دیکھیے الاعراف: ٤٣، فاطر: ٣٤، الزمر ٧٤۔ دنیا میں جن و انس کو اس حمد کا مکلف بنایا گیا جب کہ آخرت میں یہ اہل جنت کی روحانی غذا ہوگی۔ (ش ح)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۭ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ ❶

''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا اور دو دو، تین تین، چار چار، پروں والے فرشتوں کو قاصد بنانے والا ہے۔ مخلوق میں جو چاہے اضافہ کرتا ہے، یقیناً اللہ ہی ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔''

اور فرمایا:

﴿ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴾ ❷

''وہی اللہ ہے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اسی کے لیے حمد ہے دنیا میں اور آخرت میں بھی۔ اسی کے لیے فرمانروائی ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔''

اور فرمایا:

﴿ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ ❸

''وہی زندہ رہنے والا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پس اسے اس کے لیے عبادت کو خالص کرتے ہوئے پکارو۔ ساری تعریف اس اللہ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔''

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴾ ❹

---

❶ ۳۵/ فاطر:۱۔ ❷ ۲۸/ القصص:۷۰۔

❸ ۴۰/ المومن:۵۶۔ ❹ ۳۰/ الروم:۱۷۔۱۸۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''پس تم اللہ کی تسبیح بیان کرو جب تم شام کرتے ہو اور جب صبح کرتے ہو اور آسمانوں اور زمین میں اسی کے لیے حمد ہے، تیسرے پہر اور ظہر کو بھی۔ (اس کی پاکی بیان کرو)۔''

اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ مخلوق کے درمیان فیصلہ کرنے یعنی اطاعت گزاروں کے لیے ثواب اور تکریم کا فیصلہ کرنے اور نافرمانوں کے لیے سزا اور اہانت کا فیصلہ صادر کرنے کے بعد بھی مخلوق اللہ تعالیٰ کی حمد کرے گی۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ وَقُضِىَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَلَمِينَ ﴾ ❶

''اور ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ تمام تعریفیں اللہ کو شایان ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی خبر دی ہے کہ اہل جنت اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کریں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ ہی جنت میں داخل ہوں گے۔ اسی طرح جہنمی بھی جہنم میں اللہ کی حمد کے ساتھ ہی داخل ہوں گے۔ جنتی کہیں گے:

﴿ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِى هَدَنَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَنَا اللَّهُ ﴾ ❷

''سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں اس کی جانب ہدایت دی، اگر اللہ نے ہمیں ہدایت نہ دی ہوتی تو ہم ہدایت نہ پا سکتے تھے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ دَعْوَنهُمْ فِيهَا سُبْحَنَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَمٌ وَءَاخِرُ دَعْوَنهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَلَمِينَ ﴾ ❸

''ان (جنتیوں) کے منہ سے یہ بات نکلے گی کہ پاک ہے تو اے اللہ! (سبحان اللہ) اور ان کا باہمی سلام یہ ہوگا: السلام علیکم! ان کا آخیر کلام یہ ہوگا کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے۔''

جہنمیوں کے بارے میں فرمایا:

❶ ۳۹/ الزمر:۷۵۔ ❷ ۷/ الاعراف:۴۳۔ ❸ ۱۰/ یونس:۱۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَاءِيَ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ۝ وَنَزَعْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا فَقُلْنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ لِلَّهِ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ ﴾ [1]

''اور جس دن اللہ انہیں پکار کر فرمائے گا کہ جنہیں تم میرے شریک خیال کرتے تھے وہ کہاں ہیں؟ اور ہم ہر امت میں سے ایک گواہ الگ کر لیں گے، اور پھر کہیں گے کہ اپنی دلیلیں پیش کرو تو اس وقت انہیں معلوم ہو جائے گا کہ حق اللہ کی طرف ہے اور جو کچھ افتراء وہ کرتے تھے وہ سب ان سے کھو جائے گا۔''

ایک اور مقام پر ان کے بارے میں فرمایا:

﴿ فَاعْتَرَفُوا بِذَنبِهِمْ فَسُحْقًا لِّأَصْحَابِ السَّعِيرِ ۝ ﴾ [2]

''تو وہ اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیں گے، اب یہ دوزخی دفع (دور) ہوں۔''

ان لوگوں نے اپنے خلاف اپنے ظلم کی گواہی خود دے دی اور انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ دنیا میں جھوٹے تھے، اپنے رب کی آیات کی تکذیب کرتے تھے، اس کے ساتھ شرک کرتے تھے اور اس کی الوہیت کا انکار کرتے ہوئے اس پر جھوٹ افتراء کرتے تھے۔ یہ ان کی طرف سے اس بات کا اعتراف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے عدل کیا ہے۔ انہوں نے اللہ کے حق میں کوتاہی کی تھی ورنہ وہ ان پر ظلم کرنے والا نہیں اور یہ کہ وہ اللہ کے عدل وحمد کی وجہ سے ہی جہنم میں داخل ہوئے ہیں۔ انہیں اپنے اعمال کی ہی سزا ملی ہے۔ انہیں انہی کاموں کی سزا ملی ہے جن کے کرنے یا نہ کرنے کا انہیں اختیار تھا۔

معرفت حمد کا دوسرا طریقہ: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر غور

ساری مخلوق نیک و بد اور مومن و کافر اللہ کی نعمتوں اور نوازشوں تلے دبے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی کثیر التعداد نوازشات اور وسیع عنایات، لطف وکرم، عمدہ کارگزاری، بندوں کے ساتھ حسنِ معاملہ، اس کی ان کے لیے وسیع رحمت، حسن سلوک، لطف وشفقت، مجبوروں

[1] ۲۸/ القصص: ۷۴۔۷۵۔ [2] ۶۷/ الملک: ۱۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی پکار سننا، دکھیوں کا دکھ دُور کرنا، پریشان حالوں کی فریاد رسی کرنا، جہان والوں کے لیے رحمت کرنا، سوال سے بھی پہلے بلا استحقاق بلکہ اپنی طرف سے ابتدا کرتے ہوئے اس نے اپنی نوازشات کی ہیں، یہ محض اس فضل وکرم اور احسان کی وجہ سے ہے۔ مشکلات ومصائب کے وقوع پذیر ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ انہیں دور کر دیتا ہے..... اپنے خاص بندوں کو دارالسلام (سلامتی والے گھر جنت) کی راہ دکھاتا ہے، ان کا بہترین دفاع کرتا ہے۔ ان کو گناہوں کی وادیوں سے بچاتا ہے۔ اس نے ان کے نزدیک ایمان کو محبوب بنا دیا اور ان کے دلوں میں سجا دیا، ان کے دلوں میں کفر وفسق اور نافرمانی کی نفرت پیدا کر دی۔ ان کو ہدایت پانے والوں میں کر دیا۔ ان کے دلوں میں ایمان ثبت کر دیا۔ روح القدس کے ذریعے انہیں تقویت بخشی۔ ان کی تخلیق سے پہلے ہی ان کا نام مسلم رکھا۔ ان کا تذکرہ کیا قبل اس سے کہ وہ اس کا تذکرہ کریں۔ ان کے مانگنے سے پہلے ہی انہیں عطا کر دیا......

اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو مبعوث کیا جو لوگوں کو جنت کی (ابدی) نعمتوں کے حصول کی دعوت دیتے رہے۔ پھر جنت تک لے جانے والی راہ کو آسان کر دیا۔ دنیا کی اس مختصر سی مدت میں کی جانے والی معمولی کوششوں پر بھی وہ راضی ہو گیا کہ وہ انہیں نعمتوں والی دائمی جنت عطا کرے گا اور اس بات کی ضمانت دی کہ اگر کوئی ایک نیکی کرے گا تو اسے دس گنا زیادہ بدلہ دیا جائے گا۔ اگر وہ گناہوں کے ارتکاب پر استغفار کریں گے تو انہیں معاف کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ بھی وعدہ فرمایا کہ برائیوں کے سرزد ہونے کے بعد اگر وہ نیکیاں کر لیں گے تو ان کی برائیاں مٹا دی جائیں گی۔ اپنی نعمتوں کو یاد دلایا، اسماء الحسنیٰ سے اپنا تعارف کروایا۔ انہیں جو حکم دیا وہ اس کی رحمت واحسان ہے ورنہ اللہ ان کا محتاج نہیں۔ ان کی حمایت اور بچاؤ کی خاطر انہیں (بعض کاموں سے) منع فرمایا ورنہ وہ ان پر بخیل نہیں۔ اللہ تعالیٰ انتہائی لطف وحلاوت سے ان سے مخاطب ہوا، انہیں بہترین نصیحتیں کیں۔ انہیں کامل ترین احکام دیے۔ انہیں عمدہ واعلیٰ صفات اپنانے کا حکم دیا۔ قبیح اقوال وافعال سے انہیں منع کیا۔ اپنی آیات ان کے لیے پھیر پھیر کر بیان کیں۔ مثالیں بیان فرمائیں، علم ومعرفت کے بہت سے راستے ان پر کھول دیے، ان کے لیے ہدایت کے در کھول دیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں ان اسباب وذرائع کی معرفت دی جو انہیں اللہ کی رضا کے قریب اور اس کے غضب سے دُور کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ بندوں سے محبت وشفقت بھرے انداز اور ان کے بہترین ناموں کے ذریعے ان سے مخاطب ہوتا ہے، جیسے: ﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ﴾ ❶

﴿ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ ﴾ ❷

﴿ يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ ﴾ ❸

﴿ قُلْ لِعِبَادِيَ ﴾ ❹

﴿ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي ﴾ ❺

اللہ تعالیٰ بندوں سے محبت ومودت اور لطف وکرم کے الفاظ سے مخاطب ہوتا ہے۔ چند مثالیں یہ ہیں:

﴿ يَاأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ ۖ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ ﴾ ❻

”لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو، جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان لوگوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے، (عبادت کا حکم اس لیے دیا ہے۔) تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ، وہی ہے جس نے زمین کو تمہارے لیے فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی نازل کیا۔ پھر اس کے ذریعے پھلوں سے تمہارے لیے رزق نکالا لہٰذا اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک نہ بناؤ جب کہ تم جانتے ہو (کہ اس کا کوئی شریک نہیں)۔“

﴿ يَاأَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۚ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ

❶ ٢/ البقرة: ١٠٤۔ ❷ ٢٤/ النور: ٣١۔ ❸ ٣٩/ الزمر: ٥٣۔
❹ ١٤/ ابراهيم: ٣١۔ ❺ ٢/ البقرة: ١٨٦۔ ❻ ٢/ البقرة: ٢١-٢٢۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ ۚ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنّٰى تُؤْفَكُونَ ﴾ ❶

''لوگو! اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو، کیا اللہ کے سوا کوئی اور بھی خالق ہے جو آسمان وزمین سے تمہیں رزق عطا کرے۔ اللہ کے (علاوہ) کوئی معبود نہیں، تم کہاں بھٹکے جاتے ہو؟''

﴿ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۖ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُورُ ﴾ ❷

''لوگو! یقیناً اللہ کا وعدہ حق ہے تمہیں دنیوی زندگی دھوکے میں مبتلا نہ کردے اور نہ دھوکے باز تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکے میں ڈال دے۔''

﴿ يٰٓأَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ۝ الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ فَعَدَلَكَ ۝ ﴾ ❸

''انسان! تجھے اپنے رب کریم سے کس چیز نے بہکایا ہے (وہ رب) جس نے تجھے پیدا کیا، پھر ٹھیک ٹھاک کیا، پھر برابر بنایا۔''

﴿ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُونَ ۝ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا ۖ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَآءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۗ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ ﴾ ❹

''ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ صرف اور صرف مسلمان ہو کر ہی مرنا، اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ نہ ڈالو، اور اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جو تم پر ہے، جب تم (ایک

---

❶ ۳۵/ فاطر:۳۔ ❷ ۳۵/ فاطر:۵۔ ❸ ۸۲/ الانفطار:۶۔۷۔

❹ ۳/ آل عمران: ۱۰۲۔۱۰۳۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے کے) دشمن تھے تو اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کردی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچالیا، اسی طرح اللہ اپنی آیتیں تمہارے لیے کھول کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ تم ہدایت پاؤ۔"

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَتَّخِذُواْ بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّواْ مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ ٱلْبَغْضَآءُ مِنْ أَفْوَٰهِهِمْ وَمَا تُخْفِى صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ ٱلْءَايَٰتِ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ ﴾ 1

"ایمان والو! اپنے علاوہ دوسروں کو اپنا راز دان نہ بناؤ، وہ تمہاری تباہی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے، وہ تو چاہتے ہیں تم مشکل میں پڑو، ان کا بغض تو ان کی باتوں سے بھی ظاہر ہو چکا ہے اور جو اُن کے سینوں میں چھپا ہوا ہے وہ اس سے بھی بڑھ کر ہے، ہم نے تمہارے لیے آیات کھول کھول کر بیان کردیں، اگر تم عقل سے کام لیتے ہو (تو غور کرو)۔"

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَتَّخِذُواْ عَدُوِّى وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَآءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِٱلْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُواْ بِمَا جَآءَكُم مِّنَ ٱلْحَقِّ يُخْرِجُونَ ٱلرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَن تُؤْمِنُواْ بِٱللَّهِ رَبِّكُمْ إِن كُنتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَٰدًا فِى سَبِيلِى وَٱبْتِغَآءَ مَرْضَاتِى تُسِرُّونَ إِلَيْهِم بِٱلْمَوَدَّةِ وَأَنَا۠ أَعْلَمُ بِمَآ أَخْفَيْتُمْ وَمَآ أَعْلَنتُمْ وَمَن يَفْعَلْهُ مِنكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ ٱلسَّبِيلِ ﴾ 2

"ایمان لانے والو! میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ، تم تو دوستی سے انہیں پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس حق کے ساتھ جو تمہارے پاس آچکا ہے کفر کرتے ہیں، رسول کو اور خود تمہیں بھی اس لیے جلاوطن کرتے ہیں، کہ تم اپنے رب پر ایمان رکھتے ہو اگر تم میری راہ میں جہاد کے لیے اور میری رضامندی کی طلب میں نکلے ہو (تو ان سے دوستی نہ کرو)۔ تم ان کے پاس

1 ۳/ آل عمران:۱۱۸۔ 2 ۶۰/ الممتحنة:۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محبت کا پیغام پوشیدہ پوشیدہ بھیجتے ہو اور مجھے وہ خوب معلوم ہے جو تم نے چھپایا اور وہ بھی جو تم نے ظاہر کیا، تم میں سے جو بھی یہ کام کرے گا وہ یقیناً راہِ راست سے بہک جائے گا۔"

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٢٤﴾ وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٢٥﴾ وَاذْكُرُوا إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَن يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُم بِنَصْرِهِ وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٢٦﴾ ﴾ [1]

"ایمان والو! اللہ اور رسول کی پکار پر لبیک کہو جب کہ رسول تمہیں تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلاتے ہوں اور یاد رکھو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان آڑ بن جایا کرتا ہے۔ بلاشبہ تم سب کو اللہ ہی کے پاس جمع ہونا ہے، تم ایسے وبال سے بچو جو خاص کر صرف انہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں سے ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں اور یہ جان رکھو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے، یاد کرو جب تم زمین میں قلیل تھے، کمزور شمار کیے جاتے تھے۔ اس خوف میں رہتے تھے کہ تمہیں لوگ اچک کر نہ لے جائیں تو اللہ نے تمہارے رہنے کی جگہ دی اور تمہیں اپنی نصرت سے قوت دی اور تمہیں نفیس چیزیں عطا کیں، تاکہ تم شکر کرو۔"

﴿ يَاأَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَن يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ ۖ وَإِن يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنقِذُوهُ مِنْهُ ۚ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ﴿٧٣﴾ مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٧٤﴾ ﴾ [2]

---

[1] ٨/ الانفال: ٢٤۔٢٦۔ [2] ٢٢/ الحج: ٧٣۔٧٤۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''لوگو! تمہارے لیے ایک مثال بیان کی گئی ہے اسے غور سے سنو، اللہ کے سوا تم جن جن کو پکارتے ہو وہ تو ایک مکھی بھی نہیں پیدا کر سکتے اگر چہ سارے کے سارے ہی جمع ہو جائیں، بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے اڑے تو یہ تو اسے بھی اس سے چھین نہیں سکتے۔ بڑا بودا ہے طلب کرنے والا اور بڑا بودا ہے وہ جس سے طلب کیا جا رہا ہے، انہوں نے اللہ کے مرتبہ کے مطابق اس کی قدر جانی ہی نہیں۔ اللہ قوت والا اور غالب وزبردست ہے۔''

﴿ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝ ﴾ [1]

''اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ وہ آدم کو سجدہ کریں، تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا، وہ جنوں میں سے تھا۔ [2] وہ اپنے رب کے حکم سے نکل گیا (اس نے نافرمانی کی)، کیا پھر تم اسے اور اس کی ذریت کو مجھے چھوڑ کر اپنا دوست بنا رہے ہو جب کہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ ایسے ظالموں کا کیا ہی برا بدل ہے۔''

اللہ تعالیٰ بنی آدم سے مخاطب ہوتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دیکھو جب ابلیس نے تمہارے باپ آدم کو سجدہ نہ کیا تو میں اس کا دشمن بن گیا، میں نے اسے آسمان سے بھگا دیا اور اپنے آپ سے اسے دُور کر دیا اور تم ہو آدم کے بیٹو! ابلیس اور اس کی اولاد کو میرے مقابلے میں دوست بنا رہے ہو جبکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ مخاطب کرنے کے اس انداز کے موقع ومحل پر صاحب عقل کو غور کرنا چاہیے کہ یہ کس قدر دلوں اور روحوں کے لیے فرحت بخش

---

[1] ۱۸/ الکھف: ۵۰۔

[2] ﴿ كَانَ مِنَ الْجِنِّ ﴾ سے ان لوگوں کے نظریے کی تردید ہوتی ہے جو ابلیس کو فرشتہ قرار دیتے ہیں، قرآن نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی جبکہ فرشتے رب کے حکم کی نافرمانی کر ہی نہیں سکتے۔ (دیکھیے التحریم: ۶) قرآن سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اسے بھی آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا، جیسا کہ قرآنی جملے ﴿ اَمَرْتُكَ ﴾ (۷/ الاعراف: ۱۲) سے معلوم ہوتا ہے۔ (ش ح)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔قرآن مجید میں بندوں سے اکثر اسی انداز سے محبت وشفقت،لطف وکرم اور کمال نصیحت وخیر خواہی پر مبنی خطاب کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بتا دیا ہے کہ وہ ان کے لیے صرف بہترین ذریعہ، بہترین منزل اور عمدہ واعلیٰ علوم ومعارف ہی منتخب کرتا ہے،اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۟ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ؕ ﴾ ❶

”اگر تم ناشکری کرو تو بلاشبہ اللہ تم سے بے نیاز ہے، وہ اپنے بندوں کی (طرف سے) ناشکری پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے لیے پسند کرے گا۔“

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ ﴾ ❷

”آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین کے پسند کر لیا ہے۔“

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ ﴾ ❸

”اللہ تم پر آسانی کرنا چاہتا ہے وہ تم پر تنگی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔“

اسی طرح ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۟ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ۝ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ۝ ﴾ ❹

---

❶ ٣٩/ الزمر:٧۔ ❷ ٥/ المائدۃ:٣۔ ❸ ٢/ البقرۃ:١٨٥۔ ❹ ٤/ النساء:٢٦۔٢٨۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ چاہتا ہے کہ تمہارے لیے خوب کھول کر بیان کر دے اور تمہیں تم سے پہلے کے (نیک) لوگوں کی راہ پر چلائے اور تمہاری توبہ قبول کرے، اللہ خوب جاننے والا اور خوب حکمت والا ہے اور اللہ چاہتا ہے کہ تمہاری توبہ قبول کرے اور جو لوگ خواہشات کے پیرو ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم اس سے بہت دُور ہٹ جاؤ، اللہ چاہتا ہے کہ تم سے تخفیف کر دے کیونکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو اس لیے نہیں پیدا کیا کہ وہ ان کا محتاج ہے...... ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝ مَا أُرِيدُ مِنْهُم مِّن رِّزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَن يُطْعِمُونِ ۝ ﴾ ❶

''اور مَیں نے جن وانس کو صرف اس لیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں، مَیں ان سے روزی نہیں چاہتا اور نہ مَیں یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔''

اللہ تعالیٰ نے خبردار کر دیا کہ اس نے جن وانس کو اس لیے نہیں پیدا کیا کہ اس کی ان سے کوئی حاجت وضرورت وابستہ ہے، وہ ان سے کوئی فائدہ نہیں اٹھانا چاہتا ہے۔ انہیں پیدا کرنا اس کا فضل واحسان ہے، تاکہ وہ عبادت کے ذریعے اس کی جود وسخا سے کما حقہ فائدہ اٹھائیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنْ أَحْسَنتُمْ أَحْسَنتُمْ لِأَنفُسِكُمْ ﴾ ❷

''اگر تم اچھائی کرو گے تو اپنے ہی لیے کرو گے۔''

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِأَنفُسِهِمْ يَمْهَدُونَ ۝ ﴾ ❸

''اور جن لوگوں نے نیک عمل کیا ہے وہ اپنی ہی آرام گاہ سنوار رہے ہیں۔''

جب اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو غسلِ جنابت اور وضو کا حکم دیا، جس کے ذریعے ان کے گناہ معاف ہوتے ہیں، وہ اللہ کے حضور پیش ہوتے ہیں اور اس سے ان کے درجات بلند

❶ ٥١/ الذاریات:٥٦۔٥٧۔ ❷ ١٧/ الاسراء:٧۔ ❸ ٣٠/ الروم:٤٤۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ہیں۔تو پھر فرمایا:

﴿ مَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ ﴾ ❶

''اللہ تم پر کوئی تنگی نہیں کرنا چاہتا بلکہ وہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کردے اور اپنی نعمت تم پر پوری کردے، تاکہ تم شکر ادا کرو۔''

قربانی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ﴾ ❷

''اللہ کو ان (قربانیوں) کے گوشت اور خون ہرگز نہیں پہنچتے بلکہ اسے تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔''

لوگوں کو زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دینے اور خراب مال دینے سے منع کرنے کے بعد فرمایا:

﴿ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ ﴾ ❸

''اور تم ردی چیز اس کی راہ میں خرچ کرنے کا قصد نہ کرو جسے تم خود لینے والے نہیں ہو مگر یہ کہ تم اس میں چشم پوشی سے کام لو (تو دوسری بات ہے) اور جان لو کہ اللہ بے نیاز اور بہت خوبیوں والا ہے۔''

یہاں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو کچھ تم خرچ کرتے ہو میں اس سے بے نیاز ہوں، مجھے ان میں سے کسی چیز کی حاجت نہیں۔ وہ تو حمید ہے جو تمام تر تعریفات کا مستحق ہے۔ تمہارے خرچ کرنے سے اس کی کوئی ضرورت پوری نہیں ہوتی اور نہ وہ اس وجہ سے تعریف کا مستحق قرار پایا، بلکہ وہ فی نفسہ غنی ہے اور ذات اور اسماء وصفات کی وجہ سے حمید ہے۔ تم جو کچھ خرچ کرتے ہو اس کا فائدہ تمہیں ہی ہوتا ہے، اور وہ تمہیں ہی لوٹایا جائے گا۔

......اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنٰی کا بالاستیعاب مطالعہ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی تعریفات اس قدر ملتی ہیں کہ بیان نہیں ہو سکتیں...... وہ انسان جسے سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل تھی اور اسے اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات اور تعریفات کا سب سے زیادہ علم

❶ ٥/ المائدۃ: ٦۔ ❷ ٢٢/ الحج: ٣٧۔ ❸ ٢/ البقرۃ: ٢٦٧۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔اس کی دعا کے یہ الفاظ ہیں:

((اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَلَكَ سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهُ فِيْ كِتَابِكَ أَوْ عَلَّمْتَهُ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهِ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَنُوْرَ صَدْرِيْ وَجَلَاءَ حُزْنِيْ وَذَهَابَ هَمِّيْ وَغَمِّيْ)) ❶

''(اللہ!)مَیں تجھ سے مانگتا ہوں تیرے ہر اس نام کے ذریعے جو تُو نے خود اپنا نام رکھا ہے یا جو تُو نے اپنی کتاب میں اتارا ہے۔ یا جو تُو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بتایا ہے یا جسے تُو نے اپنے پاس علم غیب میں اپنے لیے مخصوص کر لیا ہے(میری التجا ہے) کہ تو قرآن کو میرے دل کے لیے موسم بہار، میرے سینے کے لیے نور اور حزن و ملال اور رنج و فکر کو دُور کرنے والا بنا دے۔''

حدیثِ شفاعت میں آپ ﷺ رب کے حضور اپنے سجدے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((فَيَفْتَحُ عَلَيَّ مِنْ مَّحَامِدِهِ بِشَيْءٍ لَّا اُحْسِنُهُ الْاٰنَ)) ❷

''تو پھر وہ(اللہ تعالیٰ) اپنے محامد کے بعض ایسے گوشے مجھ پر واشگاف کرتا ہے جنہیں اس وقت میں ٹھیک طور پر بیان نہیں کر سکتا۔''

آپ ﷺ سجدوں میں یہ بھی پڑھا کرتے تھے:

((اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِعَفْوِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُبِكَ

---

❶ مسند احمد: ۱/ ۳۹۱، ۴۵۲؛ ابو یعلی، ح، ۵۲۹۷؛ مستدرك حاكم: ۱/ ۵۰۹؛ صحيح ابن حبان، ح: ۹۷۲؛ مجمع الزوائد: ۱۰/ ۱۳۶۔

❷ حدیثِ شفاعت بہت سے صحابہ سے مروی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع حدیث کے یہ الفاظ ہیں: ((وَيُلْهِمُنِيْ مَحَامِدَ اَحْمَدُهُ بِهَا لَا تَحْضُرُنِي الْاٰنَ)) ...... صحيح بخاري، ح: ۷۵۱۰؛ صحيح مسلم، ح: ۱۹۳؛ مسند احمد: ۳/ ۱۱۶؛ صحيح ابن حبان، ح: ٦٤٦٤۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ)) ❶

''(اللہ!) میں تیری رضا کے ذریعے پناہ پکڑتا ہوں تیری ناراضی سے،
تیری معافی کی پناہ لیتا ہوں تیری سزا سے، اور تیری پناہ لیتا ہوں خود تجھ سے،
میں تیری کماحقہ حمد وثنا بیان کرنے سے قاصر ہوں، ❷ تُو بس ویسا ہی ہے
جیسا تُو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔''

اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کو کوئی بھی مخلوق شمار نہیں کر سکتی، اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات اور حمد وثنا اس قدر ہے کہ کوئی مقرب فرشتہ اور پیغمبر بھی نہیں جانتا۔ بندے جتنا علم رکھتے ہیں اس کی نسبت، اس علم سے جو نہیں جانتے، ایسے ہے جیسے ایک چڑیا سمندر میں چونچ مار کر ایک قطرہ پانی لے لے۔

---

❶ صحيح مسلم، ح: ٤٨٦؛ سنن ابو داود، ح: ٨٧٩، ١٤٢٧؛ سنن ترمذی، ح: ٣٤٩٣، ٣٥٦٦؛ سنن نسائی، ح: ١٧٠، ١١٠٢، ١١٣٢، ١١٤٩؛ سنن ابن ماجه، ح: ١١٧٩، ٣٨٤١؛ مسند احمد: ١/ ٩٦، ١١٨، ١٥٠، ٦/ ٥٨، ٢٠١۔

❷ سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معروف کتاب کشف المحجوب میں اس حدیث اور دیگر دلائل کی بنا پر مخلوقات کے علم کا محدود ہونا بیان کیا ہے۔ سید علی ہجویری نے لکھا ہے کہ انسانی علم کا تو یہ حال ہے کہ تمام انسان مل کر بھی خدا کی کائنات کے ایک ذرے تک کے بارے میں پورا علم رکھنے کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ انسانی علم کا اصل کمال یہی ہے کہ وہ جان لے کہ فی الحقیقت وہ کچھ نہیں جانتا، جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ یعنی خدایا! میں تیری صفت بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ (کشف المحجوب (اردو) ص: ٦٩، ط ٢٠٠٩، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور) بعد ازاں اللہ کی نعمتوں کو شمار نہ کر سکنے اور لامتناہی کلمات سے متعلق آیات سے انسانی علم کا محدود ہونا بیان کیا گیا ہے۔ (ش ح)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنت وجہنم اور جنتی وجہنمی

اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہونے کے ساتھ ساتھ پسند و ناپسند، عطا کرنا اور روک لینا، پست کرنا اور اونچا کرنا، رحم کرنا اور انتقام لینا وغیرہ صفات سے بھی متصف ہے، اس لیے اس کی حکمت کا تقاضا ہوا کہ اس کی رضا چاہنے والوں، اس کی اطاعت کے مطابق عمل کرنے والوں، اس کے حکم کو ترجیح دینے والوں اور اس کی مرضیات کو لے کر اٹھنے والوں کے لیے وہ ایک گھر بنائے اور وہ جنت ہے، اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر پسندیدہ چیز رکھ دی ہے۔ اس نے اسے ہر قسم کی محبوب و مرغوب، پُرکشش اور لذیذ اشیاء سے بھر دیا ہے۔ ہر خیر اس میں رکھ دی اور اسے تمام طیبات یعنی اشخاص، صفات اور اقوال کا مرکز بنا دیا۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناراضی کو دعوت دیتے ہیں، اپنی چاہتوں اور لذتوں کو اللہ کی خوشنودی پر ترجیح دیتے ہیں، اس کی طرح طرح کی نافرمانیاں کرتے ہیں، ان اقوال و اعمال کا علم اٹھاتے ہیں جو اسے ناپسند ہیں، اس کی طرف ایسی صفات منسوب کرتے ہیں جو اس کے شایان شان نہیں، انبیاء ورسل علیہم السلام نے جو اللہ تعالیٰ کی صفاتِ کمال و جمال بیان کی ہیں وہ ان کے منکر ہیں۔ ان کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے ایک گھر پیدا کیا ہے اور وہ ہے جہنم، اس میں ہر مکروہ چیز رکھ دی گئی ہے۔ اس کا قید خانہ تکلیف دہ اور المناک چیزوں سے بھرپور ہے۔ اس میں ہر طرح کی شر موجود ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے تمام ناپاک اشخاص و صفات اور اقوال و اعمال کی آماجگاہ بنایا ہے۔ یہ دونوں گھر (جنت وجہنم) دار القرار ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اور گھر بھی بنایا ہے جو اِن دونوں گھروں کے لیے بندرگاہ کی طرح ہے۔ ان دونوں منزلوں کے مسافر زادِ راہ یہیں سے لیتے ہیں۔ یہ گھر دنیا ہے، اس میں دونوں منزلوں کے مسافروں کے اعمال کے کچھ نتائج رکھ دیے گئے ہیں۔ جو اِن دونوں کی طرف راہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ گویا کہ آنکھ ان دونوں کو دیکھ رہی ہے، تاکہ جنت وجہنم پر ایمان (اگرچہ بالغیب ہو) کو ایسی شہادت مل جائے جس سے دل مانوس ہوں اور اس سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(دونوں منزلوں پر) استدلال کرتے ہوں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے کچھ آثار اس دنیا میں نمایاں کیے جیسے میٹھے پھل، عمدہ ماکولات، دیدہ زیب لباس، حسین وجمیل صورتیں اور دیگر تمام مرغوبات جنت کی نعمتوں کا ہلکا سا عکس ہیں جو جنت میں اپنی کامل ترین شکل میں موجود ہیں۔ جب اہل ایمان دنیا کی نعمتوں کو دیکھتے ہیں تو یہ جنت کی خیر وبرکات، لطف و سُرور اور آسودہ زندگی کی طرف ان کی توجہ مبذول کرتی ہیں...... جس کے نتیجے میں وہ حصولِ جنت کے لیے کمر کس لیتے ہیں اور زبان سے پکارتے ہیں:

((اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ)) [1]

''اللہ! سوائے آخرت کے کوئی زندگی نہیں۔'' (یعنی اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں اپنے غضب اور سزا کی کچھ نشانیاں پیدا کی ہیں جیسے مادی ومعنوی سزائیں، رنج والم، تکالیف اور ناپسندیدہ امور کہ جن سے دار الشقاء (جہنم) میں موجود اس قسم کی تکالیف پر استدلال کیا جاسکتا ہے، جب کہ یہ سب کچھ جہنم کے دو سانسوں (سرد اور گرم) کا نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت ومشیت کے تحت جہنم کو یہ دو سانس لینے کی اجازت دی ہے۔ [2]

---

[1] دیکھیے صحیح بخاری، كتاب الجهاد، باب البيعة في الحرب ان لايفروا، ح: ٢٩٦١؛ صحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب غزوة الاحزاب وهي الخندق، ح: ١٨٠٥، انصار ومہاجرین رضی اللہ عنہم سردی، تھکاوٹ اور بھوک کی حالت میں خندق کھودنے میں مصروف تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس موقع پر ان کے لیے یہ دعائیہ کلمات کہے: ((اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ)) (صحيح بخاري، ح: ٢٨٣٤) ''اللہ! زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے، پس انصار ومہاجرین کی مغفرت کردے۔'' جواب میں انصار ومہاجرین نے کہا: نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا (ایضا) ''ہم وہ ہیں جنھوں نے محمد (ﷺ) کے ہاتھ پر بیعت کی ہے کہ جب تک ہماری زندگی ہے جہاد کرتے رہیں گے۔'' (ش ح)

[2] مؤلف نے یہاں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث نبوی کی طرف اشارہ کیا ہے: ((اِشْتَكَتِ النَّارُ اِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ رَبِّ اَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا فَاَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ: نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ، اَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ وَاَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ))۔ (صحيح بخاري، ح: ٥٣٧، ٣٢٦٠؛ صحيح مسلم، ح: ٦١٧؛ سنن ترمذي، ح: ٢٥٩٢؛ سنن ابن ماجه، ح: ٤٣١٩؛ مسند احمد: ٢/ ٤٦٢؛ صحيح ابن حبان، ح: ٧٥٦٦) ''دوزخ نے اپنے رب (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان دو سانسوں سے اس دنیا میں ظاہر ہونے والے آثار جہنم کی یاد دلاتے ہیں اور اس سلسلے میں باعثِ عبرت ہیں، اسی حقیقت کی نشاندہی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے دنیوی آگ کے بارے میں فرمایا:

﴿ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ۚ﴾ [1]

''ہم نے ہی اسے مسافروں کے لیے باعث عبرت ومنفعت بنایا۔''

یہ تذکرہ ہے جس سے آخرت یاد آتی ہے، غیر آباد زمین پر آنے والوں کے لیے منفعت کا ذریعہ ہے...... اللہ کے کلام کی حقیقی مراد کیا ہے وہ تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے، مگر بظاہر یہی لگتا ہے کہ آگ اگرچہ مسافر ومقیم ہر ایک کے لیے باعث منفعت ہے، لیکن آیت میں مسافروں کی تخصیص لوگوں کو خبردار کرنے کے لیے ہے کہ وہ اس دنیا میں مقیم نہیں ہیں بلکہ وہ سب درحقیقت راہ چلتے مسافر ہیں......

بادشاہی، قدرت وقوت اور غلبہ صرف اللہ واحد قہار کا ہے، باقی ہر کوئی اس کا محتاج ہے اور اس کے آگے مغلوب ہے، ہر کسی کی مخالف، اس کی نفی کرنے والی اور اس کے شریک کار قوتیں موجود ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہواؤں کو پیدا کیا اور ان کو باہم متصادم کر دیا جو ایک دوسری کا غلبہ توڑ کر اس کا خاتمہ کرتی ہیں۔ اس نے پانی کو پیدا کیا اور اس پر ہواؤں کو مسلط کر دیا جو اسے ادھر ادھر لے جاتی ہیں اور اسے جدا کرتی ہیں۔ آگ کو پیدا کیا اور اس کا زور توڑنے اور اسے بجھانے کے لیے اس پر پانی مسلط کر دیا۔ لوہے کو پیدا کیا اور اس پر آگ کو مسلط کر دیا جو اسے پگھلا دیتی ہے اور اس کی قوت توڑ دیتی ہے۔ اس نے پتھروں کو پیدا کیا اور ان پہ لوہے کو مسلط کیا جو انہیں توڑتا ہے اور ریزہ ریزہ کرتا ہے۔ آدم علیہ السلام اور ان کی

(گزشتہ سے پیوستہ ❁❁❁) سے شکایت کی کہ میرے رب! (حرارت کی شدت کی وجہ سے) میرا بعض حصہ بعض حصے کو کھا لیتا ہے۔ تو اس پر اللہ نے اسے دو سانس لینے کی اجازت دی؛ ایک سانس سرما میں اور دوسری گرما میں، سخت سردی اور سخت گرمی جو تم محسوس کرتے ہو وہ اسی وجہ سے ہے۔'' دوزخ کا شکوہ حقیقت پر محمول کیا جائے گا۔ قرآن مجید (سورۂ ق:۳۰) سے بھی جہنم کا کلام کرنا ثابت ہے۔ (ش ح)۔ [1] ٥٦/ الواقعة: ٧٣۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریت کو پیدا کیا اوران پر ابلیس اوراس کی ذریت کو مسلط کر دیا۔ ابلیس اوراس کی ذریت کو پیدا کر کے ان پر فرشتوں کو مسلط کر دیا جو دھتکارنے اور بھگانے کے موقع پر انہیں دھتکارتے اور بھگاتے ہیں، گرمی سردی، موسم سرما اور موسم گرما کو پیدا کیا اور ہر ایک کو دوسرے پر مسلط کر دیا جو ایک دوسرے کا خاتمہ کرتا ہے اوراس پر غلبہ پاتا ہے۔ رات اور دن کو پیدا کیا کہ ایک کو دوسرے پر غالب آنا ہوتا ہے، اسی طرح حیوانات کی مختلف اقسام یعنی خشکی اور تری کے سب حیوانات دوسروں سے متصادم ہیں اوران پر غلبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

یہ کیفیات دیکھنے کے بعد عقل وفطرت پر یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ان سب پر قاہر و غالب صرف ایک ہستی ہے۔ یہ اس کی کامل بادشاہی کی دلیل ہے۔ اس نے کائنات کو اس طرز پر پیدا کیا ہے کہ ایک چیز کا دوسری چیز سے گہرا ربط پیدا کر دیا، ایک چیز دوسری کی محتاج ہے، ایک کا غلبہ دوسری چیز پر موقوف ہے، یہ ایک دوسرے کے لیے آزمائش کا سامان ہے، ہر ایک کی خیر شر کے ساتھ مخلوط ہے، اس کی شر کو اس کی خیر کے لیے فدیہ بنایا گیا ہے، اسی لیے روز قیامت ہر مومن کے سامنے ایک کافر لایا جائے گا اوراسے کہا جائے گا:

((هٰذَا فِدَآؤُكَ مِنَ النَّارِ)) [1]

"یہ تمہارا جہنم سے فدیہ ہے۔" www.KitaboSunnat.com

اسی طرح مومن پر اس دنیا میں ابتلاء وامتحان اور آلام ومصائب وارد ہوتے ہیں، وہ اللہ کے عذاب میں فدیہ بن جاتے ہیں اور کبھی یہ چیزیں مومن کو اس جہان میں بھی کئی قسم کے شر سے بچالیتی ہیں۔

اگر اس موقع پر عقل مند کماحقہٗ تدبر وتفکر کرے تو اس پر (کائنات کے اس طرز پر پیدا کرنے میں) اللہ لطیف وخبیر کی حکمت ومصلحت واضح ہو جائے گی۔

یہ بات ثابت شدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کامل صفات اور اسماء الحسنیٰ سے متصف ہے۔ کامل ہستی کے افعال محکم ہی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو فطرت پر پیدا کیا

[1] صحيح مسلم، ح: ٢٧٦٧؛ سنن ابن ماجة، ح: ٤٢٩٢۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، تمام بچے فطرت پر پیدا ہوتے ہیں۔ [1]

ان کو اس فطرت سے پھیر دیا جاتا ہے، اگر انہیں لوگ اس فطرت پر قائم رہنے دیں تو وہ اس کے مقابلے میں کسی چیز کو بھی ترجیح نہ دیں، مگر انہوں نے انہیں دین حنیف سے نکال دیا اور ان کی فطرتوں کو مسخ کر دیا اور دلوں کو بگاڑ دیا۔ اسی طرح مخالفین اور اغیار بعض مخلوقات کو مضبوط و محکم راہوں سے دور کر دیتے ہیں۔ اگر یہ راستے سے ہٹانے والے مخالفین اور اغیار نہ ہوتے تو مخلوقات فطرت پر پیدا ہونے والے بچے کی طرح ہوتیں۔ اس سلسلے کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

مثال ۱: اللہ تعالیٰ نے پانی کو طاہر و مطہر پیدا کیا ہے۔ اگر اسے اس کی پیدا کردہ حالت پر چھوڑ دیا جائے اور اس کی پاکی کو زائل کرنے والی کوئی چیز اس میں نہ ملے تو وہ طاہر ہی ہوگا۔ جب اس میں ناپاک اور گندی چیزوں کی ملاوٹ ہو جاتی ہے جو کہ پاک پانی کے متضاد ہیں تو پانی کے اوصاف میں تغیر آ جاتا ہے اور وہ اپنی اصل حالت کھو بیٹھتا ہے۔ یہ نجاست اور گندگی ایسے ہی ہے جیسے بچے کے والدین اور کفالت کرنے والے افراد ہیں جو اسے یہودی، نصرانی، مجوسی اور مشرک وغیرہ بنا دیتے ہیں۔ اسی طرح جب ناپاکی اور گندگی کی ملاوٹ پانی کے ساتھ ہو جاتی ہے تو وہ پاک کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ بالکل اسی طرح جب غیروں کی اثر اندازی سے دلوں کی فطرت بگڑ جاتی ہے تو وہ بارگاہِ قدس (جنت) کے لائق نہیں رہ جاتے۔

مثال ۲: انگوری رس پاک ہوتا ہے جو کہ بطور دوا، اصلاح غذا اور حصولِ فوائد کے لیے

---

[1] صحیح بخاری، ح: ٤٧٧٥؛ صحیح مسلم، ح: ٢٦٥٨؛ سنن ترمذی، ح: ٢١٣٨؛ صحیح ابن حبان، ح: ١٣٠؛ صحیح بخاری میں ایک حدیث نبوی کے یہ الفاظ ہیں: ((مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ إِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَاءَ؟)) ثُمَّ يَقُوْلُ أَبُوْهُرَيْرَةَ ﴿ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ﴾۔ (ح: ١٣٥٨۔ ١٣٥٩) ''ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے، لیکن اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ جس طرح ایک جانور ایک صحیح سالم بچہ جنتا ہے، کیا تم اس کا کوئی عضو (پیدائشی طور پر) کٹا ہوا دیکھتے ہو؟ (یقیناً نہیں)۔'' پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: ﴿ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ﴾ (٣٠/ الروم: ٣٠) ''اللہ کی فطرت کی اتباع کرو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔''

ہر بچہ جو زندہ پیدا ہو اس کی وفات پر نماز جنازہ پڑھنی چاہیے کیونکہ وہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ (ش ح)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موزوں ہے۔ اگر اپنی اصل حالت پر چھوڑ دیا جائے تو وہ طیب وطاہر رہتا ہے مگر جب اسے نشہ آور بنا دیا جائے تو وہ اپنی طہارت والی اصل حالت پر برقرار نہیں رہتا لہٰذا وہ ناپاک اور گندی ترین چیز بن جاتا ہے۔ اگر اس سے سرکہ بنالیا جائے یا انگوری رس کا تغیر زائل ہوجائے تو یہ ایسے ہی ہے جیسے کافر کا اپنی پہلی فطرت کی طرف پلٹنا، کیونکہ اگر کسی علت کی بنا پر کسی چیز پر کوئی حکم لگایا جائے تو اس علت (سبب) کے خاتمے کے ساتھ ہی وہ حکم بھی زائل ہوجاتا ہے۔ واللہ اعلم

مثال ۳: طیب اور نفع بخش غذائیں جب حیوان کے شکم میں ٹھہرتی ہیں تو اپنی پیدائشی حالت پر برقرار نہیں رہتیں۔ اس اختلاط اور نزدیکی کی وجہ سے ناپاکی اور بگاڑ کا شکار ہوجاتی ہیں...... اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش کا پاکیزہ اور نفع بخش پانی نازل کرتے ہیں، اس سے وادیاں بہہ پڑتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پانی کو مٹی سے ملا کر طرح طرح کے میوہ جات، پھل، کھیتیاں، کھجور، زیتون اور دیگر سب غذائیں اور روزیاں پیدا کیں، اس کے ساتھ ساتھ کڑواہٹ، کانٹے اور چھوٹے چھوٹے تالاب وغیرہ بھی معرض وجود میں آئے۔ پانی ایک ہے جب کہ بیج مختلف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجَاوِرَاتٌ وَجَنَّاتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ وَزَرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَغَيْرُ صِنْوَانٍ يُسْقَىٰ بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴾ [1]

''اور زمین میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر ٹکڑے ہیں، انگور کے باغات ہیں، کھیتیاں ہیں، جڑ سے ملی ہوئی کھجوریں اور جڑ سے بغیر ملی ہوئی بھی، ایک ہی قسم کے پانی سے سیراب کی جاتی ہیں اور ہم بعض کو بعض پر مزہ میں فضیلت دیتے ہیں، یقیناً اس میں عقل سے کام لینے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔''

پھر اللہ تعالیٰ، جو کچھ اس نے پانی سے پیدا کیا ہے، اس میں جیسے چاہتا ہے تصرف کرتا ہے، اسے الٹتا پلٹتا ہے، ایک خیر کو دوسری کی طرف مائل کرتا ہے، اور ایک چیز کو دوسری سے

[1] ۱۳/ الرعد: ۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملا کر اور اس کے قریب کر کے ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل کرتا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے ہر جانور کو پانی سے پیدا کیا ہے۔ اور پھر ان کی صورتوں، صلاحیتوں، فوائد اور اوصاف میں تنوع پیدا کر دیا، بعض کو اس طرح چلایا کہ وہ رینگتے ہیں، بعض دو ٹانگوں پر اور بعض چار ٹانگوں پر چلتے ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی حکمت اور قدرت کار فرما ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ رات دن اور ان میں جو کچھ ہے، اسے الٹتا پلٹتا ہے۔ احوالِ عالم کو جیسے چاہتا ہے پلٹتا ہے، اس میں اللہ تعالیٰ اپنی بھرپور اور کامل حکمت کے تحت تصرف کرتا ہے۔ اسی حکمت کے ذریعے اللہ کے ارادے کی تکمیل ہوتی ہے اور اس کی بادشاہت نمایاں ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۭ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ﴾ [1]

''آگاہ ہو جاؤ! مخلوق بھی اور حکم بھی اللہ کا ہے، سب جہانوں کا رب اللہ بابرکت ہے۔''

---

[1] ۷/ الاعراف: ۵٤۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبودیت کے بارے میں نقطہ ہائے نظر

① بندے دو اسباب کی بنا پر کمال اور سعادت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ طبیعت میں نرمی، عاجزی وانکساری اور جس پر اس کے کمال وفلاح کا دارومدار ہے اس کا فقدان، یا طبیعت میں نرمی اور قبولیت کی صلاحیت تو پائی جاتی ہو مگر اس پر استقامت نہ ہو۔ وہ تیزی سے منتقل ہو جاتی ہو اور کثرت سے بدلتی ہو۔ تو جب انسان کو قبولیت حق کے ساتھ ساتھ اس پر استقامت بھی نصیب ہو جائے تو اس کے لیے ہر خیر وبرکت کی بشارت ہے۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء۔

② اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو مصیبتوں اور مشقتوں میں ڈال کر آزماتا ہے۔ اگر یہ ابتلائیں اور مشقتیں آدمی کا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف پھیر دیں اور اس کے دروازے پر لا پھینکیں تو یہ بندے کی خوش بختی کی نشانی ہے اور اس کی دلیل ہے کہ اس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا گیا ہے۔ مشکل اور سختی کو بالآخر ختم ہی ہونا ہوتا ہے۔ اگر وہ طول بھی پکڑ جائے پھر بھی وہ دائمی نہیں۔ وہ جب بھی رکتی ہے اس کے عوض انسان کو اعلیٰ ترین اور افضل ترین بدلہ ملتا ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے دھتکارے جانے کے بعد بندے کا اس کی طرف رجوع کرنا، اس کا اللہ تعالیٰ کی طرف آنا، جبکہ وہ اس سے کنارہ کشی اختیار کر چکا تھا اور اس کا اللہ تعالیٰ کے در پر آ گرنا جب کہ وہ اس سے پہلو تہی اختیار کرنے والا تھا، وہ غیروں کے در پر جانے کی وجہ سے بگڑ چکا تھا، ایسے شخص کے لیے آزمائش تو سراسر نعمت ہے اگرچہ اسے یہ بُری لگے، وہ اس سے نفرت کرے یا اس کا دل اچاٹ ہو جائے۔ بعض اوقات ناگوار امر خوشگوار امر تک پہنچنے کا ایسا ذریعہ ثابت ہوتا ہے کہ اس جیسا اور کوئی ذریعہ نہیں ہوتا، اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان شفا اور بچاؤ کا ذریعہ بنتا ہے:

﴿وَعَسَىٰٓ أَن تَكْرَهُوا۟ شَيْـًٔا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰٓ أَن تُحِبُّوا۟ شَيْـًٔا وَهُوَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ ❶

''اور ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں ناگوار ہو مگر وہی تمہارے لیے بہتر ہو، اور ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو مگر وہ تمہارے لیے بری ہو۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔''

اگر یہ آزمائش اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹنے کا سبب بننے کی بجائے انسان کے دل کو اللہ سے غافل کر دے، اسے مخلوق کی طرف لوٹا دے، اسے رب کی یاد بھلا دے، اس کے حضور گڑگڑانے، عاجزی اختیار کرنے، توبہ کرنے اور رجوع وانابت سے دُور کر دے تو یہ اس کی بدبختی کی علامت ہے اور اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے ساتھ شَر کا ارادہ کیا گیا ہے۔ یہ اس وقت ہے جب آزمائش ختم ہو تو وہ اسے من مانی، شہوت کے غلبے، اکڑ اور اترانے کی طرف لوٹا دے تو جب اسے قدرت ملے تو وہ خوشی اور نعمت کے لمحات میں ہر طرح کی خودسری، تکبر اور نعمت دینے والے کے شکر سے ایسے ہی اعراض کرے جیسے اس نے تنگی اور بیماری کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کے آگے گریہ زاری کرنے سے اعراض کیا تھا۔ لہٰذا اس شخص کی آزمائش اس کے لیے وبال، سزا اور نقص کا سبب ہے، جبکہ پہلے شخص کی آزمائش تطہیر، رحمت اور تکمیل کا ذریعہ ہے۔ وباللہ التوفیق۔

---

❶ ۲/ البقرۃ: ۲۱۶۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نافرمانی اور گناہ کے بارے میں نقطہ ہائے نظر

لوگوں پر جو آزمائش آتی ہے وہ اس کے اسباب ومحرکات اور انجام کا مشاہدہ کرنے کے اعتبار سے مختلف نقطہ نظر رکھتے ہیں لہٰذا ان پر ان کی سوچ اور چاہت کے مطابق بہت مختلف اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ان سب مشاہدات کو درج ذیل آٹھ اقسام [1] میں سمویا جاسکتا ہے:

① صرف اس سبب کا مشاہدہ کرنا کہ یہ آزمائش کہاں سے آئی ہے اور اس سے کیا حاصل ہو رہا ہے اور بس۔ یہ حیوانات کی سوچ ہے، وہ صرف اپنی حاجت کی تکمیل کا راستہ دیکھتے ہیں۔ حصولِ حاجت کے بعد انہیں دلی تسکین مل جاتی ہے۔ اس قسم کے لوگوں اور گونگے حیوانات میں اس کے علاوہ کوئی فرق نہیں کہ وہ اپنی حاجت پوری کرنے کے لیے چابکدستی سے کام لیتے ہیں۔ بعض اوقات حیوانات حصولِ حاجت ولذت میں انسانوں سے سبقت لے جاتے ہیں۔

② بعض لوگ یہ دیکھتے ہیں سب مقدر کے مطابق ہو رہا ہے، وہ اسی کے مطابق چل رہے ہیں (انسان کو کسی کام پر اختیار اور دخل نہیں)...... وہ اپنی طرف کوئی بھی فعل منسوب نہیں کرتے اور نہ کسی فعل کے ارتکاب کو برا سمجھتے ہیں بلکہ اسے تحقیق اور توحید سمجھتے ہیں بلکہ بعض دفعہ اس سے بھی آگے بڑھ جاتے ہیں، نافرمانی کرنے کے باوجود اپنے آپ کو اطاعت گزار سمجھتے ہیں۔ اس قسم کا شخص کہتا ہے: مَیں اللہ تعالیٰ کے حکم کی اگرچہ نافرمانی کر رہا ہوں مگر اس کے ارادے اور مشیت کی اطاعت کر رہا ہوں۔

اس نقطہ نظر کے حاملین کے موقف سے تو پہلا (اوپر بیان کردہ) موقف زیادہ محتاط اور زیادہ بہتر ہے۔ یہ بعینہٖ وہی طرز فکر ہے جس کا مظاہرہ مشرکین بت پرستوں نے کیا تھا۔ جیسا کہ انہوں نے کہا:

---

[1] کتاب میں سات اقسام کا تذکرہ ہے۔ (ش ح)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ﴾ ❶

”اگر رحمٰن چاہتا تو ہم ان (بتوں وغیرہ) کی پوجا نہ کرتے۔“

اسی طرح انہوں نے کہا:

﴿لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَیْءٍ ؕ﴾ ❷

”اگر اللہ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے اور نہ ہمارے آباء واجداد اس کے مرتکب ہوتے اور نہ ہم کوئی چیز حرام ہی ٹھہراتے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ﴾ ❸

”اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ تمہیں اللہ نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرو تو کفار مومنوں سے کہتے ہیں کہ کیا ہم اسے کھلائیں جسے اگر اللہ چاہتا تو کھلا دیتا (یعنی رزق عطا کر دیتا)۔“

اللہ تعالیٰ کے شریک مقرر کرنے والوں اور اس کا حکم مسترد کرنے والوں کا یہ موقف ہے۔ یہ ابلیس کا نقطہ نظر ہے جو اسی پر آ کر ختم ہوتا ہے۔ اس نے رب تعالیٰ سے کہا تھا:

﴿قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۙ﴾ ❹

”میرے رب! بہ سبب اس کے کہ تو نے مجھے گمراہ کر دیا ❺ میں زمین (دنیا) میں ضرور ان کے لیے (معاصی کو) خوبصورت بناؤں گا اور ان سب کو گمراہ کر دوں گا۔“

③ ایک وہ شخص ہے جو اپنے اعمال کو ہی مدنظر رکھتا ہے، اس پر یہی احساس سوار ہوتا ہے

❶ ٤٣/ الزخرف: ٢٠۔ ❷ ٦/ الانعام: ١٤٨۔ ❸ ٣٦/ یٰسٓ: ٤٧۔

❹ ١٥/ الحجر: ٣٩۔ ❺ ابلیس حکم الٰہی سے انکار اور تکبر کی وجہ سے گمراہ ہوا مگر اس گمراہی کو اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا۔ (ش ح)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اس سے (برا) فعل سرزد ہوا ہے مگر مشیت رب، تقدیر الٰہی اور اپنے فیصلے اور حکم کے نفاذ میں اللہ تعالیٰ کے اختیار و غلبے کی طرف اس کی توجہ مبذول نہیں ہوتی...... یہ حالت یا تو اس وجہ سے ہے کہ اس کے دل میں دونوں چیزوں (احساسِ معصیت و نافرمانی اور عظمتِ الٰہی) کا مشاہدہ کرنے اور سما لینے کا ظرف نہیں...... یا وہ قضاوقدر کا منکر ہے۔

جہاں تک پہلی حالت کا تعلق ہے تو یہ مؤقف کسی قدر صحیح اور مفید ہے جس کی وجہ سے انسان اپنے آپ کو ملامت کرتا رہتا ہے، گناہ اور عیب کو اپنی طرف ہی منسوب کرتا ہے، وہ اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ وہ سزا کا مستحق ہے اور یہ بھی کہ اگر اللہ تعالیٰ اسے سزا دے تو یہ اس کا عین عدل ہوگا اور یہ کہ وہ (انسان) خود اپنے آپ پر ظلم کرنے والا تھا۔ یہ سب کچھ ایسا سچ ہے جس میں شک کی بالکل گنجائش نہیں مگر ایسا شخص اپنے نفس کے معاملے میں کمزور اور مغلوب ہی رہے گا۔ اس کے نفس کے خلاف اس کا کوئی مددگار نہیں ہوگا...... وہ توحید الٰہی کو کماحقہ حق نہیں دیتا، نہ وہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرتے ہوئے اس کی پناہ مانگتا ہے، نہ اس سے فریاد کرتا ہے، نہ التجا کرتا ہے، اس کے آگے نہ اپنی محتاجی، گریہ زاری اور عاجزی اور دعاو پکار کا اظہار کرتا ہے۔ وہ اس اللہ کے رسول ﷺ کے اس فرمان کے راز (اور لطف کا مشاہدہ کرنے) سے قاصر رہے گا:

((اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ)) [1]

"میں تیری ناراضی سے تیری رضا، تیری سزا سے تیرے درگزر کی اور تجھ سے تیری پناہ پکڑتا ہوں۔"

پس اللہ تعالیٰ ہر چیز کا رب اور خالق ہے۔ جس چیز سے پناہ مانگی جاتی ہے وہ اس کی مشیت اور پیدا کرنے سے ہی معرض وجود میں آتی ہے، اگر وہ نہ چاہتا تو اس چیز کا وجود ہی نہ ہوتا۔ لہٰذا اس سے اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگنا چاہیے، اس سے اسی کی پناہ مانگنی چاہیے، اس کے علاوہ کوئی جائے پناہ نہیں اور نہ اس کی طرف دوڑنے کے سوا کوئی بھاگنے کی جگہ ہے۔ لا

[1] صحاح ستہ (سوائے صحیح بخاری کے) اور مسند احمد کے حوالے سے اس حدیث کی تخریج پیچھے گزر چکی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اله الا هو العزيز الحكيم۔

جہاں تک دوسری حالت کا تعلق ہے تو جو شخص قضا و قدر کا منکر ہے تو وہ نامراد توحیدِ الٰہی کے شعور سے نا آشنا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں میں اس کی قدرت واختیار، اس کی مشیت کے کمال اور حکم کی تنفیذ کا مشاہدہ کرنے سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ وہ حکمت الٰہی کا مشاہدہ کرنے سے محروم ہے۔ وہ خود اپنی ذات کے ہی سپرد کر دیا گیا ہے۔ وہ اپنی بے بسی، محتاجی اور اس چیز کا مشاہدہ کرنے سے کہ اسے توفیق صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے، قاصر ہی رہتا ہے۔

④ یہ توحید اور امر الٰہی سے متعلق موقف ہے۔ بندہ یہ سمجھتا ہے کہ اللہ اکیلے نے ہی مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ اسی کی مشیت نافذ ہے۔ تمام کی تمام موجودات کا تعلق اسی سے ہے۔ مخلوق پر اسی کا حکم جاری وساری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیشگی علم اور اس کے قلم کے لکھے کے مطابق مخلوقات کا انجام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے امر و نہی اور ثواب وعقاب کی اس پر شہادت موجود ہے۔ اسی طرح اعمال اور جزا کا ربط ہے...... بندہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کا غلبہ واختیار، کامل حکمت وقدرت، ازلی علم اور عظیم احسان دیکھتا ہے تو دوسری طرف اپنے آپ کو تقصیر وخطا کا پتلا اور کوتاہ عملی کا مجسمہ سمجھتا ہے۔ اسے اپنے عیوب اور اعمال کی فکر دامن گیر رہتی ہے۔ بندہ ان دو حالتوں کے درمیان چلتا ہے۔ یہ وہ بندہ ہے جس کو توفیق الٰہی ملتی ہے۔ اس کی مدد کی جاتی ہے اور اس پر شفقت کی جاتی ہے۔ یہی وہ شخص ہے جسے مقامِ عبودیت (بندگی) پر کھڑا کر دیا جاتا ہے اور اسے توفیق الٰہی کی ضمانت ملتی ہے۔

یہی انبیاء ورسل علیہم السلام کا موقف ہے، یہ ابو البشر آدم علیہ السلام کا نقطۂ نظر ہے۔ انہوں نے کہا تھا:

﴿ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ٚ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴾ [1]

”ہمارے رب! ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے، اگر تو نے ہماری مغفرت نہ کی اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں“

[1] ۷/ الاعراف: ۲۳۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے۔''

یہی پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام کا نقطۂ نظر ہے، انہوں نے کہا تھا:

﴿رَبِّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ [1]

''میرے رب! میں اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں تجھ سے ایسی چیز کے بارے میں سوال کروں جس کا مجھے علم نہیں، اگر تو مجھے معاف نہ کرے اور مجھ پر رحم نہ کرے تو میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔''

امام الحنفاء اور شیخ الانبیاء حضرت ابراہیم صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین اسی نقطہ نظر کے حامل ہیں۔ ان کی التجا ہے:

﴿اَلَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ۙ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ۙ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۙ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ۙ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۭ﴾ [2]

''جس نے مجھے پیدا کیا پھر وہی میری راہنمائی کرتا ہے جو مجھے کھلاتا ہے، پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھے شفا عطا کرتا ہے۔ جو مجھے موت دے گا اور پھر وہ زندگی بخشے گا، اور جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ روز جزا میری خطا معاف کر دے۔''

انہوں نے اپنی دعا میں یہ بھی کہا:

﴿رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۭ﴾ [3]

''میرے رب! اس شہر کو امن والا بنا دے اور مجھے اور میری اولاد کو اس سے محفوظ رکھنا کہ ہم بتوں کی عبادت کریں۔''

ابراہیم علیہ السلام کو معلوم تھا کہ بندے کے درمیان اور شرک و بندگی بتاں کے درمیان جو روک بن جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے علاوہ کوئی رب نہیں، ابراہیم علیہ السلام نے اس سے التجا کی کہ وہ اسے اور اس کی اولاد کو بتوں کی عبادت سے بچا لے۔

[1] ۱۱/ ھود:۴۷۔ [2] ۲۶/ الشعراء: ۷۸۔۸۲۔ [3] ۱۴/ ابراھیم:۳۵۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موسیٰ علیہ السلام کا نقطہ نظر دیکھیے وہ اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہوتے ہوئے گویا ہوئے:

﴿ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ۭ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ ۭ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ﴾ (۷/ الاعراف:۱۵۵)

''کیا تُو ہم میں سے نادانوں کے کرتوت کی وجہ سے ہمیں تباہ کرے گا! یہ تو تیری آزمائش ہے، ❶ جس کے ذریعے سے تُو جسے چاہے گمراہ کردے اور جسے تُو چاہے ہدایت عطا کرے۔ تُو ہمارا مولیٰ ہے، ہماری مغفرت کردے، ہم پر رحم کردے تو بہترین بخشنے والا ہے۔''

اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا ہے:

﴿ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾ ❷

''میرے رب! مَیں نے اپنے آپ پر ظلم کیا پس تو میری مغفرت کر، تو اللہ نے اس کی مغفرت کردی، وہی بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔''

مچھلی والے (یونس علیہ السلام) کا احساس دیکھیے، وہ کہتے ہیں:

﴿ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ڰ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾ ❸

''تیرے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، تُو پاک ہے یقیناً مَیں ہی ظلم کرنے والوں میں سے تھا۔''

انہوں نے رب کی وحدانیت بیان کی اور اسے ہر نقص سے پاک قرار دیا اور ظلم کی نسبت اپنی طرف کی، دعائے سید الاستغفار کرنے والے (نبی اکرم ﷺ) کا بھی یہی

---

❶ آیت میں فتنة کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا یہاں پر معنی ''ابتلاء اور آزمائش'' ہے۔ اس معنی میں موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ﴿ فَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ﴾ (۲۰/ طٰہٰ ۴۰) کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ فتنہ کا دوسرا معنی عذاب ہے جیسا کہ آیات کریمہ ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ﴾ (۸۵/ البروج: ۱۰) اور ﴿ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ ﴾ (۲/ البقرۃ: ۱۹۳) وغیرہ آیات میں ہے اس کی صراحت مؤلف نے کی ہے۔ (ش ح)

❷ ۲۸/ القصص: ۱۶۔ ❸ ۲۱/ الانبیاء: ۸۷۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موقف ہے:

((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّمَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُالذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ)) ❶

''اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تُو نے مجھے پیدا کیا، مَیں تیرا بندہ ہوں، مَیں حتی الوسع تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں۔ مَیں تیری پناہ لیتا ہوں اس کے شر سے جو مَیں نے کیا ہے، مَیں تیری طرف تیری نعمت کے ساتھ لوٹتا ہوں اور مَیں اپنے گناہ کے ساتھ لوٹتا ہوں۔ پس تُو مجھے معاف کر دے۔ تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا۔''

اس نقطہ نظر کے حاملین دو قسم کے ہیں۔ (ان دونوں کا تذکرہ آیندہ سطور میں نمبر ۵ اور ۶ کے تحت کیا جا رہا ہے۔)

⑤ ایک وہ شخص ہے جو یہ دیکھتا ہے کہ شیطان اس پر پوری طرح تسلط پا چکا ہے۔ وہ اسے بگاڑ چکا ہے، خواہشات کی زنجیر اور شہوت کی لگام اسے جکڑ چکی ہے۔ وہ دشمن کا قیدی ہے وہ اس کی گردن زدنی کے لیے جہاں چاہے ہانک کر لے جائے۔ اس حالت میں اس کی توجہ اپنے مالک، مددگار اور کارساز کی طرف مبذول ہوتی ہے، وہ یہ جانتا ہے کہ اس کی نجات اسی کے اختیار میں ہے اور اس کی پیشانی اسی کے ہاتھ میں ہے وہ اگر چاہے تو اس کے دشمن کو بھگا کر اسے اس کی قید سے چھڑا لے۔ جوں جوں اس کا دشمن اسے چلاتا ہے اور اس کی نکیل کھینچتا ہے وہ توں توں اپنے حمایتی و مددگار کی طرف زیادہ متوجہ ہوتا ہے۔ اس کے آگے گریہ زاری کرتا ہے اور اپنی عاجزی وانکساری اور بے بسی کا اظہار کرتا ہے، جب کبھی دشمن اسے اس کے مالک کے دروازے سے دُور کرنا چاہتا ہے تو اسے اپنے مالک کی شفقت، حسن سلوک، احسان، جُود و کرم، غنا، قدرت اور شفقت و رحمت یاد آتی ہے۔ دل

❶ یہ بخاری، ترمذی اور مسند احمد کی حدیث ہے۔ تخریج پیچھے گزر چکی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے تمام محرکات و اسباب مالک کی طرف تیزی سے پلٹتے ہیں اور اسے اٹھا کر اس کے دروازے اور آنگن میں پھینک دیتے ہیں۔ اس غلام کی مانند جس کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ باندھ دیئے گئے ہوں۔ وہ گردن زدنی کے لیے پیش کیا جا چکا ہو اور قتل ہونے کے لیے سرنگوں ہو چکا ہو، اچانک اس کی نظر سامنے موجود اس کے آقا پر پڑتی ہے اور اس کی شفقت و رحمت یاد آتی ہے، فرصت پا کر اس کی طرف چھلانگ لگاتا ہے اور اس کے سامنے گر پڑتا ہے اور اپنی گردن پیش کر دیتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ مَیں آپ کا غلام اور عاجز و مسکین بندہ ہوں، میری پیشانی آپ کے حضور حاضر ہے، اس دشمن سے مجھے آپ کے سوا کوئی نہیں بچا سکتا۔ مَیں مغلوب ہوں میری مدد کیجیے!

(اظہار بندگی کا) یہ مؤقف عظیم اور جلیل القدر فوائد کا حامل ہے۔ اس میں بندگی کے ایسے ایسے اسرار و رموز ہیں کہ بیان سے باہر ہیں۔

⑥ اس (مذکورہ بالا) نقطہ نظر سے بڑھ کر ایک جلیل القدر، عظیم اور خاص مؤقف بھی ہے...... اس کی مثال ایسے ہے جیسے ایک غلام ہے جسے اس کے آقا نے خود اپنے ہاتھ سے پکڑ رکھا ہو۔ اسے قتل کرنے کے لیے اس نے آگے کیا۔ اسے مضبوط باندھ دیا، اس کی آنکھوں کو بند کر دیا، غلام کو یقین ہو گیا کہ وہ اپنے آقا کے کنٹرول میں ہے اور اسے قتل کرنے والا اس کا آقا ہے کوئی اور نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے اپنے آقا کا حسن سلوک، شفقت و رحمت اور جُود و کرم بھی معلوم ہے۔ وہ اسے اس کے اوصاف کا واسطہ اور قسم دے کر پکارتا ہے۔ اس سوچ کے ساتھ وہ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اس کے وہم و خیال میں کوئی حسب و نسب باقی نہیں رہتا، آقا کے علاوہ اس کا تعلق ہر ایک سے منقطع ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے اس دشمن سے اعراض کر لیتا ہے جو اس کے آقا کی ناراضی کا سبب تھا۔ وہ اس کے قبضے میں ہے، وہ یہ دیکھنے کے انتظار میں ہے کہ اس کا آقا اس کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔ وہ اپنے آقا سے اسی چیز کی امید لگاتا ہے جو اُس کی شفقت، حسن سلوک اور فضل و کرم کا تقاضا ہوتا ہے۔

⑦ اس میں حکمت الٰہی کا مشاہدہ کیا جاتا ہے، وہ یہ ہے کہ انسان اس حکمت پر غور کرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اللہ تعالیٰ اس کے اور گناہ کے درمیان حائل نہیں ہوتا۔ اسے گناہ کرنے کی قدرت دیتا ہے اور اسے اس کے اسباب و ذرائع بہم پہنچاتا ہے۔ حالانکہ اگر وہ چاہتا تو اسے بچالیتا اور اس کے اور گناہ کے درمیان روک بن جاتا، اللہ اگر بندے اور گناہ کے درمیان حائل نہیں ہوا تو اس میں ایسی ایسی عظیم حکمتیں پنہاں ہیں کہ جن سب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ (چند ایک یہ ہیں):

1. اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور ان کی توبہ سے خوش ہوتا ہے، توبہ کو پسند کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بندے کو گناہ کرنے کا اختیار دیا۔ پھر جس کے لیے اسے منظور ہوتا ہے توبہ کی توفیق دیتا ہے۔

2. اللہ تعالیٰ کو اپنے فیصلے، اپنی مشیت کے نفاذ اور اپنے حکم کے جاری کرنے میں جو اختیار حاصل ہے اس کی معرفت بندے کو بھی حاصل ہو جائے۔

3. بندے کو یہ علم ہو جائے کہ وہ اپنی حفاظت اور بچاؤ کے لیے اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے، اگر اسے اللہ تعالیٰ محفوظ و مامون نہ رکھے تو وہ لازماً ہلاک ہو جائے، شیاطین تو اس کی طرف اپنے ہاتھ دراز کر چکے ہوتے ہیں، تاکہ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیں۔

4. اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ بندہ اس سے مدد طلب کرے، اپنے دشمن اور نفس کے شر سے اس کی پناہ مانگے۔ اس سے دعا کرے، اس کے حضور گڑگڑائے اور گریہ زاری کرے۔

5. وہ چاہتا ہے کہ بندے کے اصل مقام عاجزی و انکساری کی تکمیل ہو۔ جب وہ اپنی راست روی اور استقامت کو دیکھتا ہے تو اس میں تکبر اور نخوت پیدا ہوتی ہے، جب اللہ تعالیٰ اسے گناہ کے ذریعے آزماتا ہے تو وہ اپنے آپ کو کمتر سمجھنے لگتا ہے، اس میں عاجزی و انکساری اختیار کرتا ہے اور اسے (اپنی بے کسی اور بے بسی کا) یقین ہو جاتا ہے اور وہ مسکین بندہ ہونے کی آرزو کرتا ہے۔

6. انسان پر اس کی بے مائیگی ظاہر ہوتی ہے، اسے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کے پاس جو علم و عمل اور خیر کا سرمایہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے، اس میں اس کا کوئی ذاتی کمال نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

7 بندے کو اللہ تعالیٰ کے حلم اور فضل و کرم کا احساس دلایا جاتا ہے کہ وہ اس کی ستر پوشی کرتا ہے۔ اگر وہ چاہتا تو گناہ پر فوری گرفت کرتا اور اسے لوگوں کے سامنے ذلیل و رسوا کر دیتا۔ اس کا ان میں زندگی گزارنا محال ہوتا۔

8 اس حقیقت کا اظہار کہ اس کے عفو و مغفرت کے بغیر نجات کی کوئی راہ نہیں۔

9 بندے کے ظلم اور بد عملی پر اس کی توبہ قبول کرنے اور مغفرت کرنے سے اللہ تعالیٰ کے کرم کا پتہ چلتا ہے۔

10 بندے پر حجت قائم ہوتی ہے...... ورنہ اگر وہ اسے عذاب میں مبتلا کر دے تو یہ اس کا عدل اور حق ہے۔

11 اللہ کے بندے جو انسان سے بدسلوکی کرتے ہیں وہ ان کے ساتھ اسی طرح کا سلوک کرے جس طرح کا سلوک وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے بارے میں چاہتا ہے۔

12 اس سے مخلوق کے عذر نمایاں ہوتے ہیں۔ اللہ کی اس کے لیے رحمت وسیع ہو جاتی ہے۔ مخلوق پر حکم بھی اللہ تعالیٰ کا چلتا ہے۔ اللہ کا حکم مخلوق پر سختی کرنے کے لیے نہیں بلکہ رحمت کی خاطر جاری کیا گیا ہے۔

13 بندہ اپنے مطیع اور نیکوکار ہونے کے (متکبرانہ) خیال کو دل سے نکال دے اور اس میں رقت و نرمی اور شفقت و رحمت پیدا ہو۔

14 اللہ تعالیٰ بندے کو عُجب [1] سے بچانا چاہتا ہے جو اسے اپنے عمل کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَخِفْتُ عَلَيْكُمْ مَا هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ: اَلْعُجْبَ)) [2]

او کما قال۔

''اگر تم گناہ کے مرتکب نہ ہوتے تو مجھے تم پر اس سے بھی خطرناک (اور زیادہ نقصان دہ) چیز خود پسندی اور غرورِ نفس کا خطرہ ہوتا۔''

---

1 عُجب سے خود پسندی اور اپنے اعمال پر اترانا مراد ہے۔ 2 اس حدیث کو العقیلی، ابن عدی، القضاعی اور البزار نے ذکر کیا ہے۔ یہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ دیکھیے میزان الاعتدال: ۲/ ۱۸۰ اور المقاصد الحسنة، ص: ٤١١؛ سلسلة الاحاديث الصحيحة للالبانی: ۲/ ۲٦۳۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

15 اللہ تعالیٰ بندے سے فاخرانہ لباس، جو بادشاہوں کے شایان شان ہوتا ہے، اتروانا چاہتا ہے اور اسے وہ لباس پہنانا چاہتا ہے جو غلاموں کے ہی لائق ہوتا ہے۔

16 وہ بندے کے دل سے خوف وخشیت اور اس جیسی دیگر چیزوں کے ذریعے اپنی عبودیت کروانا چاہتا ہے۔ جس کا اظہار آہ وبکا، شفقت ورحمت اور ندامت سے ہوتا ہے۔ (جس کا حصول گناہ کے سرزد ہونے پر ہوتا ہے۔)

17 بندے کو اللہ تعالیٰ کی قدر پہچاننی چاہیے کہ وہ اسے معافی کی توفیق عطا کرتا ہے اور اسے محفوظ رکھ کر اس پر فضل وکرم کرتا ہے۔ جو شخص عافیت میں پروان چڑھتا ہے وہ نہ تو مصیبت زدہ کی تکلیف کو سمجھتا ہے اور نہ عافیت کی قدر ہی پہچانتا ہے۔

18 جب بندہ توبہ اور رجوع الی اللہ کرے تو اس کی اللہ تعالیٰ سے محبت اور شکر کا اظہار ہو، اللہ تعالیٰ بندے سے محبت کرتا ہے اور اس توبہ کے ذریعے اسے مزید محبت اور شکر ورضا کی توفیق دیتا ہے۔ جن کا حصول توبہ کے بغیر نہیں ہوتا۔ اگرچہ یہ چیز توبہ کے علاوہ اطاعت سے بھی حاصل ہوجاتی ہے مگر اس کی تاثیر اور ہوتی ہے، خصوصی لذت صرف اور صرف توبہ سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

19 بندہ اپنی بدعملی اور ظلم وناانصافی کو دیکھتا ہے تو وہ یہ جان کر کہ اس جیسے بدکرداروں پر بھی اللہ تعالیٰ کی کثیر نعمتیں ہیں، اسے کم نعمتوں کی بجائے زیادہ دکھائی دیتی ہیں۔ یہ جان کر اس کے بہت سے برے اعمال کم ہوجاتے ہیں کہ جو اس کے اعمال کی نجات اور گناہوں کو دھوسکتا ہے وہ اور بھی بہت کچھ کرسکتا ہے۔ اس طرح بندہ، خواہ کوئی بھی ہو، ہمیشہ اپنی بدعملیوں کو کم کرتا رہتا ہے۔ بندے سے گناہ کے سرزد ہونے میں اگر دیگر مصالح اور حکمتیں نہ بھی ہوتیں تو صرف یہ ایک حکمت ہی کافی تھی۔

20 دشمن (شیطان) کی چالبازیوں اور مکاریوں سے آگاہی اور بچاؤ کا طریقہ معلوم ہوتا ہے، انسان کو یہ پتہ چل جاتا ہے کہ وہ کہاں سے اس پر حملہ آور ہوتا ہے اور وہ اس سے کس عمل کے ذریعے بچ سکتا ہے۔ اس کی حالت اس ڈاکٹر کی طرح ہوتی ہے جو بیماری اور دوا کو چکھ چکا ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

21 اس جیسے شخص سے بیمار استفادہ کرتے ہیں کیونکہ اسے لوگوں کی امراض اور ان کی دواؤں (علاج) کی پہچان ہوتی ہے۔

22 بندے سے (پارسائی کے) دعویٰ کا پردہ اٹھ جاتا ہے، جس سے اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ محتاج وفقیر ہے۔ مذکورہ دعویٰ سے بڑا حجاب اور کوئی نہیں، جب کہ بندگی سے بڑھ کر قریب کوئی اور راستہ نہیں۔ بعض گناہوں کے ارتکاب کے باوجود بندہ اس طرح رہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے، اس پارسائی سے بہتر ہے جس میں عُجب (خود پسندی اور تکبر) پایا جاتا ہو۔

23 دل میں ایسی عارضی بیماریاں ہو سکتی ہیں جن کا (انسان کو) علم ہی نہ ہو کہ آدمی ان کا علاج کروائے، تو لطیف وخبیر اس پر احسان کرتا ہے کہ اس کو کسی ظاہری گناہ میں مبتلا کرنے کا فیصلہ کرتا ہے، وہ مرض کی تکلیف محسوس کرتا ہے تو اس سے بچاؤ کے لیے مفید دوا پیتا ہے، جس سے وہ امراض بھی ختم ہو جاتی ہیں جنہیں انسان جانتا بھی نہیں ہوتا۔

لَعَلَّ عَتْبَكَ مَحْمُوْدٌ عَوَاقِبُهُ وَرُبَّمَا صَحَّتِ الْاَجْسَامُ بِالْعِلَلِ

''تمہاری ناراضی [1] کے نتائج اچھے بھی ہو سکتے ہیں اور کبھی کبھی بیماریوں کے ذریعے جسم صحت مند ہو جاتے ہیں۔''

24 ...... گناہ کا مرتکب ہو جانے کے بعد جب بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف دلی طور پر متوجہ ہوتا ہے اور اپنے آپ کو اس کی اطاعت میں دے دیتا ہے تو اسے وہی لذت ملتی ہے جو پیاسے کو میٹھے خوشگوار پانی سے، خوف کے مارے ہوئے کو امن سے اور طویل جدائی کے بعد محبّ کو محبوب کے وصل سے حاصل ہوتی ہے۔

25 بندے کا امتحان لیا جاتا ہے کہ وہ عبودیت کے لائق ہے یا نہیں، جب بندہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو اطاعت وقرب کی مٹھاس کھو بیٹھتا ہے...... اگر وہ بندگی اختیار کرنے کا اہل ہو تو اس میں اطاعت وقرب کی لذت حاصل کرنے کی تڑپ پیدا ہوتی ہے۔

26 حکمت الٰہی کا تقاضا تھا کہ انسان میں شہوت اور غضب کا مادہ رکھا جائے۔ اگر انسان

---

[1] عتب کا معنی ڈانٹ ڈپٹ اور سرزنش بھی ہوتا ہے۔ (ش ح)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں یہ محرکات نہ پیدا کیے جاتے تو وہ انسان نہیں بلکہ فرشتہ ہوتا، لہٰذا خطا، نسیان کی طرح، بشریت کا لازمہ ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ بَنِي آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ)) [1]

''تمام بنی آدم خطا کار ہیں اور خطا کاروں میں سے بہتر وہ ہیں جو بہت توبہ کرنے والے ہیں۔''

آزمائش اور امتحان کی تکمیل اسی ذریعے سے ہوسکتی ہے۔ واللہ اعلم

27 گناہ کا مرتکب ہونے کی وجہ سے بندے کو اپنی نیکیاں بھول جاتی ہیں اور اسے ہمہ وقت اپنے گناہ کی فکر ہی دامن گیر رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے اچھائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے دل کی نظر اس کے نیک اعمال سے ہٹ جاتی ہے اور زبان ان کا تذکرہ نہیں کرتی...... اس کی نظر اپنے گناہوں پر ہی جمی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہوجاتا ہے، انسان کے وہی اعمال قبول ہوتے ہیں جن کو دل فراموش کردے اور زبان ان کا تذکرہ نہ کرے۔ کسی بزرگ کا فرمان ہے: انسان بعض اوقات گناہ کا مرتکب ہونے کی وجہ سے جنتی بن جاتا ہے اور کبھی نیکی کرتا ہے مگر اس کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوجاتا ہے۔ لوگوں نے دریافت کیا وہ کس طرح؟ انہوں نے جواب دیا: جب وہ گناہ کرتا ہے تو وہ ہمہ وقت اس کی آنکھوں کے سامنے گھومتا رہتا ہے۔ جب وہ اس کے بارے میں سوچتا ہے تو شرمندہ ہوتا ہے، اپنے آپ کو کمتر سمجھتا ہے، اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتا ہے، گناہ کو مٹانے کی فوری تدبیر کرتا ہے اور رب کے حضور عاجزی وانکساری اختیار کرتا ہے، جس کی وجہ سے اس کی خود پسندی اور تکبر کا ازالہ ہوجاتا ہے جبکہ نیکی کرنے والا ہر وقت اپنی نیکی پر نظر جمائے رکھتا ہے۔ اس کی وجہ سے احسان جتلاتا ہے، ظلم وزیادتی اور تکبر کرتا ہے، یہاں تک کہ جہنم میں داخل ہوجاتا ہے۔

28 اپنے گناہوں اور خطاؤں پر نظر رکھنے کی وجہ سے نہ تو آدمی اپنے آپ کو دوسروں سے

[1] سنن ترمذی، ح: ۲۴۹۹؛ سنن ابن ماجه، ح: ۴۲۵۱؛ مسند احمد: ۳/ ۱۹۸؛ سنن دارمی، ح: ۲۷۲۷؛ مستدرك حاكم: ۴/ ۲۴۴، اس حدیث کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افضل سمجھتا ہے اور نہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کا کسی پر کوئی حق ہے...... اگر کوئی اسے سلام کرے یا خندہ پیشانی سے ملے تو وہ سمجھتا ہے اُس نے اِس سے اچھا سلوک کیا ہے جس کا وہ مستحق نہ تھا۔ لہٰذا اس طرح وہ خود بھی سکون میں رہتا ہے اور لوگ بھی اس کی سرزنش اور شکایات سے محفوظ رہتے ہیں تو اس شخص کی زندگی کس قدر پاکیزہ ہوتی ہے، اسے کس قدر آسودگی حاصل ہوتی ہے اور اس کی آنکھیں خوب ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ کہاں یہ شخص اور کہاں وہ شخص جو لوگوں کو ڈانٹ ڈپٹ کرتا رہتا ہے، لوگوں سے شکوہ کرتا رہتا ہے کہ وہ اس کی تعظیم کے لیے کھڑے نہیں ہوئے۔ وہ لوگوں پر غضبناک ہوتا ہے اور لوگ اس سے بھی بڑھ کر اس پر غضبناک ہوتے ہیں۔ پاک ہے غالب حکمت والا جس کی حکمت تمام جہانوں کی عقلوں پر غالب ہے۔

29 وہ لوگوں کی عیب گوئی اور ان کی ٹوہ لگانے سے رک جاتا ہے۔ وہ تو اپنے عیب کی فکر میں ہی مشغول رہتا ہے اور اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جسے اپنے عیب کی فکر کی وجہ سے لوگوں کی عیب چینی کی فرصت ہی نہ ملے اور اس شخص کی بربادی ہے جو اپنا عیب تو بھول گیا اور لوگوں کی عیب گوئی پر کمربستہ ہو گیا۔ پہلی چیز خوش نصیبی جب کہ دوسری بدنصیبی کی علامت ہے۔

30 بندہ لوگوں سے حسن سلوک کرنے لگتا ہے اور وہ اپنے خطا کار مومن بھائیوں کے لیے استغفار کرتا ہے، یہ دعا اس کی عادت بن جاتی ہے:

رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔

''اے میرے رب! مجھے، میرے والدین اور تمام مسلم و مومن مردوں اور عورتوں کو معاف کر دے۔''

وہ یہ گواہی دیتا ہے کہ اس کے خطا کار بھائی بھی ان امور کے مرتکب ہو جاتے ہیں جن کا وہ مرتکب ہوا ہے۔ وہ بھی ویسی چیزوں کے محتاج ہیں جیسی چیزوں کا وہ محتاج ہے تو جیسے وہ یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا مسلمان بھائی اس کے لیے استغفار کرے ویسے ہی اسے یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی پسند کرنا چاہیے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے استغفار کرے۔

31 گناہوں کے مرتکب شخص میں اس آدمی کے بارے میں بھی صبر وتحمل اور عفو و درگزر کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے جو اس سے بُرا سلوک کرتا ہے۔ جب وہ اس چیز کا مشاہدہ کرتا ہے کہ وہ اپنے رب سے اچھا معاملہ نہیں کر رہا ہے، وہ خطا کار اور گناہگار ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ کے اس پر بے پایاں احسانات بھی ہیں، وہ اس کا انتہائی محتاج ہے اور ایک لمحے کے لیے بھی اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتا، تو وہ لوگوں سے کیوں یہ امید وابستہ کرتا ہے کہ وہ اس کے لیے سیدھے رہیں اور اس کے ساتھ صرف اچھائی والا معاملہ ہی کریں، جبکہ اس نے اپنے رب کے ساتھ بھی ایسا معاملہ نہیں کیا؟ وہ یہ امید کیونکر لگاتا ہے کہ اس کے ماتحت اور بیوی بچے اس کی ہر منشا کی اطاعت کریں، جب کہ وہ اپنے رب کے بارے میں بھی ایسا نہیں؟

اس کی وجہ سے دوسروں سے عفو و درگزر کرنے کی سوچ پیدا ہوتی ہے اور وہ ان سے اپنے تمام حقوق کا مطالبہ کرنے سے گریز کرتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انابت ورجوع کا مقام ومرتبہ

قرآن میں انابت (رجوع الی اللہ) کا تذکرہ بار بار ہوا ہے اور انابت اپنانے کا حکم دیا گیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ﴾ ❶

''اپنے رب کی طرف (محبت وخشیت کے ساتھ) رجوع کرو اور اس کی فرمانبرداری کرو۔''

حضرت شعیب علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہوں نے کہا تھا:

﴿وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ﴾ ❷

''میری توفیق تو صرف اللہ کے ساتھ ہے، اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اس کی جانب رجوع کرتا ہوں۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿تَبْصِرَةً وَذِكْرَىٰ لِكُلِّ عَبْدٍ مُنِيبٍ﴾ ❸

''اس میں ہر رجوع کرنے والے بندے کے لیے عبرت وبصیرت ہے۔''

اسی طرح فرمان الٰہی ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ أَنَابَ﴾ ❹

''بے شک اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور اپنی طرف ہدایت اسے دیتا ہے جو رجوع کرے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی داؤد علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ﴾ ❺

---

❶ ۳۹/ الزمر: ٥٤۔ ❷ ۱۱/ هود: ۸۸۔ ❸ ٥٠/ قٓ: ۸۔
❹ ۱۳/ الرعد: ۲۷۔ ❺ ۳۸/ صٓ: ۲٤۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور وہ رکوع کرتے ہوئے گر پڑا اور اس نے رجوع کیا۔''

اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا اور دلی میلانات اور جذبات کو اللہ تعالیٰ کی طرف موڑنے کا نام انابت ہے۔ انابت میں محبت و خشیت بھی شامل ہوتی ہے۔ وہ (رجوع کرنے والا) جس کی طرف رجوع کرتا ہے اس سے محبت کرتا ہے، اس کے لیے خشوع و خضوع کا اظہار کرتا ہے اور عاجزی اختیار کرتا ہے۔

انابت میں لوگوں کے مختلف مرتبے ہیں:

☆ ان میں سے ایک قسم کے وہ لوگ ہیں جو مخالفتوں اور نافرمانیوں کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اس انابت کا منبع اور سرچشمہ وعید و عذاب کو مدنظر رکھنا ہے۔ علم و خشیت اور خوف الٰہی اس انابت پر ابھارتا ہے۔

☆ بعض لوگ مختلف عبادات اور نیکی و بھلائی کے کام اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں...... اس انابت کا سرچشمہ (رحمت الٰہی کی) امید، ثواب و انعام کے وعدے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عزت و اکرام ملنے کی چاہت کو نگاہ میں رکھنا ہے۔

☆ ان میں بعض وہ لوگ ہیں جو گریہ زاری، عاجزی، دعا، اللہ تعالیٰ کے محتاج بن کر اور تمام حاجات اسی سے مانگ کر شوق کے ساتھ رجوع الی اللہ کرتے ہیں۔ اس انابت کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان، غنا، جود و کرم اور قدرت کو مدنظر رکھنا ہے۔ مشکلات اور نقصان کے خطرات کے وقت اس قسم کے لوگوں میں اضطراری انابت پیدا ہو جاتی ہے، ان میں اختیاری انابت پیدا نہیں ہوتی، ان کی حالت ان لوگوں جیسی ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ﴾ [1]

''اور جب تمہیں سمندر میں خطرہ لاحق ہوتا ہے تو اللہ کے علاوہ جنہیں تم پکارتے تھے سب گم ہو جاتے ہیں۔''

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[1] ۱۷/ الاسراء:۶۷۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ﴾ ❶

''جب وہ کشتی پر سوار ہوتے ہیں تو (سمندری طوفان آنے پر) اپنے دین کو اللہ کے لیے خاص کرتے ہوئے اسی کو پکارتے ہیں۔''......

☆ انابت کی سب سے اعلیٰ قسم یہ ہے کہ روح محبوب و معبود کے سوا ہر ایک سے بے نیاز ہو کر انتہائی خالص محبت کے ساتھ پوری طرح سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے۔ جب لوگوں کی روحیں اللہ تعالیٰ کی طرف جھک جائیں تو پھر ان کی کوئی چیز بھی انابت سے پیچھے نہیں رہتی کیونکہ اعضاء و جوارح روح کے ماتحت ہیں۔

❶ ۲۹/ العنکبوت: ٦٥۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصولِ استقامت

احوال، اقوال اور اعمال میں استقامت کی طرف پہنچانے والے قریبی راستہ کے لیے دو چیزیں ہوتی ہیں:

ﻟ دل میں آنے والے خیالات و وساوس پر کڑی نظر رکھی جائے، انہیں آزاد نہ چھوڑا جائے اور یہ نہ ہو کہ انسان ان کے اندر بہہ ہی جائے۔ فساد کی اساس اور جڑ یہی وسوے ہیں۔ یہی شیطان اور نفس کا پہلا بیج ہیں۔ جب بیج جڑ پکڑ جاتا ہے تو شیطان اسے بار بار پانی دیتا رہتا ہے، یہاں تک کہ یہ وساوس ارادوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ پھر شیطان انہیں سیراب کرتا ہے یہاں تک کہ یہ عزائم (پختہ ارادے) بن جاتے ہیں۔ پھر رفتہ رفتہ اعمال پر ان کے اثرات ظاہر ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وساوس اور خیالات پر قابو پانا ارادوں اور عزائم پر قابو پانے سے زیادہ آسان ہے۔ وساوس کے پختہ ارادہ کی شکل اختیار کر لینے کے بعد انسان ان کے روکنے سے اپنے آپ کو بے بس محسوس کرتا ہے۔ انسان بہت کوتاہی کا مرتکب ہوا کہ اس نے وسوسہ پر اس وقت قابو نہیں پایا جب وہ بہت ہی معمولی اور کمزور تھا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک شخص نے خشک ایندھن میں پڑنے والے شرارے کو بجھانے میں لاپرواہی کی تو جب وہ بھڑک اٹھا تو اسے بجھانا اس کے لیے محال ہو گیا۔

اب سوال یہ ہے کہ ان وسوسوں اور خیالات کو روکنے کا کیا طریقہ ہے؟ تو میں (ابن قیم) کہتا ہوں کہ اس کے بہت سے ذرائع ہیں:

1. اس بات کا پختہ علم ہو کہ اللہ تعالیٰ آپ کے دل سے واقف ہے اور اس کی اس پر نظر ہے، وہ دل میں آنے والے خیالات کی تمام تر تفصیلات کا علم رکھتا ہے۔
2. اللہ تعالیٰ سے شرم و حیا کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3 اللہ تعالیٰ کے جلال کو مد نظر رکھیں کہ وہ اس خانۂ دل میں، جسے اس نے اپنی معرفت و محبت کے لیے پیدا کیا ہے، ایسے ایسے خیالات آباد دیکھے۔

4 آپ کو اس بات کا خوف ہونا چاہیے کہ کہیں آپ ان خیالات کی وجہ سے اللہ کی نظر سے گر نہ جائیں۔

5 آپ اللہ تعالیٰ کے لیے اس بات کو ترجیح دیں کہ اس کے علاوہ اپنے دل میں کسی کی محبت نہ بسائیں۔

6 آپ کو اس بات کا خطرہ لاحق ہونا چاہیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ خیالات کی چنگاری بھڑک اٹھے اور دل میں موجود ایمان اور اللہ کی محبت کی متاع کو خاکستر کر دے اور آپ کو اس کی خبر بھی نہ ہو۔

7 آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ خیالات اس دانے کی مانند ہیں جو پرندے کو شکار کرنے کے لیے پھینکا جاتا ہے۔ جان لو کہ ان خیالات میں سے ہر خیال آپ کو شکار کرنے کے لیے لگائے گئے جال کا دانہ ہے جب کہ آپ اسے سمجھتے نہیں۔

8 آپ کو یہ شعور ہونا چاہیے کہ ایمانی خیالات، محبت الٰہی اور انابت کی کیفیات اور یہ گھٹیا خیالات ایک جگہ قطعاً جمع نہیں ہو سکتے۔ یہ ہر اعتبار سے ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔ یہ جب بھی ایک دل میں جمع ہوں گے ایک، دوسرے پر غالب آ کر اسے نکال دے گا اور خود اس کی جگہ لے لے گا۔ ایسے دل کا تصور کریں جس میں ایمان اور معرفت و محبت کے خیالات تھے۔ مگر ان پر نفسانی اور شیطانی خیالات غالب آ گئے اور انھوں نے ان خیالات کو نکال کر وہاں خود بسیرا کر لیا۔ اگر دل میں زندگی ہوگی تو وہ اس حملے اور درد کو محسوس کرے گا۔

9 انسان کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ یہ خیالات خیال کے سمندروں میں سے ایک ایسا سمندر ہیں جس کا کوئی ساحل نہیں۔ جب دل اس بحرِ بے کنار میں آتا ہے تو غرق ہو جاتا ہے اور اس کے اندھیروں میں سرگرداں پھرتا ہے۔ وہ اس سے خلاصی پانا چاہتا ہے مگر اس کی اسے کوئی سبیل نظر نہیں آتی۔ تو وہ دل جس پر خیالات کا قبضہ ہو جائے وہ فلاح سے بہت دُور ہے، وہ عذاب میں گرفتار ہو کر بے کار باتوں میں مشغول ہو جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

10 یہ نفسانی خیالات احمقوں کی وادی اور جاہلوں کی بے بنیاد خواہشات ہیں۔ ان کے حاملین ندامت اور رسوائی کا ہی سامنا کرتے ہیں۔ یہ نفسانی خیالات دل پر تسلط حاصل کر لیتے ہیں، اس پر وساوس کا ہجوم کرتے ہیں، اس کی حکومت کا خاتمہ کر دیتے ہیں، اس کی رعایا کو بگاڑ دیتے ہیں اور اسے طویل قید میں ڈال دیتے ہیں۔

نفسانی خیالات و جذبات کے یہ نتائج تو معلوم ہیں، جبکہ ایمانی، رحمانی جذبات ہر خیر کا سرچشمہ ہیں، دل کی زمین میں اگر ایمان، خشیت، محبت، انابت، انعام کے وعدے کی تصدیق اور ثواب کی امید کے جذبات کا بیج بویا جائے اور انہیں یکے بعد دیگرے سیراب کیا جاتا رہے، ان کا مالک ان کی حفاظت اور نگرانی مسلسل کرتا رہے تو اسے عمدہ پھل دستیاب ہوں گے۔ اس کا دل حسنات سے بھر جائے گا اور اعضاء وجوارح اطاعت کرنے لگیں گے۔...... (نفسانی خیالات سے دل کو محفوظ رکھنے کی کوشش اسی وقت کارآمد ہوگی جب درج ذیل دو شرائط کو ملحوظِ خاطر رکھا جائے):

پہلی شرط: کوئی بھی فرض وواجب اور سنت ترک نہ کی جائے۔

دوسری شرط: نفسانی خیالات کو صرف روکنا ہی مقصود نہیں بلکہ ان کی جگہ پر ایمان، محبت، انابت، توکل اور خشیت کے جذبات رکھے جائیں، نفسانی خیالات و جذبات کو دل سے نکال کر ان کی جگہ ان کے متضاد (نیک) جذبات آباد کیے جائیں ورنہ جب تمام قسم کے خیالات سے دل کو خالی کر دیا جائے گا تو نقصان ہوگا۔ انسان کو اس میں بہت سمجھ داری سے کام لینا چاہیے۔ بہت سے اربابِ سلوک وتصوف یہاں غلطی کے مرتکب ہوئے ہیں اور انہوں نے ہر طرح کے خیالات کو ترک کیا۔ اس صورت میں شیطان نے ان میں طرح طرح کے وساوس اور شبہات وخیالات ڈال دیئے، وہ ان شیطانی خیالات کو تلاشِ حق اور رحمانی کشف سمجھ کر غلط راہ پر پڑ گئے۔ اس سلسلے میں کسوٹی کتابِ ناطق (قرآن مجید)، فطرت سلیمہ اور نورِ نبوت سے فیض یافتہ عقل ہے۔ واللہ المستعان۔

ب۔ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سچی تیاری حصول استقامت کے لیے انتہائی مفید ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تیاری کرے گا اس کا دل دنیا و مافیہا اور اس کے مطالبات سے کٹ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گا۔اس کی حرص وہوس کی آگ بجھ جائے گی اوراس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف جھک جائے گا،اس کی سوچ اللہ تعالیٰ،اس کی محبت اوراس کی خوشنودی کی ترجیح پرٹھہر جائے گی۔ اس میں نیا ولولہ اورعلم جنم لے گا۔اس کی نئی زندگی کا آغاز ہوگا جس میں اس کے دل کو دارِ آخرت سے وہی نسبت ہوگی جواس کے جسم کواس دنیا سے اس وقت ہوتی ہے جب وہ شکمِ مادر میں تھا۔اس کے دل کواسی طرح حقیقی زندگی ملتی ہے جس طرح اس کے جسم کو حقیقی زندگی ملی تھی۔جس طرح ماں کا شکم اس دنیا تک پہنچنے کے لیے رکاوٹ تھا اسی طرح اس کی نفسانی خواہشات اس کے دل کے لیے دارِ آخرت کی راہ میں رکاوٹ تھیں،دل کا خواہش سے نکلنے کے بعد دارِ آخرت کی طرف چلنا ایسے ہی ہے جیسے اس کے جسم کا شکمِ مادر سے اس دنیا میں آنا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب قول کا بھی یہی مطلب ہے،انہوں نے فرمایا تھا:

يَا بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ إِنَّكُمْ لَنْ تَلِجُوْا مَلَكُوْتَ السَّمَآءِ حَتّٰى تُوْلَدُوْا مَرَّتَيْنِ۔

”بنی اسرائیل!تم آسمانی بادشاہی میں ہرگز داخل نہ ہوگے۔یہاں تک کہ دوبارہ پیدا کیے جاؤ۔“

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طریقے متعدد مگر منزل ایک

اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے کا راستہ درحقیقت ایک ہے۔ زیادہ نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا وہ صراط مستقیم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف چلنے والوں کے لیے متعین کیا ہے:

﴿وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ﴾ [1]

''یہی میرا سیدھا راستہ ہے لہٰذا تم اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو۔''

اللہ تعالیٰ کے راستے کے لیے لفظ واحد (صراط) استعمال کیا گیا ہے کیونکہ وہ درحقیقت ایک ہے نہ کہ متعدد، جبکہ اس کے مخالف راستوں کے لیے سبل کا لفظ جمع لایا گیا، کیونکہ وہ بہت زیادہ ہیں۔ جس کا ثبوت اس حدیث سے بھی ملتا ہے:

اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَّ خَطًّا ثُمَّ قَالَ: ((هٰذَا سَبِيْلُ اللّٰهِ)) ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطًا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ يَسَارِهٖ ثُمَّ قَالَ: ((هٰذِهٖ سُبُلٌ عَلٰى كُلِّ سَبِيْلٍ مِّنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُوْ اِلَيْهِ)) ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ﴾ [2]

نبی ﷺ نے ایک (بڑا) خط کھینچا اور پھر فرمایا: ''یہ اللہ کا راستہ ہے۔'' پھر آپ نے اس خط کے دائیں بائیں بہت سی لکیریں کھینچیں اور پھر فرمایا: ''یہ راستے ہیں جن میں سے ہر ایک پر ایک شیطان ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے۔'' بعدازاں آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ﴾

---

[1] ٦/ الانعام: ١٥٣۔ [2] مسند احمد: ١/ ٤٣٥، ٤٦٥؛ سنن دارمی، ح:٢٠٢؛ صحیح ابن حبان، ح: ٦، ٧؛ مستدرك حاكم: ٢/ ٣١٨، ٣١٩؛ مسند طيالسی، ح:٢٤٤۔ یہ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور یہ کہ یہ میرا سیدھا راستہ ہے، اس پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تمہیں اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔''

اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ڛ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗـُٔــھُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ ﴾ ❶

''اللہ اہلِ ایمان کا دوست ہے، وہ انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے دوست طاغوت ہیں، وہ انہیں روشنی سے نکالتے ہیں اور تاریکیوں میں لے جاتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے لفظ نور واحد استعمال کیا جو کہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے، جب کہ ظلمات کو جمع استعمال کیا جو کہ شیطان کا راستہ ہے۔ جو شخص اس کی حکمت سمجھ لیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان میں النور کے واحد اور الظلمات کے جمع ہونے کا راز بھی سمجھ سکتا ہے:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ڛ ﴾ ❷

''سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اور تاریکیاں اور روشنی بنائی۔''

یہاں ایک باریک اشارہ بھی ہے، جسے وہ شخص پہچانتا ہے جو نور کے منبع کو جانتا ہے جو جانتا ہے کہ یہ نور کہاں سے جاری ہوا، وہ کس سے حاصل ہوتا ہے اور یہ کہ اس کی بنیاد ایک ہے، جہاں تک ظلمات کا تعلق ہے تو یہ بہت زیادہ ہیں۔

(مختلف زمانوں میں مختلف حالات کے پیشِ نظر لوگوں کی استعداد کے مطابق اور علاقوں کے مختلف ہونے کی بنا پر مختلف شریعتیں ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ کی طلب اور مرضی مختلف رہی ہے۔ ہر حال میں ہر شخص سے یکساں مطالبہ نہیں ہوتا۔)

---

❶ ۲/ البقرۃ:۲۵۷۔ ❷ ٦/ الانعام:۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے (مختلف زمانوں میں) جو مختلف شریعتیں دی ہیں ان سب کا مرجع دین واحد اور معبودِ واحد رہا ہے، اسی سے متعلق مشہور حدیث ہے:

((اَلْاَنْبِیَآءُ اَوْلَادُ عَلَّاتٍ دِیْنُهُمْ وَاحِدٌ)) [1]

''تمام انبیا ایک باپ کی اولاد ہیں اور ان کا دین ایک ہے۔''

باپ ایک ہو جب کہ مائیں مختلف ہوں تو ان کی اولاد کو علاتی اولاد کہتے ہیں۔ اس حدیث میں دین انبیاء کی تشبیہ ایک باپ سے اور ان کی شریعتوں کی تشبیہ مختلف ماؤں سے دی گئی ہے، یہ اگرچہ متعدد ہیں مگر ان سب کا مرجع ایک ہی باپ ہے۔ [2]

جب یہ بات واضح ہوگئی ہے تو یہ جان لینا چاہیے کہ بعض لوگوں کا نمایاں عمل اور وہ راستہ جس کے ذریعے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف چلتے ہیں تعلیم وعلم ہے، وہ عرصہ دراز تک اسی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کرتے ہیں۔ وہ تعلیم وتعلم کے راستے پر ہی ڈٹے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اس راستے کے ذریعے اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتے ہیں، انہیں اس راہ میں خاص قسم کے انکشافات ہوتے ہیں یا وہ حصول علم کی راہ پر چلتے ہوئے فوت ہو جاتے ہیں اور انہیں یہ امید ہوتی ہے کہ وہ فوت ہونے کے بعد اپنی منزل مقصود کو پہنچ جائیں گے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ ﴾ [3]

''جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہجرت کر کے اپنے گھر سے نکل جائے پھر اسے موت لاحق ہو جائے تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔''

بعض لوگوں کا نمایاں عمل ذکر ہوتا ہے، وہ اسے اپنی آخرت کے لیے زادِ راہ اور راس المال بناتے ہیں، جب ان سے یہ ذکر چھوٹ جاتا ہے یا اس میں کوتاہی ہو جاتی ہے تو وہ سمجھتے ہیں کہ ان کا بہت نقصان ہو گیا ہے۔

کچھ لوگوں کا نمایاں عمل اور (اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے والا) راستہ نماز کی ادائیگی ہوتا

---

[1] صحیح بخاری، ح:۳٤٤۳؛ صحیح مسلم، ح:۲۳٦٥؛ مسند احمد: ۲/ ٤۰٦۔٤۳۷؛ مستدرك حاکم: ۲/ ٥۹٥، حدیث کے راوی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ [2] پہلی تمام شرائع اب منسوخ ہو چکی ہیں، اس وقت قابل عمل شریعت صرف شریعتِ محمدی ہے۔ (ش، ح) [3] ٤/ النساء: ۱۰۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، جب ان سے اس میں کوتاہی ہوتی ہے یا وقت ختم ہو جاتا ہے، جبکہ وہ نہ تو اس میں مشغول ہوئے اور نہ انہوں نے اس کی تیاری کی، ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے اور ان کا سینہ تنگ ہو جاتا ہے۔

لوگوں میں سے کوئی وہ بھی ہوتا ہے جس کا راستہ احسان اور نفع رسانی ہوتا ہے۔ جیسے لوگوں کی ضروریات پوری کرنا، مصائب دُور کرنا، غم زدہ اور افسردہ حال سے تعاون کرنا اور مختلف صدقات (وغیرہ)۔ اس راہ میں اسے انشراح ہوتا ہے اور اسی راستے پر چل کر رب کی طرف پہنچتا ہے۔

کسی کا طریق روزہ ہوتا ہے، جب اس سے روزہ چھوٹ جاتا ہے اس کا دل بے چین ہو جاتا ہے اور اس کا بہت برا حال ہوتا ہے۔

کسی کا طریق تلاوت قرآن ہوتا ہے، اس کا اکثر وقت اسی میں گزرتا ہے اور یہ اس کا سب سے بڑا وظیفہ ہوتا ہے۔

کوئی وہ ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا طریق اپناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اس میں شرح صدر عطا کرتا ہے اور وہ اپنے رب کی طرف پہنچ جاتا ہے۔ کوئی حج وعمرہ کا راستہ اختیار کرتا ہے۔

کسی کا طریق دنیا سے بے تعلقی اور بے رغبتی ہوتا ہے، ایسا شخص ہمیشہ اپنے خیالات پر نظر رکھتا ہے اور وقت کو ضائع ہونے سے بچاتا ہے۔

کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جو سب گزرگاہوں سے گزرتا ہے، وہ ہر وادی میں اللہ تعالیٰ کی طرف چلتا ہے، وہ ہر راستے سے اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچتا ہے۔ وہ بندگی کے اعمال کو اپنا قبلۂ دل اور نصب العین بنالیتا ہے۔ وہ جہاں بھی ہو اس کا رخ وظیفہ عبودیت کی طرف ہوتا ہے۔ وظیفۂ عبودیت جہاں ہوگا وہ بھی وہاں چلا جائے گا۔ وہ ہر فریق سے اپنا حصہ وصول کر لیتا ہے۔ عبودیت جہاں ہوگی آپ اسے وہیں پائیں گے۔ علم کی مجلس میں وہ اہل علم کے ساتھ ہوگا۔ جہاد میں مجاہدین کی صفوں میں ہوگا، نماز میں نمازیوں کی صفوں میں کھڑا ہوگا اور ذکر و فکر کی مجالس میں وہ ذکر کرنے والوں کے ساتھ ہوگا...... اگر ایسے شخص سے پوچھا جائے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کون سا عمل پسند کرتے ہیں؟ تو وہ جواب دے گا کہ میری خواہش یہ ہے کہ میں اپنے رب کے اوامر کو نافذ کروں، خواہ وہ کہیں ہوں، اس کا انجام جو بھی ہو لیکن اس کے سوا میری کوئی آرزو نہیں کہ اوامر الٰہی کو نافذ کیا جائے اور پوری نگہداشت کے ساتھ ان کو بجالاؤں، روح وقلب اور ظاہر و باطن کی یکسوئی کے ساتھ ان کا حق ادا کروں اور اپنا سب کچھ اللہ کے حوالے کر کے اس سے قیمت (صلہ) ملنے کا انتظار کروں، ارشاد الٰہی ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾ [1]

''اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں۔''

یہ ہے وہ بندہ جو صحیح معنی میں اپنے رب تک جانے والے راستہ پر رواں دواں ہے...... جب بندہ اس راستہ پر رواں دواں ہوتا ہے تو اس کا رب اس پر شفقت کرتے ہوئے اسے اپنا مقرب اور برگزیدہ بنالیتا ہے۔ اس کے دل کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور اس کے تمام معاملات اور امور کا ذمہ دار بن جاتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو فرشتے بھی اس سے محبت کرتے ہیں اور جب وہ اپنے کسی دوست سے دوستی کرتا ہے تو وہ بھی اس سے دوستی کرتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

((اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ نَادٰى يَا جِبْرَائِيْلُ! اِنِّىْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّهُ فَيُنَادِىْ جِبْرَائِيْلُ فِى السَّمَاءِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهُ اَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُحِبُّهُ اَهْلُ الْاَرْضِ فَيُوْضَعُ لَهُ الْقُبُوْلُ بَيْنَهُمْ)) [2]

''جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جرائیل سے فرماتا ہے کہ میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت رکھو، پھر جرائیل تمام اہلِ

[1] ۹/ التوبۃ: ۱۱۱۔ [2] صحیح بخاری، ح ۳۲۰۹؛ صحیح مسلم، ح: ۲۶۳۷؛ سنن ترمذی، ح: ۳۱۶۱؛ مسند احمد: ۲/ ۲۶۷، ۵۰۹؛ صحیح ابن حبان، ح: ۳۶۴؛ مسند طیالسی، ح: ۲۴۳۶۔ یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ چنانچہ تمام آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر اس سے زمین والے بھی محبت کرنے لگتے ہیں تو وہ ان کے درمیان مقبول ہو جاتا ہے۔"

ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوتِ علمی اور قوتِ عملی کے اعتبار سے لوگوں کی اقسام

اللہ تعالیٰ اور دارِ آخرت کی طرف چلنے والے بلکہ کسی بھی منزلِ مقصود کی طرف چلنے والے کو چلنے اور منزل تک پہنچنے کے لیے دو قوتوں کی ضرورت ہوتی ہے، ایک قوت علمی ہے اور دوسری قوت عملی۔ چلنے والا قوت علمی سے راستے کی منزلیں، نشانات اور چلنے کے مقامات دیکھتا ہے۔ وہ ان راستوں سے ہوتا ہوا منزل مقصود تک پہنچتا ہے، وہ ہلاکت کے اسباب و محرکات، خطرے کے مقامات اور ان مہلک راستوں سے بچتا ہے جو اسے منزل مقصود تک پہنچانے والے راستے سے ہٹا دیتے ہیں۔ انسان کی قوت علمی اس چراغ کی مانند ہے جو اس کے ہاتھ میں ہو، وہ اس کے ذریعے سخت اندھیری رات میں بھی رواں دواں رہتا ہے۔ وہ اندھیرے میں چلتے ہوئے اس نور کے ذریعے نشیب و فراز کو دیکھتا ہے۔ اسے اسی روشنی کے ذریعے (راستے میں آنے والے) پتھروں اور کانٹوں وغیرہ کا پتہ چلتا ہے۔

اور قوتِ عملی سے فی الواقع وہ رواں دواں ہوتا ہے بلکہ متحرک ہونا ہی اصل میں قوت عملی ہے۔ چلنا مسافر کا عمل ہے۔ اسی طرح رب کی طرف چلنے والا جب راستہ اور نشانِ راہ دیکھ لیتا ہے اور جب وہ نشیب، گڑھے اور اصل راہ سے ہٹانے والے راستے ملاحظہ کر لیتا ہے تو اسے آدھی فلاح و سعادت حاصل ہو جاتی ہے اور دوسری آدھی باقی رہ جاتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہ شروع کر دے اور راہ چلتے ہوئے کمر کس لے اور منزل بمنزل سفر جاری رکھے۔ جب ایک مرحلہ طے کر لے تو دوسرے مرحلے کے لیے مستعد ہو جائے، اور جونہی اسے یہ معلوم ہو کہ منزل قریب ہے تو اسے سفر کی مشقت ہلکی محسوس ہونے لگے...... (وہ مستعدی کے ساتھ سفر جاری رکھے گویا کہ دشمن اس کے تعاقب میں ہیں اور یہ ذہن میں رکھے کہ) اگر مَیں راستے میں ہی ٹھہر گیا تو دشمن جو اُس کی تلاش میں ہیں اس تک پہنچ جائیں گے...... اسے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ سفر کی وحشت ہمیشہ نہیں رہے گی، بلکہ یہ ان امور میں سے ہے جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(دورانِ سفر) راستے میں پیش آتے ہیں۔ عنقریب اسے (منزلِ مقصود کے) محلات نظر آنا شروع ہو جائیں گے۔ (جہاں بہت سے احباب چشم براہ ہیں) اور وہ اس کے استقبال کے لیے آنے ہی والے ہیں اور وہ اسے سلامتی کے ساتھ مبارک باد پیش کریں گے اور خوش آمدید کہیں گے۔ وہ اس وقت کس قدر پر سکون اور خوش ہوگا جب کہے گا:

﴿ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ۝ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ۝ ﴾ [1]

"کاش! میری قوم کے لوگ یہ جانتے کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا اور معزز لوگوں میں شامل کر دیا"......

بعض لوگ تو وہ ہوتے ہیں جن میں علمی قوت ہوتی ہے جو راستے سے آگاہ کرتی ہے، جب تک عمل کا موقع نہیں آتا، ایسے لوگوں کا شمار فقہا میں ہوتا ہے، عمل کا موقع آتے ہی ایسے (بہت سے) لوگ بدعملی کی وجہ سے جہلا کی صف میں شامل ہو جاتے ہیں۔

کچھ لوگ وہ ہیں جن میں ارادہ وعمل کی قوت ہوتی ہے...... (علم نہ ہونے کی وجہ سے ایسے لوگ غلط راستے پر چل پڑتے ہیں۔) اکثر اربابِ فقر وتصوف کی یہی حالت ہوتی ہے وہ راہِ علم پر چلنے کی بجائے دیگر راہوں پر چلتے ہیں، بلکہ وہ اپنے ذوق و وجدان اور عادت کو اپنا راہنما بناتے ہیں۔ ان میں بعض وہ بھی ہوتے ہیں جو یہ بھی نہیں جانتے کہ وہ کس کے طالب ہیں، وہ نہیں جانتے کہ کس کی عبادت کی جائے اور کس لیے کی جائے، کبھی اپنے ذوق و وجدان سے معبود کی عبادت کرتے ہیں اور وہ بھی اپنی قوم اور دوست واحباب کی عادت کے مطابق، انہیں نہ تو رب تعالیٰ کی اور نہ اس کی عبادت کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

جسے یہ دونوں قوتیں (قوت علمی اور قوت عملی) حاصل ہوں وہ بالکل سیدھا اللہ تعالیٰ کی طرف چلتا ہے...... (ورنہ غافل لوگوں کو یاد رکھنا چاہیے):

اَلْوَقْتُ: سَيْفٌ فَاِنْ قَطَعْتَهٗ وَاِلَّا قَطَعَكَ۔

"وقت ایک تلوار ہے اگر تم اسے استعمال نہ کرو گے وہ تم پر استعمال ہو جائے گی۔"

---

[1] ٣٦/ یٰسٓ: ٢٦-٢٧۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو قسم کے انسان

بندہ جب اس جہاں میں قدم رکھتا ہے، وہ اس میں اپنے رب کی طرف رواں دواں ہو جاتا ہے۔ اس کے سفر کا دورانیہ اس کی وہ عمر ہے جو اس کے لیے لکھ دی گئی ہے۔ رب کی طرف انسان کے سفر کی مدت اس کی عمر ہے۔ دنوں اور راتوں کو اس کی عمر کے مختلف مراحل بنایا گیا ہے۔ وہ انہیں مرحلہ وار طے کرتا ہے یہاں تک کہ یہ سفر اختتام کو پہنچتا ہے۔

ان مراحل کو عبور کرنے والے انسانوں کے دو گروہ ہیں:

پہلی قسم

ایک وہ لوگ ہیں جو اِن مراحل کو طے کرتے ہوئے بدبختی کے گھر (جہنم) کی طرف چلتے ہیں، وہ ان مراحل میں سے جونہی کوئی مرحلہ طے کرتے ہیں اس گھر کے قریب ہو جاتے ہیں، جبکہ اپنے رب اور عزت وتکریم کے گھر (جنت) سے دُور ہو جاتے ہیں۔ وہ رب کی ناراضی، اس سے عداوت، اس کے رسولوں، ولیوں اور دین کی مخالفت میں یہ مراحل طے کرتے ہیں وہ اللہ کے نور کو بجھانے، اس کی دعوت کو جھٹلانے اور اس دعوت کے خلاف دیگر (باطل) دعوتوں کی اقامت میں کوشاں رہتے ہیں...... وہ ان شیاطین کے ساتھی بن جاتے ہیں جو اِن پر مسلط کیے گئے ہیں جو انہیں ان کی منازل کی طرف ہانک کر لے جاتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ﴾ [1]

''کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم نے کفار (منکرین حق) پر شیاطین چھوڑ رکھے ہیں جو انہیں بھرپور اکساتے ہیں۔''

یعنی انہیں نافرمانیوں اور کفر پر بہت زیادہ اکساتے اور اس کی طرف بری طرح دھکیلتے ہیں۔

---

[1] ۱۹/ مریم:۸۳۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری قسم

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے یہ مراحل اللہ تعالیٰ اور دار السلام (جنت) کی طرف چلتے ہوئے طے کیے۔ ان کی تین اقسام ہیں: ظالم لنفسہ، مقتصد اور سابق بالخیرات باذن اللہ [1] یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف چلنے میں مستعدی دکھاتے ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچنے کا یقین ہوتا ہے، لیکن یہ لوگ زادِ راہ لینے نیز سرعت رفتاری اور سست روی میں مختلف ہوتے ہیں۔

1 ظالم لنفسہ

یہ کبھی تو دن رات (نیکیوں میں) آگے بڑھتے ہیں اور کبھی بہرہ وری کی سوچ اور خواہشات دل پر غلبہ حاصل کر لیتی ہیں تو اس کے اعضا اور جوارح ان کے حصول کے لیے متحرک ہو جاتے ہیں، کبھی کبھی اللہ تعالیٰ کے حقوق ان کی مزاحمت کرتے ہیں تو کبھی تو وہ رخصت پر عمل کرتے ہیں اور کبھی عزیمت پر اور کبھی کبھی لا پروائی کرتے ہوئے حق کو ترک کر دیتے ہیں اور آیندہ توبہ کر لینے کا سوچ کر گناہ کی طرف بڑھتے ہیں۔ یہ ہے حالت ظالم لنفسہ کی مگر یہ توحید کی پاسداری کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ (آخرت میں ملنے والے) ثواب وعذاب کی تصدیق کرتے ہیں۔

2 مقتصد

...... یہ فرائض و واجبات کی پاسداری کرتے ہیں مگر نفلی عبادات، اوراد و اذکار اور دیگر مستحبات کے لیے وقت نہیں نکالتے، جب کسی فریضہ کی ادائیگی کا وقت آتا ہے تو اسے بلا تاخیر ادا کرتے ہیں۔ جب اس کی تکمیل کر لیتے ہیں تو پہلی حالت پر واپس پلٹ آتے ہیں، سارا دن اسی طرح گزارتے ہیں۔ جب رات ہوتی ہے تو نیند تک ان کی یہی حالت ہوتی

[1] ان تین اقسام کا تذکرہ اس آیت کریمہ میں ہے: ﴿ ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَٰبَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۖ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَٰتِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ﴾ (۳۵/ فاطر: ۳۲) ''پھر ہم نے ان لوگوں کو اس کتاب کا وارث بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب کیا، پھر بعض تو ان میں سے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں، بعض متوسط درجے کے ہیں اور ان میں سے بعض اللہ کی توفیق سے نیکیوں میں سبقت کرنے والے ہیں، یہی تو بہت بڑا فضل ہے۔'' (ش ح)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ ساری رات سوئے رہتے ہیں طلوع فجر کے وقت بیدار ہوتے ہیں، اپنی غذا اور ذمہ داری کے لیے کمربستہ ہوتے ہیں۔ جب فرض روزے رکھنے کا وقت آتا ہے تو اسے پورا کرتے ہیں، اسی طرح حج اور فرض زکوٰۃ کا معاملہ ہے، اسی طرح کا معاملہ بندوں کے ساتھ بھی کرتے ہیں، اس میں انصاف پر قائم رہتے ہیں، وہ ان پر ظلم نہیں کرتے اور نہ اپنا حق ان کے لیے چھوڑتے ہیں۔

3 سابق بالخیرات

ان کی دو اقسام ہیں: ابرار اور مقربون۔

مقتصد، ابرار اور مقربون تینوں اصحاب الیمین کی اقسام ہیں۔ ظالم لنفسہ مکمل طور پر اصحاب الیمین میں شامل نہیں اگرچہ انجام کے اعتبار سے وہ (طبقہ) بھی ان کے ساتھ ہوگا جس طرح لفظ مومن علی الاطلاق اس کے لیے نہیں بولا جاتا البتہ جب اس کا مواخذہ ہو جائے گا تو نتیجتاً وہ مومنین میں شامل ہو جائے گا۔

ایک اشکال کا جواب

لوگوں کا یہ کہنا درست نہیں کہ ظالم لنفسہ اللہ تعالیٰ کے منتخب بندے نہیں ہو سکتے...... کسی بندے کا منتخب اور ولی اللہ ہونا اس کے منافی نہیں کہ بندہ گناہوں اور معاصی کے ارتکاب کی وجہ سے کبھی اپنے اوپر ظلم کر بیٹھے اور تو اور یہ تو شانِ صدیقیت کے بھی منافی نہیں۔ دیکھیے اس امت کے صدیق اور افضل ترین شخص نے جب نبی ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے ایک ایسی دعا سکھا دیجیے جسے میں نماز میں پڑھوں، تو آپ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھو:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ)) [1]

''اللہ! میں نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا اور تیرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں

[1] صحیح بخاری، ح: ٨٣٤؛ صحیح مسلم، ح: ٢٧٠٥؛ سنن ترمذی، ح: ٣٥٣١؛ سنن نسائی، ح: ١٣٠٤؛ سنن ابن ماجہ، ح: ٣٨٣٥؛ مسند احمد: ١/ ٣-٤، ٧؛ صحیح ابن حبان، ح: ١٩٧٦۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا، پس میرے لیے اپنی جانب سے خاص مغفرت عطا کر، اور مجھ پر رحم فرما، بے شک تو بہت معاف کرنے اور بہت رحم کرنے والا ہے۔'' ❶

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ ۠ ﴾ ❷

''سبقت کرو اپنے رب کی مغفرت اور ایسی جنت کی طرف جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جو کہ پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے، جو کہ خوشحالی میں اور تنگدستی میں خرچ کرتے ہیں، غصہ کو مکمل طور پر ضبط کرنے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے۔ وہ لوگ جب کوئی بے حیائی کا کام کر جاتے ہیں یا اپنے آپ پر ظلم کر گزرتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں پھر وہ اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے ہیں۔''

یہاں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ متقین اپنے آپ پر ظلم اور بے حیائی کے مرتکب بھی ہو جاتے ہیں مگر وہ اس پر ڈٹے نہیں رہتے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَالَّذِيْ جَاۗءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ لَهُمْ مَّا يَشَاۗءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ۝ڻ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾ ❸

''اور جو سچی بات لائے اور اسے سچ مانے ایسے ہی لوگ متقی ہیں، ان کے لیے ان کے رب کے پاس وہ سب کچھ ہے جو وہ چاہیں گے، یہ صلہ ہے

❶ اس قسم کی دعائیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور دیگر بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہیں۔ (ش ح)

❷ ۳/ آل عمران: ۱۳۳۔۱۳۵۔ ❸ ۳۹/ الزمر: ۳۳۔۳۵۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیکوکاروں کا، تاکہ اللہ ان سے ان کے برے اعمال کو دُور کردے اور ان کے نیک کاموں کے عوض انہیں ان کا اجر دے۔“

ان صدیق اور متقی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ ان کے برے اعمال بھی ہوتے ہیں جن کو دُور کیا جاتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ (برا عمل انسان کا اپنے اوپر) ظلم ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تھی:

﴿ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ ﴾ [1]

”میرے رب! میں نے اپنے اوپر ظلم کیا پس مجھے معاف کردے۔ تو اس نے اسے معاف کردیا، یقیناً وہی بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔“

آدم علیہ السلام عرض کرتے ہیں:

﴿ رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا ٚ وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ ﴾ [2]

”ہمارے رب! ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوجائیں گے۔“

یونس علیہ السلام التجا کرتے ہیں:

﴿ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖۗ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ۚۖ ﴾ [3]

”تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تُو پاک ہے بلاشبہ میں بھی ظلم کرنے والوں میں سے تھا۔“

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ۖۗ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ ﴾ [4]

[1] ۲۸/ القصص: ۱٦۔ [2] ۷/ الاعراف: ۲۳۔

[3] ۲۱/ الانبیاء: ۸۷۔ [4] ۲۷/ النمل: ۱۰۔۱۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”بلاشبہ میرے پاس رسول نہیں ڈرتے، جس نے ظلم کیا، پھر برائی کے بعد اچھائی کرے تو بے شک میں بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہوں۔“

تو جب اپنے اوپر ظلم کرنا صدیقیت اور ولایت کے منافی نہیں اور نہ اس وجہ سے آدمی متقین کے زمرے سے خارج ہوتا ہے بلکہ اس میں دونوں چیزیں جمع ہوسکتی ہیں، یہ کہ وہ ایک اعتبار سے ولی اللہ، صدیق اور متقی ہو مگر دوسرے اعتبار سے وہ ظالم لنفسہ بھی ہو ......عبداللہ حمار کا معاملہ دیکھیے کہ وہ اکثر شراب پیتے تھے تو اس اعتبار سے اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہوتا اور وہ چونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت بھی رکھتے تھے تو اللہ تعالیٰ اس اعتبار سے ان سے محبت کرتا اور ان سے دوستی کرتا۔ اس لیے نبی ﷺ نے ان پر لعنت کرنے سے روک دیا، آپ نے فرمایا:

((اِنَّهٗ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ)) ❶

”وہ تو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔“

اصل بات یہ ہے کہ اصطفاء (برگزیدہ ہونا) ولایت، صدیقیت اور آدمی کا ابرار و متقین میں سے ہونا مختلف درجات ہیں، ان میں تقسیم اور کمی بیشی ہوسکتی ہے جیسا کہ ایمان میں کمی بیشی کے ثبوت پر مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ اس بنیاد پر اس گروہ کے لوگ ایک اعتبار سے چنیدہ اور برگزیدہ ہوسکتے ہیں۔ جب کہ دوسرے اعتبار سے اپنے آپ پر ظلم کرنے

---

❶ صحیح بخاری، ح: ٦٧٨٠، مکمل حدیث یوں ہے: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اَنَّ رَجُلاً كَانَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ اسْمُهٗ عَبْدَ اللّٰهِ وَكَانَ يُلَقَّبُ حِمَارًا، وَكَانَ يُضْحِكُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ النَّبِيُّ قَدْ جَلَدَهٗ فِي الشَّرَابِ فَأُتِيَ بِهٖ يَوْمًا فَاَمَرَ بِهٖ فَجُلِدَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ: اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُ مَا اَكْثَرَ مَا يُؤْتٰى بِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا تَلْعَنُوْهُ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ اَنَّهٗ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ)) نبی ﷺ کے زمانے میں ایک شخص تھا جس کا نام عبداللہ اور لقب حمار تھا، وہ رسول اللہ ﷺ کو ہنسایا کرتا تھا، آپ نے اسے شراب پینے پر کوڑے لگوائے تھے۔ اسے ایک دن لایا گیا۔ اسے آپ کے حکم سے کوڑے لگائے گئے۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: اللہ اس پر لعنت کرے اسے کتنی بار کہا جا چکا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس پر لعنت نہ کرو، اللہ کی قسم میں نے اس کے متعلق یہی جانا ہے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔“ اس حدیث پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل باب قائم کیا ہے: باب مایکره من لعن شارب الخمر وانه ليس بخارج عن الملة۔ ”شراب پینے والے پر لعنت کرنے کو ناپسند کیا گیا ہے۔ یہ کہ وہ (شراب پینے سے) اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔“ (ش ح)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے بھی ہو سکتے ہیں۔ ظلم کی دو اقسام ہیں: ایک قسم تو وہ ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے ایمان، ولایت، صدّیقیت اور اصطفا وغیرہ کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔ یہ ظلم تو شرک ہے۔ دوسری قسم میں ایمان، اصطفا اور ولایت کسی حد تک باقی رہتی ہے۔ یہ انسان کا اپنے اوپر وہ ظلم ہے جو وہ معصیت کے ذریعے کرتا ہے۔ اس ظلم کی مقدار اور کیفیت کے اعتبار سے مختلف مراتب ہیں۔ اس تفصیل سے اس مسئلے کی نقاب کشائی ہو جاتی ہے اور تمام اشکالات کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ الحمدللہ...... (احادیث سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ سورۂ فاطر میں جن تین قسم کے لوگوں کا تذکرہ ہے وہ سب جنتی ہیں۔) ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ﴾ [1] کی تفسیر میں فرمایا:

((كُلُّهُمْ فِي الْجَنَّةِ))

''یہ تمام کے تمام جنتی ہیں۔''

یا آپ نے یہ یوں فرمایا:

((كُلُّهُمْ بِمَنْزِلَةٍ وَّاحِدَةٍ)) [2]

''(جنتی ہونے کے اعتبار سے) یہ سب کے سب ایک ہی مرتبے میں ہوں گے۔''

---

[1] ۳۵/ فاطر:۳۲۔

[2] سنن ترمذی، ح: ۳۲۲۵؛ مسند احمد: ۳/ ۷۸؛ الطیالسی، ح:۲۲۳۶۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفر آخرت کے راہیوں کی منازل

لوگوں کی (جو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر لیں) حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی اس تدبیر اور پسند سے دست بردار ہو جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی تدبیر اور پسند کے مخالف ہو بلکہ ساری کی ساری تدبیر اللہ کے سپرد کر دیتے ہیں، ان کی تدبیر اور پسند اللہ تعالیٰ کی تدبیر اور پسند سے مزاحمت نہیں کرتی، انہیں اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ وہ ایسا غالب بادشاہ ہے جو مخلوق پر کنٹرول رکھتا ہے اور سارے عالم کی تدبیر اس کے ذمے ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں یہ بھی یقین ہوتا ہے کہ وہ اپنے افعال میں حکیم بھی ہے۔ اس کے افعال حکمت، مصلحت اور رحمت کے دائرے سے باہر نہیں نکلتے، اللہ تعالیٰ جو اپنی بادشاہت کی تدبیر کرتا ہے اور اپنے بندوں کے امور میں تصرف کرتا ہے وہ اس میں دخل اندازی نہیں کرتے، وہ یہ نہیں کہتے کہ اگر ایسے ہوتا، شاید ایسے ہوتا یا کاش ایسے ہوتا......

اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والا اگر کہیں عیب چینی یا کسی کی مذمت کرتا ہے تو صرف اسی چیز کی کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے معیوب قرار دیا اور جس کی اس نے مذمت کی، اگر اس کے دل و زبان پر کسی ایسی چیز کا عیب ظاہر ہو جسے اللہ تعالیٰ نے معیوب قرار نہیں دیا یا کسی ایسی چیز کی مذمت کرے جس کی اللہ تعالیٰ نے مذمت نہیں کی تو وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اسی طرح توبہ کرتا ہے جس طرح گناہ کا مرتکب ہونے والا توبہ کرتا ہے۔

اسے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ وہ اس کے گھر میں رہے بھی اور اس گھر کی اشیاء کی مذمت بھی کرے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کسی بادشاہ کے دربار میں جائے، وہاں کے ساز و سامان، عمارت اور (اشیاء کی) ترتیب دیکھے اور بعض چیزوں پر نکتہ چینی اور ان کی تنقیص کرنے لگے۔ وہ کہے اگر فلاں چیز کی بجائے فلاں چیز ہوتی تو بہتر تھا، اگر فلاں چیز کی جگہ فلاں چیز ہوتی تو زیادہ مناسب تھا۔ پھر وہ بادشاہ کو دیکھے کہ وہ کسی کو عہدہ دے رہا ہے، کسی کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معزول کر رہا ہے، کسی کو کچھ نہیں دیتا اور کسی پر عنایات کر رہا ہے تو وہ شخص کہنے لگے: اگر فلاں شخص کی بجائے فلاں کو ذمہ داری دی جاتی تو بہتر تھا، اگر اس عہدہ دار کو معزول کیا جاتا تو اچھا ہوتا۔ اگر فلاں کو معاف کر دیا جاتا۔ اگر فلاں کو مالدار کر دیا جاتا۔ اس معترض پر بادشاہ کس قدر ناراض ہوگا، کیا وہ اسے اپنے سے دُور نہیں کر دے گا؟ اسی طرح اگر اس کا کوئی دوست اس کی ضیافت کرے، جونہی اس نے کھانا پیش کیا تو وہ اس پر تنقید کرنے اور نقص نکالنے لگے، تو کیا میزبان کو اس کی یہ حرکت پسند آئے گی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مَا عَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَهٰی شَيْئًا اَكَلَ وَاِلَّا تَرَكَهُ۔ [1]

''رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا [2] اگر آپ کو کوئی چیز مرغوب ہوتی تو کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔''

الغرض یہ لوگ اپنی تدبیر کے اہتمام اور پسند کو ترک کر دیتے ہیں بلکہ ان کی ساری فکر اسی پر لگی ہوتی ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں، انہیں پورا کیا جائے۔

وہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی قوت و طاقت کے بل بوتے پر ہی قائم ہے۔ وہ اپنی کمزوری اور بے بسی کو مدنظر رکھتا ہے اور پکار اٹھتا ہے:

﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ ﴾ [3]

''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔''

---

[1] صحیح بخاری، ح: ۳۵۶۳، ۵۴۰۹؛ صحیح مسلم، ح: ۲۰۶۴؛ سنن ابو داود، ح: ۳۷۶۳؛ سنن ترمذی، ح: ۲۰۳۱؛ سنن ابن ماجه، ح: ۳۲۵۹؛ مسند احمد: ۲/ ۴۲۷، ۴۷۴، ۴۸۱، ۴۹۵، کتاب الزهد، ح: ۱۱، کتاب الزهد میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ذکر کیا ہے۔

[2] آج شکم پرست مسلمانوں بالخصوص نوجوانوں کی حالت دیکھیں کہ دستر خوان پر بیٹھتے ہی کھانے کے ایک ایک لقمے میں نقص نکالنے لگتے ہیں۔ مگر سچے مسلمان اسوۂ رسول ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے کھانے میں عیب جوئی نہیں کرتے۔ (ش ح)

[3] ۱/ الفاتحة: ۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارادہ

اللہ تعالیٰ نے ارادہ کو (قرآن میں) اپنے چیدہ چیدہ بندوں کی ایک منزل قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ وہ اپنے آپ کو (اللہ تعالیٰ کی رضا کا) ارادہ رکھنے والوں کے ساتھ روک کر رکھیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ﴾ ❶

''اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھیں جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں، وہ اس کی خوشنودی کا ارادہ رکھتے ہیں۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَا لِأَحَدٍ عِندَهُ مِن نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰ ۝ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ ۝ ﴾ ❷

''اور کسی کا اس پر احسان نہیں کہ جس کا بدلہ دیا جا رہا ہو، بلکہ وہ صرف اپنے رب بزرگ و بلند کی رضا چاہنے کے لیے (اپنا مال دیتا ہے)۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے ولیوں کا قول یوں بیان کیا ہے:

﴿ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ ﴾ ❸

''ہم تو صرف اللہ کی رضا کے لیے تمہیں (کھانا) کھلاتے ہیں۔''

(عزم بالجزم ہی اصل مطلوب ہے۔) جزم نیت یہ ہے کہ (فرائض کی ادائیگی میں) التواء اور تاخیر نہ ہو اور یہ صدیقین کی منازل کی انتہا ہے، اس معاملے میں بندے میں جتنی پختگی آئے گی اسی کے مطابق اس کی صدیقیت میں اضافہ ہوگا اور جوں جوں اس کے قرب میں اضافہ اور مقام بلند ہوتا جائے گا توں توں اس کا عزم مضبوط ہوتا جائے گا اور اس کی

❶ ۱۸/ الکھف:۲۸۔ ❷ ۹۲/ اللیل:۱۹۔۲۰۔ ❸ ۷۶/ الدھر:۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدیقیت خالص ہوتی جائے گی۔ صدیق کی طلب کی کوئی حد نہیں ہوتی اور نہ اس کے قصد میں فتور ہوتا ہے۔ اس کا قصد اتم، طلب اکمل اور نیت بہت مضبوط ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴾ ❶

''اپنے رب کی عبادت کریں یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو جائے۔''

علمائے اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ یہاں الیقین سے مراد موت ہے، تو جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کا قصد و ارادہ اور نیت بلند چوٹی اور انتہائی کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔ ❷ لہٰذا محض ارادے میں کوئی عیب نہیں، کمزوری اور نقص تو اس ارادے میں ہوتا ہے جس کا سرچشمہ نفسانی خواہشات اور سفلی (گھٹیا) جذبات ہوں۔

❶ ۱۵/ الحجر: ۹۹۔ ❷ واعبد کے حکم کا یہی تقاضا تھا۔ (ش ح)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زہد

......زہد [1] کی چار اقسام ہیں:

اوّل: یہ زہد ہر مسلمان پر فرض ہے اور یہ حرام کردہ اشیاء سے زہد ہے۔

دوم: یہ زہد مستحب ہے۔ جس چیز میں زہد اختیار کیا گیا ہو اس کے اعتبار سے اس کے استحباب کے مختلف مراتب ہیں۔ یہ مکروہات، اضافی مباحات اور قسم قسم کی جائز مرغوبات سے زہد ہے۔

سوم: پوری دنیا سے زہد، اس سے یہ مراد نہیں کہ دنیا سے اپنا ہاتھ خالی کر لیا جائے، یا اسے نکال دیا جائے کہ خالی خولی ہو کر بیٹھ جائے بلکہ مراد یہ ہے کہ اسے دل سے مکمل طور پر نکال دیا جائے، اس کی طرف التفات نہ کیا جائے، اسے اپنے دل میں ٹھکانا نہ بنانے دیں۔ اگر دنیا (کی دولت) آپ کے ہاتھ میں موجود ہو، زہد یہ نہیں کہ دنیا کو آپ ہاتھ سے تو چھوڑ دیں، مگر دل میں موجود ہو۔ زہد یہ ہے کہ آپ اسے دل سے تو نکال دیں اور ہاتھ میں موجود ہو۔ جیسے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی حالت تھی (جن کا زہد مال و دولت کے خزانے ہاتھ میں ہونے کے باوجود ضرب المثل ہے۔) بلکہ یہی حالت سید ولدِ آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وقت تھی جب آپ کے لیے دنیوی نعمتوں کی کثرت کر دی گئی۔ مگر اس کے باوجود آپ کے زہد میں اضافہ ہوا۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل حدیث مرفوع اور موقوف (بھی) روایت کی گئی ہے:

((لَیْسَ الزُّھْدُ فِی الدُّنْیَا بِتَحْرِیْمِ الْحَلَالِ وَلَا اِضَاعَةِ الْمَالِ وَلٰکِنَّ الزُّھْدَ فِی الدُّنْیَا اَنْ تَکُوْنَ بِمَا فِیْ یَدِ اللّٰهِ اَوْثَقَ مِنْكَ بِمَا

---

[1] زہد سے مراد دنیا سے بے رغبتی ہے، زہد کی وجہ سے انسان بہت سی برائیوں سے بچ سکتا ہے، البتہ زہد میں جن چیزوں کی وجہ سے نقص پیدا ہوتا ہے ان سے بچنا چاہیے مثلاً: جو چیزیں انسان کے لیے نفع بخش اور حقیقی منزل تک پہنچنے میں معاون ہو سکتی ہیں، ان کے سلسلے میں زہد اختیار کرنا نقص کا باعث ہوگا۔ اسی طرح زہد کا سبب اگر دنیا کی بے وفائی، ظلم و جفا، اکتاہٹ اور دنیا کی تھکا دینے والی مصروفیات ہوں تو یہ زہد ناقص ہے، زہد کو نقص سے بچانے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ زاہد اپنے زہد کی وجہ سے مغرور نہ بن جائے۔ (ش ح)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِیْ یَدِكَ وَاَنْ تَکُوْنَ فِیْ ثَوَابِ الْمُصِیْبَةِ اِذَا اُصِبْتَ بِهَا اَرْغَبَ مِنْكَ فِیْهَا لَوْ اَنَّهَا بَقِیَتْ لَكَ)) ❶

''حلال کوحرام کرنا اور مال کو ضائع کرنا زہد نہیں ہے، بلکہ دنیا میں زہد یہ ہے کہ جو چیز اپنے ہاتھ میں موجود ہو اس سے بڑھ کر اس چیز پر بھروسہ ہو جو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ ❷ اور جب تم پر مصیبت آئے تو مصیبت کے ثواب کی زیادہ رغبت ہو جو مصیبت کے باقی رہنے کی بنا پر ملتا ہے۔''

❶ بندے کو یہ علم ہونا چاہیے کہ یہ دنیا ڈھلتی چھاؤں اور ایسا خیال ہے جو آ کر گزر جاتا ہے۔ یہ دنیا ایسی ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِیْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَیْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ یَهِیْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَكُوْنُ حُطٰمًا ؕ ﴾ ❸

''جان لو! یہ دنیوی زندگی محض کھیل تماشا، زیبائش اور تمہارے آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی خواہش رکھنا ہے (یہ) اس بارش کی مانند ہے جس کی ہریالی نے کسانوں کو خوش کر دیا۔ پھر وہ خشک ہو جاتی ہے۔ لہٰذا تم اسے دیکھتے ہو کہ وہ پیلی پڑ جاتی ہے۔ پھر وہ چُور چُور ہو جاتی ہے۔''

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ

---

❶ سنن ترمذی، ح: ٢٣٤٠؛ سنن ابن ماجه، ح: ٤١٠٠؛ شعب الایمان، ح: ١٠٧٧٤۔ ١٠٧٧٥، امام ترمذی نے اور ابن ماجہ نے مرفوع جب کہ امام بیہقی نے موقوف اور مرفوع دونوں طرح روایت کیا ہے۔

❷ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ مَا عِنْدَكُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ ﴾ (١٦/ النحل: ٩٥۔٩٦) ''یاد رکھو اللہ کے پاس کی چیز تمہارے لیے بہتر ہے، بشرطیکہ تم میں علم ہو، تمہارے پاس جو کچھ ہے ختم ہو جاتا ہے اور اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔'' (ش ح)

❸ ٥٧/ الحدید: ٢٠۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَاۤ ۙ اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴾ ❶

''دنیوی زندگی کی حالت تو ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا، پھر اس سے زمین کی نباتات، جسے آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں، خوب گنجان ہوکر نکلیں، یہاں تک کہ جب وہ زمین اپنی رونق کا پورا حصہ لے چکی اور اس کی خوب زیبائش ہوگئی اور اس کے مالکوں نے سمجھ لیا کہ اب ہم اس پر بالکل قابض ہو چکے تو دن میں یا رات میں اس پر ہماری طرف سے کوئی حکم (عذاب) آپڑا تو ہم نے اسے ایسا صاف کر دیا کہ گویا وہ کل موجود ہی نہ تھی۔ ہم اسی طرح آیات کو صاف صاف بیان کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے لیے جو سوچتے ہیں۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴾ ❷

''ان کے سامنے دنیوی زندگی کی مثال بیان کریں جیسے پانی جسے ہم نے آسمان سے اتارا، اس سے زمین کا سبزہ ملا جلا (نکلا) پھر آخر کار وہ چورا چورا ہو جاتا ہے جسے ہوائیں اڑائے لیے پھرتی ہیں۔ اللہ ہر چیز پر بھرپور قدرت رکھنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے دنیا کو متاع الغرور (دھوکے کا سامان) کہا ہے۔ ❸ دنیا کی وجہ سے دھوکے میں مبتلا ہونے سے روکا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی دلفریبیوں میں پڑنے والوں کے برے انجام سے خبردار کیا ہے اور ان کے انجام بد سے ڈرایا ہے اور ان لوگوں کی مذمت

❶ ۱۰/ یونس: ۲۴۔ ❷ ۱۸/ الکہف: ۴۵۔ ❸ ۳/ آل عمران: ۱۸۵؛ ۵۷/ الحدید: ۲۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ہے جنہوں نے اسے پسند کیا اور اس پر مطمئن ہو رہے۔ ❶

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَالِیْ وَلِلدُّنْیَا اِنَّمَا اَنَا کَرَاکِبٍ قَالَ فِیْ ظِلِّ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَکَهَا)) ❷

''مجھے دنیا سے کیا مطلب! میں تو بس ایک مسافر کی طرح ہوں جو کسی درخت کے سائے میں ٹھہرا، پھر اسے چھوڑ کر روانہ ہو گیا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مسند احمد میں بھی ہے، جس میں انسانی خوراک اور اس کے انجام کو دنیا کی مثال بنایا گیا ہے:

((وَاِنْ قَزَّحَهُ وَمَلَّحَهُ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی مَاذَا یَصِیْرُ)) ❸

''اگرچہ اس (کھانے) میں خوب نمک مسالہ ڈالے پھر دیکھے کہ اس (لذیذ کھانے) کا انجام کیا ہوتا ہے۔''

❷ انسان کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اس دنیا کے بعد ایک اور جہان بھی ہے جو قدر و منزلت اور خطرات کے اعتبار سے کہیں بڑھ کر ہے۔ وہ دارالبقاء ہے۔ دنیا کی اس سے وہی نسبت ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے:

((مَا الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا کَمَا یَجْعَلُ اَحَدُکُمْ اِصْبَعَهُ فِی الْیَمِّ فَلْیَنْظُرْ بِمَ یَرْجِعُ)) ❹

---

❶ ارشاد الٰہی ہے: ﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ۝ ﴾ (۱۰/ یونس ۷۔۸) ''جن لوگوں کو ہمارے پاس آنے کا یقین نہیں ہے اور وہ دنیوی زندگی پر راضی ہو گئے ہیں اور اس میں جی لگا بیٹھے ہیں اور جو لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں، ایسے لوگوں کا ٹھکانا ان کے اعمال کی وجہ سے دوزخ ہے۔'' (ش ح)

❷ سنن ترمذی، ح: ۲۳۷۷؛ سنن ابن ماجه، ح: ٤١٠٩؛ مسند احمد: ۱/ ٤٤١؛ مستدرك حاكم: ٤/ ۳۱۰۔ ❸ مسند احمد: ٥/ ۱۳٦؛ صحيح ابن حبان (الاحسان)، ح: ۷۰۰؛ مجمع الزوائد: ۱۰/ ۲۸۸۔ ❹ صحيح مسلم، ح: ۲۸۵۸؛ سنن ترمذی، ح: ۲۳۲۳؛ سنن ابن ماجه، ح: ٤١٠٨؛ مسند احمد: ٤/ ۲۲۸۔ ۲۳۰؛ صحيح ابن حبان، ح: ٤٣٣٠؛ مستدرك حاكم: ٤/ ۳۱۹، حدیث کے راوی مستورد فہری ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"دنیا آخرت کے مقابلے میں ویسے ہی ہے جیسے کوئی اپنی انگلی دریا میں ڈالے پھر دیکھے کہ اس کی انگلی کیا لے کر واپس ہوتی ہے۔"

زاہد دنیا میں اس شخص کی طرح ہے جس کے ہاتھ میں کھوٹا درہم ہو، اس سے کہا جائے کہ اسے پھینک دے تو اس کے بدلے تمہیں ایک لاکھ دینار ملیں گے، تو اس نے اس عوض کی امید پر اسے پھینک دیا۔

3 زہد اختیار کرنے والے کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اس دنیا میں جو کچھ اس کے لیے مقدر ہو چکا ہے اس کے زہد کی وجہ سے اس سے وہ رک نہیں سکتا اور نہ حرص ولالچ کی وجہ سے اسے وہ کچھ مل سکتا ہے جس کا اس کے لیے فیصلہ نہیں کیا گیا۔ تو جب انسان کو یہ یقین ہو جائے حتی کہ علم الیقین کی حد تک پہنچ جائے تو اسے دنیا میں زہد اختیار کرنا آسان ہو جائے گا۔

4 یہ اپنے نفس کے بارے میں زہد ہے، یہ سب سے مشکل اور دشوار ہے۔ اکثر زاہد اس منزل پر پہنچے مگر اس میں داخل نہ ہو سکے...... الزھد فی النفس تو اپنے آپ کو بغیر چھری کے ذبح کرنے کے مترادف ہے۔ اس کی دو اقسام ہیں:

پہلی قسم کو وسیلہ اور ابتدا کی حیثیت حاصل ہے، وہ یہ ہے انسان اپنی نفسانیت کو بالکل ختم کر دے، اپنی ذات کی خاطر غصے ہو نہ خوش، نہ اس کی حمایت کرے اور نہ اس کی خاطر کسی سے انتقام لے۔ اس سے انسان کی روح تمام مشکلات اور آزمائشوں کی قید سے خلاصی پائے گی اور اسے خواہشات کی اسیری سے چھوٹ مل جائے گی اور اپنے رب، معبود اور مولائے حقیقی کے ساتھ اس کا تعلق استوار ہو جائے گا۔

دوسری قسم انتہائی غایت اور کمال ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو اپنے محبوب پر مکمل طور پر قربان کر دے اور کچھ بھی بچا کر نہ رکھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توکل

توکل ایمان کے تقاضوں اور لوازمات میں سے ہے۔ ❶

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۝ ﴾ ❷

''اگر تم مومن ہو تو اللہ پر ہی بھروسہ کرو۔''

یہاں اللہ تعالیٰ نے توکل کو ایمان کی شرط قرار دیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ توکل کی نفی سے ایمان کی بھی نفی ہوتی ہے۔ ایک دوسری آیت میں ہے:

﴿ وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ۝ ﴾ ❸

''اور موسیٰ نے کہا: میری قوم کے لوگو! اگر تم اللہ پر واقعی ایمان لائے ہو تو اسی پر بھروسہ کرو اگر تم مسلمان ہو۔''

یہاں توکل کو اسلام کے صحیح ہونے کی دلیل قرار دیا گیا، ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۝ ﴾ ❹

''اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہیے۔'' ❺

یہاں دیگر صفات کی بجائے ایمان کا تذکرہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ توکل ایمان کا لازمی تقاضا ہے، توکل کی کمی بیشی ایمان کی کمی بیشی کے مطابق ہوتی ہے۔ جب بندے کا ایمان مضبوط ہوگا تو اس کا توکل بھی قوی ہوگا۔ جب ایمان کمزور ہوگا تو توکل بھی

---

❶ لہٰذا توکل ہر عام و خاص کے لیے ضروری ہے بلکہ جوں جوں ایمان بڑھتا رہے گا توکل میں بھی اضافہ ہوتا جائے گا۔ (ش ح) ❷ ٥/ المائدة: ٢٣۔ ❸ ١٠/ یونس: ٨٤۔

❹ ٣/ آل عمران: ١٢٢۔ ❺ نیز دیکھیے آل عمران: ١٢١، ١٦٠، المائدة: ١١، التوبة: ٥١، ابراهیم: ١١، المجادلة: ١٠ اور التغابن: ١٣۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمزور ہوگا، جب توکل کمزور ہوگا تو وہ لازمی طور پر ایمان کے کمزور ہونے کی دلیل ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے توکل اور عبادت، توکل اور ایمان، توکل اور تقویٰ، توکل اور اسلام، اور توکل و ہدایت کا (قرآن میں) ایک ساتھ تذکرہ کیا ہے۔ توکل اور عبادت کو سات مقامات پر اکٹھا ذکر کیا گیا ہے:

① سورۂ ام القرآن (الفاتحہ) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴾ ❶

''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔''

② اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ انہوں نے کہا تھا:

﴿ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ﴾ ❷

''میرے ہر کام کا انحصار اللہ کی توفیق پر ہے، اسی پر میرا بھروسہ ہے اور میں (ہر معاملے میں) اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔''

③ اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء اور مومن بندوں کے بارے میں بتایا کہ انہوں نے کہا تھا:

﴿ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ﴾ ❸

''ہمارے رب! ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا، تیری طرف ہی ہم نے رجوع کیا اور تیری طرف ہی پلٹنا ہے۔''

④ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:

﴿ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ﴾ ❹

''اور اپنے رب کا نام ذکر کیجیے اور یکسو ہو کر اسی کی طرف لگ جایئے وہ مشرق و مغرب کا رب ہے، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں لہٰذا اسی کو اپنا کارساز بنا لیجیے۔''

❶ ١/ الفاتحۃ:٤۔ ❷ ١١/ ھود:٨٨۔
❸ ٦٠/ الممتحنۃ:٤۔ ❹ ٧٣/ المزمل:٨۔٩۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴾ ❶

''آسمانوں اور زمین کا غیب (کا علم) اللہ کو ہے، تمام امور اسی کی طرف پلٹتے ہیں لہٰذا اسی کی عبادت کیجیے اور اسی پر توکل کیجیے، جو کچھ تم کرتے ہو تمہارا رب اس سے ہرگز غافل نہیں ہے۔''

⑥ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۭ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴾ ❷

''نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، اور اللہ سے تعلق جوڑ لو، وہی تمہارا مولیٰ ہے بہت ہی اچھا ہے مولیٰ اور بہت ہی اچھا ہے مددگار۔''

⑦ فرمان الٰہی ہے:

﴿ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ﴾ ❸

''ان سے کہہ دیں! وہی میرا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف پلٹنا ہے۔''

ایمان اور توکل کو اکٹھا ذکر کرنے کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ ﴾ ❹

''کہہ دیجیے کہ وہی رحمٰن ہے، ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہم نے اسی پر بھروسہ کیا ہے۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾ ❺

❶ ١١/ هود:١٢٣۔ ❷ ٢٢/ الحج:٧٨۔ ❸ ١٣/ الرعد:٣٠۔
❹ ٦٧/ الملك:٢٩۔ ❺ ٥/ المائدة:٢٣۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ ❶

اسلام اور توکل کو ایک ساتھ ذکر کرنے کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ﴾ ❷

تقویٰ اور توکل کو اکٹھا بیان کرنے کی مثال اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۙ وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا﴾ ❸

''اے نبی! اللہ سے ڈرتے رہنا، اور کافروں اور منافقوں کی باتوں میں نہ آنا، اللہ بڑے علم والا اور بڑی حکمت والا ہے۔ جو کچھ آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے وحی کی جاتی ہے اس کی پیروی کیجیے۔ (لوگو!) جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کی خوب خبر رکھتا ہے۔ آپ اللہ پر توکل رکھیں وہ کار سازی کے لیے کافی ہے۔''

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ﴾ ❹

''جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے وہ اس کے لیے راہ کھول دیتا ہے، اور وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ اسے کافی ہے۔''

ہدایت اور توکل کے ایک ساتھ بیان ہونے کی مثال نبیوں کے اس قول میں ہے جو

❶ ۳/ آل عمران: ۱۲۲۔ ❷ ۱۰/ یونس: ۸۴۔

❸ ۳۳/ الاحزاب: ۱۔۳۔ ❹ ۶۵/ الطلاق: ۲۔۳۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا:

﴿ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ ﴾ ❶

''اور کیوں نہ ہم اللہ پر بھروسہ کریں جب کہ اس نے ہمیں ہماری راہیں دکھائیں۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا:

﴿ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ۝ ﴾ ❷

''اللہ پر بھروسہ رکھیں یقیناً آپ صریح حق پر ہیں۔''

یہاں اللہ تعالیٰ نے توکل کرنے کا حکم دیا پھر اس کے بعد اس امر کا تذکرہ کیا جو توکل کا موجب ہے، اسے درست کرنے والا ہے اور اس کے ثبوت ووجود کا داعی ہے اور وہ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ کے الفاظ ہیں۔ لہٰذا بندے کے حق پر ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ پر توکل کا مقام حاصل کرے، اسی پر اکتفا کرے اور مضبوط سہارے کی پناہ پکڑے اور وہ اللہ ہے جو کہ حق ہے، وہ حق کا دوست اور حامی وناصر ہے۔ جو حق پر ڈٹ جاتا ہے اللہ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔ پھر صاحبِ حق کیوں نہ اس پر بھروسہ کریں۔ وہ حق پر ہوتے ہوئے کیونکر خوفزدہ ہوں۔ جیسا کہ رسولوں نے اپنی قوم سے کہا تھا:

﴿ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ ﴾ ❸ انہوں نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا کہ وہ حق پر ہوتے ہوئے اللہ پر توکل چھوڑ دیں! انہوں نے بتایا کہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہدایت اور توکل لازم وملزوم ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ بندے کے لیے کافی ہو جاتا ہے تو یہ اس کے سبب یعنی اللہ کی بندگی اختیار کرنے سے ہوتا ہے۔ اس کا ایک لازمی سبب اور ذریعہ توکل ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ ﴾ ❹

---

❶ ١٤/ ابراھیم: ١٢۔ ❷ ٢٧/ النمل: ٧٩۔
❸ ١٤/ ابراھیم: ١٢۔ ❹ ٦٥/ الطلاق: ٣۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور جو اللہ پر توکل کرے تو وہ اسے کافی ہے۔''

حَسْبُہٗ سے مراد ہے کہ وہ اسے کافی ہے، تو توکل کو حصول کفایت کا ایک ذریعہ قرار دیا۔ اسباب کو استعمال کرنا اور مسبب الاسباب پر نظر رکھنا دونوں چیزیں ضروری ہیں۔

اسباب کو کلی طور پر ترک کر دینا عقل وحس کے اعتبار سے محال اور دین وشریعت کی رُو سے حرام ہے۔ اگر کوئی شخص اسباب کو مکمل طور پر ترک کر دیتا ہے تو وہ عقل ودین سے نکل جاتا ہے۔ اگر اسباب پر بھروسہ اور اعتماد نہ کیا جائے محض اسباب کو مدنظر رکھا جائے تو یہ حق ہے، اسباب اور ان کے استعمال میں کوئی نقص نہیں۔ خرابی اس میں ہے کہ مسبب الاسباب اللہ تعالیٰ سے اعراض کرلیا جائے، اسباب کا استعمال نہ کرنا، یہ عقل وشرع کے اعتبار سے قابل مذمت ہے۔ ان پر اعتماد کرنا اور انہیں استعمال کرنا مگر مسبب الاسباب سے صرف نظر کر لینا توحید اور توکل دونوں میں نقص پیدا کرتا ہے۔ اسباب کو استعمال کرنا انہیں ان کے مقام وحیثیت پر رکھنا اور ان کے مسبب کی طرف نظر رکھنا امر توحید اور شریعت وتقدیر کو جمع کر دیتا ہے اور یہی کمال ہے۔ [1] واللہ اعلم

اللہ پر توکل کی دو اقسام ہیں:

۱۔ بندہ رزق اور عافیت (امن وامان) وغیرہ کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے۔

۲۔ رضائے الٰہی کے حصول کے لیے توکل کرتا ہے۔

جہاں تک پہلی قسم کا تعلق ہے تو یہ محض بندے کا حصہ ہونے کی وجہ سے اگرچہ عبادت نہیں مگر اس کی مطلوبہ غرض وغایت یہی ہے کہ اس کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا عبادت ہے اور یہی اس کے دین ودنیا کی مصلحت کا منشا ہے۔ جہاں تک دوسری قسم کا تعلق ہے تو یہ اس کی انتہائی درجے کی عبادت ہے اور وہ فی نفسہ عبادت ہے۔

[1] توکل کا یہ مطلب ہے کہ خنجر تیز رکھ اپنا انجام اس کی تیزی کا مقدر کے حوالے کر (ش ح)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبر

صبر نصف دین ہے کیونکہ ایمان کے دو حصے ہیں؛ آدھا صبر ہے اور آدھا شکر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴾ ❶

''اس میں ہر صبر کرنے والے اور شکر کرنے والے کے لیے نشانیاں ہیں۔''

اور نبی ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یَقْضِی اللّٰهُ لِلْمُؤْمِنِ قَضَآءً اِلَّا كَانَ خَیْرًا لَّهٗ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّآءُ شَكَرَ فَكَانَ خَیْرًا لَّهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَكَانَ خَیْرًا لَّهٗ وَلَیْسَ ذٰلِكَ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ)) ❷

''اس ہستی کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ کا ہر فیصلہ مومن کے لیے باعثِ خیر ہوتا ہے، اگر اسے خوشحالی حاصل ہو اور وہ شکر ادا کرے تو اس کے لیے خیر ہے اور اگر اسے تنگی لاحق ہو اور وہ صبر کرے تو بھی اس کے لیے خیر ہے اور یہ چیز صرف مومن کو ہی حاصل ہے۔''

گویا ایمان کے سارے مراتب صبر و شکر کے درمیان ہیں۔

بندہ ہر وقت دو میں سے ایک حالت میں ہوتا ہے؛ تو وہ نعمت میں ہوتا ہے یا مصیبت میں، اگر حالت نعمت میں ہے تو اس پر شکر و صبر لازم آتا ہے۔ شکر تو اس نعمت کو برقرار رکھنے اور اس میں اضافہ کا ضامن ہے۔ جبکہ نعمت کو ختم کرنے والے اسباب سے بچنا اور محفوظ

---

❶ ٣٤/ سبا: ١٩۔ ❷ محقق (احمد ابراہیم زہوہ) کہتے ہیں کہ مجھے مدارج السالکین (٢/ ٢٠٠) اور تفسیر ابن کثیر (٣/ ٥٢٤) کے سوا ان الفاظ سے حدیث نہیں ملی جبکہ صحیح مسلم، (ح:٢٩٩٩)؛ مسند احمد (٤/ ٣٣٢)؛ سنن دارمی، (ح:٢٧٧٧) اور صحیح ابن حبان میں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ لَهٗ خَیْرٌ وَلَیْسَ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّآءُ شَكَرَ فَكَانَ خَیْرًا لَّهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَكَانَ خَیْرًا لَّهٗ)) (یہ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھنے والے ذرائع کے اہتمام کرنے کا نام صبر ہے۔ اس لحاظ سے صاحبِ ثروت مصیبت زدہ سے زیادہ صبر کا محتاج ہے۔ یہیں سے غنی شاکر اور فقیر صابر کا مسئلہ بھی کھل جاتا ہے۔ دونوں شکر وصبر کے محتاج ہیں۔ کبھی غنی شخص کا صبر فقیر آدمی کے صبر سے زیادہ ہوتا ہے۔ اسی طرح کبھی فقیر کا شکر (غنی سے) زیادہ ہوتا ہے، ان دونوں میں افضل وہ ہے جو شکر وصبر میں بڑھ کر ہو۔

صبر کی تین اقسام ہیں: کبھی نافرمانی سے بچنے پر اور کبھی اطاعت گزاری کرنے پر صبر ہوتا ہے ❶ مصیبت پر صبر یہ ہے کہ وہ اس پر اپنے رب سے شکوہ نہ کرے۔ جب آدمی کے لیے اس کے علاوہ کوئی چارہ کار ہی نہیں کہ وہ تینوں میں سے ایک حالت میں مبتلا ہوتا ہے تو اسے ہمیشہ یہ لازم ہوگا کہ وہ صبر کرے، وہ اس حالت سے کبھی نکل نہیں سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن مجید) میں تقریباً نوے مرتبہ صبر کا تذکرہ کیا ہے۔ کہیں اس کا حکم دیا، کہیں صبر کرنے والوں کی مدح وستائش کی۔ کہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ وہ صبر کرنے والوں کو بشارت دیں اور کبھی اسے نصرت وکفایت کے حصول کے لیے شرط قرار دیا۔ کبھی اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا کہ وہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام جہان والوں سے اپنے منتخب بندوں انبیاء ورسل کی صبر کرنے کی وجہ سے تعریف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت ایوب علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۝ ﴾ ❷

"ہم نے اسے صابر پایا، وہ کیا ہی خوب بندہ تھا، رجوع کرنے والا۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاتم الانبیاء والرسل ﷺ سے فرمایا:

﴿ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ ﴾ ❸

---

❶ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صبر صرف مکروہ اور ناپسند چیزوں پر ہی نہیں ہوتا، بلکہ اچھی چیزوں پر بھی صبر ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ نیک لوگوں کے ساتھ اپنے آپ کو روک کر رکھیں یعنی صبر کریں، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ ﴾ (١٨/ الكهف: ٢٨) "اور اپنے آپ کو انہیں کے ساتھ رکھا کریں جو اپنے رب کو صبح وشام پکارتے ہیں اور اسی کی رضامندی چاہتے ہیں، اپنی نگاہوں کو ان سے نہ پھیریں۔" ❷ ٣٨/ ص: ٤٤۔ ❸ ٤٦/ الاحقاف: ٣٥۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’آپ صبر کریں جیسے اولوالعزم رسولوں نے کیا۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ایک اور فرمان ہے:

﴿ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ ﴾ ❶

’’آپ صبر کریں اور آپ کے صبر کی قوت بھی اللہ کی عطا کردہ ہے۔‘‘

اس سلسلے میں حضرت یوسف صدیق (علیہ السلام) کا فرمان بھی ہے، ان سے ان کے بھائیوں نے کہا تھا:

﴿ إِنَّكَ لَأَنتَ يُوسُفُ ۖ قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهَٰذَا أَخِي ۖ قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا ۖ إِنَّهُ مَن يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴾ ❷

’’کہیں آپ ہی یوسف تو نہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے، یقیناً اللہ نے ہم پر احسان کیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ جو بھی تقویٰ اختیار کرے اور صبر سے کام لے تو اللہ ایسے نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔‘‘

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صبر ایمان کا بہت اونچا مقام ہے، اللہ کے خاص اور قریبی بندے وہی ہیں جو صبر پر سختی سے کاربند رہتے ہیں، اور یہ کہ خواص الناس عوام الناس سے بڑھ کر اس کے محتاج ہوتے ہیں۔

☆ صبر ہر کمال کے حصول کا ذریعہ ہے۔ مخلوقات میں سے کامل ترین وہ شخص ہے جو زیادہ صبر کرنے والا ہے۔ اگر کوئی شخص کمال سے محروم ہوا ہے تو وہ اپنے صبر کی کمزوری کی وجہ سے ہوا ہے۔ بندے کا کمال عزیمت اور ثابت قدمی میں ہے۔ جس میں عزیمت نہ ہو اس میں نقص پایا جاتا ہے، اور جس میں عزیمت تو ہو مگر اس عزیمت پر ثابت قدمی نہ ہو تو اس میں بھی کمی پائی جاتی ہے۔ جب عزیمت کے ساتھ ثابت قدمی بھی مل جائے تو انسان کو بلند مقام اور کمال حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے نبی ﷺ کی دعا، جسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے (مسند میں) اور ابن حبان نے اپنی الصحیح میں روایت کیا ہے، میں یہ الفاظ ملتے ہیں:

❶ ١٦/ النحل:١٢٧۔ ❷ ١٢/ یوسف:٩٠۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ وَالْعَزِیْمَةَ عَلَی الرُّشْدِ)) ❶

''اللہ! میں تجھ سے (دین کے) ہر معاملے میں ثابت قدمی اور ہدایت پر عزیمت کا سوالی ہوں۔''

اگر بندے کو ان تین حروف یعنی صبر میں چھپے ہوئے خزانے کا علم ہو جائے تو وہ صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَا اُعْطِیَ اَحَدٌ عَطَآءً خَیْرًا وَاَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ)) ❷

''کسی بھی شخص کو صبر سے زیادہ بہتر اور زیادہ وسیع عطیہ نہیں ملا۔''

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

خَیْرُ عَیْشٍ اَدْرَکْنَاہُ بِالصَّبْرِ۔ ❸

''خیر پر مبنی زندگی کو ہم نے صبر کے ذریعے ہی پایا ہے۔''

(انبیاء ورسل علیہم السلام کی زندگی چونکہ سب سے بہتر ہوتی ہے اس لیے ان پر آزمائش بھی زیادہ آتی ہیں، وہ ان آنے والے مصائب وآلام پر صبر کرتے ہیں اور اللہ سے بہترین اجر

---

❶ جامع ترمذی، ح: ۳٤۰۷؛ سنن نسائی، ح: ۱۳۰٦؛ مسند احمد: ٤/ ۱۲۳_۱۲۵؛ صحیح ابن حبان، ح: ۱۹۷۱۔ ❷ صحیح بخاری، ح: ۱٤٦۹؛ صحیح مسلم، ح: ۱۰۵۳؛ سنن ابو داود، ح: ۱٦٤٤؛ جامع ترمذی، ح: ۲۰۲٤؛ سنن نسائی، ح: ۲۵۹۰؛ مسند احمد: ۳/ ۱۲، ٤۷، ۹۳؛ سنن الدارمی، ح: ۱٦٤٦، اس حدیث کے شروع میں یہ الفاظ ہیں: ((مَا یَکُوْنُ عِنْدِیْ مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَہُ عَنْکُمْ وَمَنْ یَّسْتَعْفِفْ یُعِفَّہُ اللّٰہُ وَمَنْ یَّسْتَغْنِ یُغْنِہِ اللّٰہُ وَمَنْ یَّتَصَبَّرْ یُصَبِّرْہُ اللّٰہُ)) (صحیح بخاری، الزکوۃ، الاستعفات عن المسئلة، ح: ۱٤٦۹) ''میرے پاس جو بھی مال ہوگا میں اسے تم سے بچا کر نہیں رکھوں گا مگر جو شخص سوال کرنے سے بچتا ہے تو اللہ بھی اسے سوال کرنے سے محفوظ ہی رکھتا ہے اور جو شخص بے نیازی برتتا ہے تو اللہ اسے بے نیاز بنا دیتا ہے اور جو شخص اپنے اوپر زور ڈال کر بھی صبر کرتا ہے تو اللہ اسے بھی صبر واستقلال دے دیتا ہے۔'' (آگے حدیث کا وہ حصہ ہے جو اوپر بیان ہوا) اس حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ انصار آپ ﷺ سے مال طلب کرتے رہے، آپ انہیں عطا کرتے رہے حتی کہ آپ کے پاس جتنا مال تھا وہ ختم ہو گیا تو اس موقع پر آپ نے مذکورہ بالا فرمان جاری کیا۔ (ش ح)

❸ مطبوعہ نسخے میں یہ الفاظ ہیں: وقال عمر بن الخطاب حین غشی علیه ادرکناہ بالصبر۔ مگر یہ (طباعت کی) غلطی ہے، صحیح وہ ہے جو ہم (احمد ابراہیم زہوہ) نے لکھے ہیں، دیکھیے صحیح بخاری، الرقاق باب ۲۰؛ الزهد لابن حنبل، ح: ٦۱۰؛ مدارج السالکین: ۲/ ۱۵۳۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاتے ہیں۔)

نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

((اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً اَلْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ)) ❶

"سب سے سخت آزمائش نبیوں پر آتی ہے۔ پھر جو اُن سے زیادہ قریب ہو۔" ❷

آپ کی بیماری کے دوران آپ سے کہا گیا کہ آپ کو سخت بخار ہے تو آپ نے فرمایا:

((اَجَلْ اِنَّ لِیْ اَجْرَ رَجُلَیْنِ مِنْکُمْ)) ❸

"ہاں! تم میں سے دو آدمیوں کے برابر میرے لیے (بخار میں) اجر ہے۔"

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کا بخار بہت تکلیف دہ تھا، آپ نے اپنی مرض الموت میں فرمایا:

((وَا رَأْسَاہُ)) ❹

"ہائے میرا سر۔"

یہ ظاہر ہے کہ آپ کا یہ کہنا سر درد کی وجہ سے تھا۔ موت کی سختیوں میں آپ یہ کہا کرتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی سَکَرَاتِ الْمَوْتِ)) ❺

---

❶ جامع ترمذی، ح: ۲۳۹۸؛ سنن ابن ماجه، ح: ٤٠٢٣؛ مسند احمد: ١/ ١٧٢، ١٨٥؛ سنن الدارمی، ح: ٢٧٨٣؛ مستدرك حاكم: ١/ ٤١۔ ❷ ارشاد نبوی ہے: ((یُبْلَی الْمَرْءُ عَلٰی حَسَبِ دِیْنِهٖ فَاِنْ کَانَ فِیْ دِیْنِهٖ صَلَابَةٌ شُدِّدَ عَلَیْهِ الْبَلَاءُ وَاِنْ کَانَ فِیْ دِیْنِهٖ رِقَّةٌ خُفِّفَ عَنْهُ الْبَلَاءُ)) (ایضا)
"آدمی کی آزمائش اس کے دین کے مطابق ہوتی ہے، اگر اس کے دین میں مضبوطی ہو تو اس پر آزمائش سخت کی جاتی ہے اور اس کے دین میں نرمی و کمزوری ہو تو آزمائش ہلکی کی جاتی ہے۔" (ش ح)

❸ صحیح بخاری، ح: ٥٦٤٨؛ صحیح مسلم، ح: ٢٥٧١؛ مسند احمد: ١/ ٣٨١، ٤٤١، ٤٤٥؛ سنن الدارمی، ح: ٢٧٧١؛ صحیح ابن حبان، ح: ٦٥٥٢؛ سنن ابن ماجه: ٤٠٢٤۔

❹ صحیح بخاری، ح: ٥٦٦٦؛ سنن ابن ماجه، ح: ١٤٦٥؛ مسند احمد: ٦/ ١٤٤، ٢٢٨؛ سنن الدارمی، ح: ٨٠؛ صحیح ابن حبان، ح: ٦٥٥٢۔

❺ جامع ترمذی، ح: ٩٧٨؛ شمائل الترمذی، ح: ٣٨٩؛ سنن ابن ماجه، ح: ١٦٢٣؛ مسند احمد: ٦/ ٦٤، ٧٠، ٧٧، ١٥١؛ مستدرك حاكم: ٢/ ٤٦٥، ٣/ ٥٦۔٥٧۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے اللہ! موت کی سختیوں پر میری مدد کر۔''

یہ سب کچھ اجر کی تکمیل واضافہ اور آپ ﷺ کے درجات کی بلندی کے لیے تھا۔

معصیت سے صبر کے محرکات

معصیت سے روکنے والے بہت سے ذرائع ہیں:

1. معصیت کے بارے میں بندے کا علم کہ معصیت ایک قبیح، رذیل اور گھٹیا حرکت ہے۔ نیز یہ کہ اسے گھٹیا اور رذیل سے بچانے اور محفوظ کرنے کی خاطر اللہ تعالیٰ نے اسے حرام قرار دیا ہے اور اس سے روکا ہے جیسے مشفق باپ اپنی اولاد کو مضر چیزوں سے بچاتا ہے۔

2. دوسرا ذریعہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے حیا کرنا ہے۔ جب بندے کو یہ معلوم ہو کہ وہ اللہ کی نظر میں ہے، وہ اس کے اوپر کھڑا ہے، وہ ایسی جگہ ہے جہاں وہ اسے دیکھ اور سن رہا ہے۔ وہ ہے بھی حیـــی (بہت شرمانے والا)، بندے کو اپنے رب سے شرما جانا چاہیے کہ وہ اس کی ناراضی کے کام کرے۔

3. اللہ تعالیٰ کی آپ پر جو نعمتیں اور احسانات ہیں انہیں مدنظر رکھیں۔ گناہ نعمتوں کو ضرور زائل کر دیتے ہیں جونہی بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے گناہ کے بقدر اس سے اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت زائل ہو جاتی ہے۔ [1]

اگر وہ توبہ اور رجوع کر لے تو وہ نعمت یا اس جیسی کوئی اور نعمت اسے مل جاتی ہے۔ اگر گناہ پر ہی ڈٹا رہے تو وہ نعمت اس کی طرف نہیں پلٹتی۔ گناہ نعمتوں کو ایک ایک کر کے زائل کرتے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس کی سب نعمتیں چھن جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ ﴾ [2]

''یقیناً اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اسے نہ بدلیں جو

---

[1] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ وَلَا يَرُدُّ الْقَدَرَ إِلَّا الدُّعَاءُ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ)) (سنن ابن ماجه، ح: ٤٠٢٢؛ مسند احمد ٥/ ٢٧٧؛ مستدرك حاكم ١/ ٤٩٣) ''نیکی (صلہ رحمی) ہی عمر میں اضافہ کرتی ہے، تقدیر کو صرف دعا ہی ٹال سکتی ہے۔ اور آدمی گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔'' (ش ح)

[2] الرعد ١٣/ ١١۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُن کے دلوں میں ہے۔'' ❶

سب نعمتوں سے بڑی نعمت ایمان ہے جسے زنا، چوری، شراب نوشی اور ڈاکہ زنی کا گناہ زائل اور سلب کرتا ہے۔

إِذَا كُنْتَ فِيْ نِعْمَةٍ فَارْعَهَا ۔۔۔ فَإِنَّ الْمَعَاصِيْ تُزِيْلُ النِّعَمْ

''جب تم کسی نعمت میں ہو تو اس کی حفاظت کرو کیونکہ معاصی (گناہ) نعمتوں کو زائل کر دیتے ہیں۔''

المختصر، نافرمانیاں نعمتوں کی ایسی آگ ہیں جو انہیں ایسے کھا جاتی ہیں جیسے آگ لکڑی کو۔ نعمت الٰہی کے زوال اور عافیت کے خاتمے سے اللہ کی پناہ!

❹ خشیتِ الٰہی، اس کے عذاب کا خوف، اس کا حصول اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور وعیدوں کی تصدیق اللہ تعالیٰ، اس کی کتاب اور اس کے رسول پر ایمان لانے سے ہوتا ہے۔ یہ ذریعہ علم و یقین سے مضبوط جبکہ ان کے کمزور ہونے سے کمزور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

www.KitaboSunnat.com

﴿ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَٰٓؤُا ﴾ ❷

''اللہ سے تو وہی لوگ ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔''

---

❶ ﴿ ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ۝ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَىٰ قَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ ۙ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَذَّبُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُم بِذُنُوبِهِمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوا ظَالِمِينَ ۝ ﴾ (٨/ الانفال: ٥١، ٥٤) ''یہ ان (اعمال) کی سزا ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں اور یہ (جان رکھو) کہ اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ جیسا حال فرعونیوں اور ان سے پہلے لوگوں کا (ہوا تھا ویسا ہی ان کا ہوا کہ) انہوں نے اللہ کی آیتوں سے کفر کیا تو اللہ نے ان کے گناہوں کی سزا میں انہیں پکڑ لیا۔ بیشک اللہ زبردست اور سخت عذاب دینے والا ہے۔ یہ اس لیے کہ جو نعمت اللہ کسی قوم کو دیا کرتا ہے جب تک وہ خود اپنے دلوں کی حالت نہ بدل ڈالیں اللہ اسے نہیں بدلا کرتا اور اس لیے کہ اللہ خوب سنتا جانتا ہے۔ جیسا حال فرعونیوں اور ان سے پہلے لوگوں کا (ہوا تھا ویسا ہی ان کا ہوا) انہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کر ڈالا اور فرعونیوں کو ڈبو دیا۔ اور وہ سب ظالم تھے۔'' ان آیات مبارکہ میں گناہوں کی وجہ سے نعمتوں کے چھن جانے کی مثال کے ساتھ صراحت کی گئی ہے۔ (ش ح) ❷ ٣٥/ فاطر: ٢٨۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5 اللہ تعالیٰ کی (سچی) محبت، یہ اللہ تعالیٰ کی مخالفت اور نافرمانی سے روکنے کا سب سے قوی ذریعہ ہے کیونکہ محبّ اپنے محبوب کی اطاعت کرتا ہے۔

6 نفس کی شرافت وفضیلت، پاکی، حمیت وغیرت کہ انسان ایسے ذرائع اختیار کرے جو اُس کی قدر ومنزلت کو کم کر کے حقیر بنا دیں نیز اسے اور گھٹیا لوگوں کو برابر کر دیں۔

7 معصیت کے برے انجام اور مضر اثرات ونتائج کا قوی علم (چند مضر اثرات یہ ہیں:) چہرے کی بے رونقی، دل کی سیاہی [1] تنگی اور غم، حزن والم، اضطراب وانتشار، دل جمعی کا خاتمہ، دشمن کے مقابلے کی ہمت نہ رکھنا، عزت وزینت کے اس لباس سے محرومی جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے اسے جمال اور زینت عطا کی تھی، بے برکتی، سنگدلی، معاملات میں شرح صدر نہ ہونا، بے یار ومددگار رہنا اور اس کے کھلے دشمن (شیطان) کا تسلط...... عزت کے بعد ذلت...... اس کے رعب کا خاتمہ...... رضائے الٰہی کے بدلے اس کی ناراضی مول لینا، اطمینان کا خاتمہ...... حسرت اور حرماں نصیبی کا دائمی احساس، ایک لذت کے حاصل ہونے کے بعد اس جیسی دوسری لذت کی طمع اور چاہت پوری نہ ہونے پر افسوس کا اظہار...... اور جب اس سے یہ چیزیں چھن جاتی ہیں اور اسے اپنی بے بسی کا علم ہو جاتا ہے تو اس کی حسرت اور حزن وملال بھی بہت زیادہ ہو جاتا ہے۔ تو یہ (حسرت اور حزن وملال کی) آگ ہے کہ جس کے ذریعے سے دل کو ﴿نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝﴾ سے قبل اس دنیا میں عذاب دیا جاتا ہے۔

معصیت کا مضر اثر یہ بھی ہے کہ انسان اطاعت کی لذت سے محروم ہو جاتا ہے...... معصیت، انسانی دل کو دنیا کے جھمیلوں سے نکل کر آخرت کی طرف متوجہ نہیں ہونے

---

[1] رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ((اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اَخْطَأَ خَطِيْئَةً نُكِتَتْ فِيْ قَلْبِهٖ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فَاِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُهٗ، وَاِنْ عَادَ زِيْدَ فِيْهَا حَتّٰى تَعْلُوَ قَلْبَهٗ وَهُوَ الرَّانُ الَّذِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝﴾)) (۸۳/ المطففين: ۱٤) ''بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ نشان پڑ جاتا ہے اگر وہ توبہ واستغفار کر لے تو وہ نشان دھل جاتا ہے۔ اگر وہ پھر اس کا مرتکب ہو تو وہ نشان بڑھ جاتا ہے حتی کہ سارے دل پر چھا جاتا ہے، یہی وہ رین (زنگ) ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے تذکرہ کیا ہے: ﴿كلا بل ران﴾ ہرگز نہیں بلکہ ان کے کرتوتوں کی وجہ سے ان کے دلوں پر زنگ لگ گیا ہے۔'' (جامع ترمذی، ح: ۳۳۳٤؛ سنن ابن ماجہ، ح: ٤۲٤٤؛ مسند احمد ۲/ ۲۹۷؛ مستدرك حاكم ۲/ ۵۱۷)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتی...... اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے اور اس کے بندے اس سے اعراض کر لیتے ہیں...... ایک گناہ کے بعد دوسرا گناہ سرزد ہوتا ہے۔

(جس علم کی وجہ سے بندہ نافرمانی سے بچ سکتا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ) اسے یہ علم ہو کہ وہ نافرمانی کی وجہ سے اس جیسی اپنی پسندیدہ دیگر بہترین اشیاء سے محروم ہو جائے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ بندے کے لیے دنیا میں حرام کردہ چیزوں کی لذت اور آخرت کی نعمتوں کی لذت کو اکٹھا نہیں کرتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُم بِهَا ﴾ ❶

''اور جس دن کافر آگ پر پیش کیے جائیں گے، ان سے کہا جائے گا تم لوگ اپنی اچھائیوں کو اپنی دنیوی زندگی میں ہی ختم کر آئے اور ان سے لطف اندوز ہو چکے۔''

بندے کو یہ علم ہونا چاہیے کہ نیک اعمال اسے اوپر اٹھائیں گی، اسے کھڑا کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی طرف چڑھائیں گے۔ ان اعمال سے جتنا تعلق مضبوط ہو گا اسی کے مطابق وہ اوپر اٹھے گا۔ جب کہ برے اعمال اسے نیچے گرائیں گے، اسے ہاویہ (بھڑکتی ہوئی آگ) کی طرف کھینچیں گے اور اسے نیچوں سے نیچے گھسیٹ کر لے جائیں گے۔ ان اعمال سے ان کا جتنا مضبوط تعلق ہو گا، اسی کے مطابق وہ ان کے ساتھ گرتا جائے گا اور وہ وہاں جا کر ٹھہرے گا جہاں اس کے اعمال ٹھہریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ ﴾ ❷

''پاکیزہ کلمات اسی کی طرف چڑھتے ہیں اور نیک عمل کو بھی وہی اوپر اٹھاتا ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ

❶ ٤٦/ الاحقاف: ٢٠۔ ❷ ٣٥/ فاطر: ١٠۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿السَّمَآءِ﴾ [1]

''یقین جانو! جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا ہے اور ان کے مقابلہ میں سرکشی کی ہے ان کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔''

8 آرزو کی کمی، اسے یہ علم ہونا چاہیے کہ وہ بہت جلد انتقال کر جائے گا اور یہ کہ وہ اس مسافر کی مانند ہے جو کسی بستی میں اس ارادے سے داخل ہوا کہ وہ اس سے کوچ کر جائے گا۔ یا وہ اس مسافر کی مانند ہے جو کسی درخت کے سائے میں کچھ دیر ٹھہرا پھر اس درخت کو چھوڑ کر چل دیا۔ اسے چونکہ اس بات کا علم ہوتا ہے کہ اس نے وہاں تھوڑی دیر ٹھہرنا ہے اور پھر جلد وہاں سے کوچ کرنا ہے، اس لیے اس کی تمنّا یہ ہوتی ہے کہ وہ اس چیز کو چھوڑ دے جس کا اٹھانا مشکل ہو۔ جو اس کے لیے مضر ہو اور مفید نہ ہو۔

9 کھانے، پینے، لباس، سونے اور لوگوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے میں فضولیات سے اجتناب، کیونکہ نافرمانیوں کا سبب بننے والی قوت ان فضولیات سے جنم لیتی ہے۔ بے کاری اور فراغت تو بندے کے لیے نہایت نقصان دہ ہے۔ اس لیے نفس کو فراغت نہیں ہوتی بلکہ اگر انسان اسے مفید مصروفیت نہیں دیتا تو وہ اسے ضرور ایسے کام میں مصروف کر دے گا جو اُس کے لیے مضر ہے۔

10 اس میں مذکورہ بالا تمام اسباب جمع ہیں؛ اور یہ ایمان کا دل میں راسخ ہونا ہے۔ بندہ اپنی ایمانی قوت کے مطابق نافرمانیوں سے رک جاتا ہے۔ جب ایمان قوی ترین ہوگا تو صبر بھی مکمل ترین ہوگا۔ ایمان کمزور ہوگا تو صبر بھی کمزور ہو جائے گا۔

اطاعت پر صبر

اطاعت پر صبر ان (مذکورہ بالا) اسباب کی معرفت سے پیدا ہوتا ہے۔ اچھے نتائج اور خوبصورت ثمرات کی معرفت سے بھی اطاعت پر صبر کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں سب سے طاقتور سبب ایمان و محبت ہے۔ جب ایمانی سبب قوی ہوگا اور دل میں محبت موجزن ہوگی تو اطاعت پر لبیک کہنا اسی کے مطابق (آسان) ہوگا۔

[1] ۷/ الاعراف:۴۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصیبت پر صبر

مصیبت اور آزمائش پر صبر کے کئی اسباب ہیں:

1 اس کی جزا اور ثواب کا تصور۔

2 یہ تصور کہ مصیبت گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے اور انہیں مٹا دیتی ہے۔

3 اس بات کو مدنظر رکھنا کہ مصیبت اس کی تقدیر میں لکھی تھی۔ وہ اس کی تخلیق سے بھی پہلے لوحِ محفوظ میں مقدر کی جا چکی تھی۔ اس نے ہو کر ہی رہنا تھا۔ جزع فزع کرنے سے اسے مصیبت زیادہ محسوس ہوگی۔

4 اس مصیبت کی حالت میں اللہ کے حق کو فراموش نہ کرنا۔

5 اسے یہ بات مدنظر رکھنی چاہیے کہ یہ مصیبت اس کے کسی گناہ کا نتیجہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَمَآ أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ ﴾ [1]

''اور جو مصیبت تم پر آتی ہے تو وہ تمہاری بدعملیوں کا نتیجہ ہوتی ہے۔''

6 اسے یہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اس مصیبت کو پسند کیا، منتخب کیا اور اس کی قسمت میں کیا۔ اب بندگی کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ اس پر راضی رہے جس پر اس کا آقا و مولیٰ راضی ہو۔

7 یہ علم ہونا چاہیے کہ یہ مصیبت تو مفید دوا ہے جسے علیم و رحیم طبیب نے بندے کی مصلحت کی خاطر تجویز کیا ہے۔ اسے چاہیے کہ وہ اسے صبر کے ساتھ پی لے۔ وہ اس سے ناراض ہو کر اور شکوہ و شکایت کر کے قے نہ کر دے، کیونکہ اس سے یہ (دوا) اپنی افادیت کھو بیٹھے گی۔

8 یہ علم ہونا چاہیے کہ اس دوا کے استعمال کے بعد شفا، عافیت اور صحت حاصل ہوگی اور تکلیف زائل ہو جائے گی، اور یہ حالت اس کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب بھی نفس کو اس دوا کی کراہت اور تلخی کا احساس ہو تو اس کے انجام اور حسن تاثیر کو نگاہ میں لائے۔ اللہ تعالیٰ کا

---

[1] ٤٢/ الشوریٰ: ٣٠۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمان ہے:

﴿ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴾ ❶

''اور ہوسکتا ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناگوار ہو مگر وہی تمہارے لیے بہتر ہو، اور ہوسکتا ہے کہ کوئی چیز تمہیں پسند ہو جب کہ وہ تمہارے لیے بری ہو۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا ﴾ ❷

''اور ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں ناپسند ہو مگر اللہ نے اس میں تمہارے لیے بہت ساری بھلائی رکھ دی ہو۔''

کچھ اسی طرح کا مفہوم شاعر نے ادا کیا ہے

لَعَلَّ عَتْبَكَ مَحْمُودٌ عَوَاقِبُهُ وَرُبَّمَا صَحَّتِ الْأَجْسَامُ بِالْعِلَلِ

''شاید تمہاری ناراضی کے نتائج اچھے ہوں۔ بسا اوقات بیماریوں کے ذریعے جسم صحت مند ہو جاتے ہیں۔''

9 بندے کو یہ علم ہونا چاہیے کہ مصیبت اسے ہلاک اور قتل کرنے کے لیے نہیں آئی بلکہ اس لیے آئی ہے کہ اس کے صبر کا امتحان لیا جائے اور اسے آزمایا جائے۔ مصیبت نے بالآخر دونوں قسم کے لوگوں (صبر کرنے اور نہ کرنے والوں) سے ختم ہونا ہوتا ہے، مگر ایک سے جب مصیبت ختم ہوتی ہے تو وہ عزت واحترام اور خیر وخوبی کا مستحق ہو جاتا ہے، جب کہ دوسرے کو محرومی اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، کیونکہ

ذلك تقدير العزيز العليم، وفضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم۔

10 انسان کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اسے خوشحالی اور تنگدستی اور نعمت اور مصیبت

❶ ٢/ البقرة:٢١٦۔ ❷ ٤/ النساء:١٩۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ڈال کر اس کی تربیت کر رہا ہے۔ بندے سے تمام احوال میں بندگی کا اظہار ہونا چاہیے۔ حقیقی بندہ وہی ہے جو مختلف احوال میں اللہ تعالیٰ کی بندگی پر قائم رہے، جہاں تک تعلق ہے خوشحالی اور عافیت کے پجاری کا، تو وہ تو ایک کنارے پر رہ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔ اگر کوئی نفع مل جائے تو دلچسپی لینے لگتا ہے اور اگر کوئی آفت آ جائے تو اسی وقت منہ پھیر لیتا ہے۔ [1] ایسے شخص کا شمار اللہ تعالیٰ کے ان بندوں میں نہیں ہوتا جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبودیت کے لیے منتخب کیا ہے۔

---

[1] یہ قرآن پاک کی آیت کریمہ کا مضمون ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝ ﴾ (۲۲/ الحج: ۱۱) ''بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو ایک کنارے پر (کھڑے) ہو کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں، اگر کوئی نفع مل گیا تو اس سے مطمئن ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی آفت آ گئی تو اسی وقت منہ پھیر کر چل دیتے ہیں۔ انہوں نے دنیا اور آخرت (دونوں جہانوں) کا نقصان اٹھا لیا۔ یہ تو واقعی کھلا نقصان ہے۔'' یعنی مال و دولت اور خوشحالی ملنے پر دین کی تعریف کرتے بصورت دیگر اس سے کنارہ کشی کر لیتے ہیں حالانکہ مومن کو سدا بہار ہونا چاہیے۔ (ش ح) [2] ۳/ آل عمران: ۱۳۹۔ [3] ۱۶/ النحل: ۱۲۷۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حزن

معلوم ہونا چاہیے کہ حزن راستہ میں عارضی طور پر پیش آنے والی چیز ہے، نہ تو یہ ایمان کا کوئی درجہ ہے اور نہ اس کے راہیوں کی کوئی منزل، اسی لیے نہ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے اور نہ اس کی تعریف کی ہے اور نہ جزا اور ثواب کا اسے مدار بنایا ہے۔ بلکہ بہت سے مقامات پر اس سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴾ ❶

''دل شکستہ نہ ہونا اور نہ غم کرنا، تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔''

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ﴾ ❷

''اور ان پر رنج نہ کرنا اور نہ ان کی چالبازیوں پر تنگ دل ہونا۔''

اور فرمایا:

﴿ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ﴾ ❸

''جب وہ اپنے رفیق سے فرما رہے تھے کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

تو گویا حزن ان مصائب میں سے ایک ایسی مصیبت ہے جن کے ہٹانے اور ازالے کی ہم اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں۔ اسی لیے اہلِ جنت کہیں گے:

﴿ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ﴾ ❹

''سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے رنج وغم کو ہم سے رفع کر دیا۔''

انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اس پر تعریف وتوصیف بیان کی کہ اس نے ان کو اس مصیبت سے نجات عطا کی تھی۔

---

❶ ۳/ آل عمران:۱۳۹۔ ❷ ۱٦/ النحل:۱۲۷۔

❸ ۹/ التوبۃ:۴۰۔ ❹ ۳۵/ فاطر:۳۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری میں ہے کہ نبی ﷺ ان الفاظ سے دعا مانگتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ)) [1]

''اللہ! میں تیری پناہ پکڑتا ہوں، غم اور حزن سے، بے بسی اور سستی سے، بزدلی اور بخل سے، قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غلبے سے۔'' [2]

معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کی نگاہ میں حزن ایک ایسی چیز ہے جس سے پناہ مانگنی چاہیے کیونکہ حزن دل کو کمزور، عزم کو بودا اور ارادے کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اس لیے مومن کے حزن سے بڑھ کر شیطان کو کوئی چیز عزیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ [3]

''سرگوشی تو شیطان کی طرف سے ہے، تاکہ ان لوگوں کو حزن پہنچائے جو ایمان والے ہیں۔''

لیکن حزن اپنی ذاتی حیثیت سے نہیں، بلکہ اپنے اسباب و ذرائع اور لوازمات کی بنا پر قابل تعریف ہوتا ہے۔ وہ اس طرح کہ مومن کو اطاعت الٰہی اور بندگی میں افراط و تفریط کی بنا پر حزن وغم ہوتا ہے، کبھی اللہ تعالیٰ کی مخالفت و معصیت کرنے اور ایام و اوقات کے ضائع ہونے کی وجہ سے اسے حزن پہنچتا ہے۔ یہ اس کے ایمان کے صحیح ہونے اور اس کے زندہ ہونے کی دلیل ہے۔

اس سے بھی خاص وہ حزن ہے جو حق کے پورا پورا ادا کرنے کے احساس اور اللہ تعالیٰ

---

[1] صحیح بخاری ح: ٢٨٩٣، ٦٣٦٣، ٦٣٦٩؛ سنن ابی داود ح: ١٥٤١؛ جامع ترمذی ح: ٣٤٨٤؛ سنن نسائی ح: ٥٤٥٢، ٥٤٥٥، ٥٤٧٨، ٥٥٠٥؛ مسند احمد ٣/ ١٢٢، ٢٤٠۔

[2] اس دعا میں آنے والے بعض الفاظ، جو بظاہر مترادف معلوم ہوتے ہیں، ان کے باہمی فرق کی وضاحت بھی مؤلف نے کی ہے: دل پر الم کا اثر اگر گزری ہوئی چیز کی بنا پر ہو تو یہ حزن ہے۔ اگر مستقبل میں ملنے والی چیز کے لیے ہو تو وہ 'ھَمّ' ہے..... مگر انسان اپنا مطلوب طاقت نہ رکھنے کی بنا پر نہ پاسکا ہو تو یہ عجز ہے۔ اگر اس نے اس کا ارادہ ہی نہ کیا ہو تو یہ کسل ہے۔ جو بھلائی جسم سے کی جاسکتی ہو اس کا چھوڑنا جبن ہے اور مال سے ہونے والی نیکی کو ترک کرنا بخل ہے۔

[3] ٥٨/ المجادلة: ١٠۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہمہ وقت تعلق قائم نہ رکھ سکنے کی بنا پر ہو۔

اس حزن سے بھی خاص حزن وہ ہے جو دل کے اس گوشے پر ہو جو محبت الٰہی سے خالی ہو اور بدن کے اس عضو پر حزن وغم ہو جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی والی چیزوں سے کنارہ کش ہو گیا ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوف

ایمان واحسان کے تین ارکان، جن پر راہِ حق کے مسافر کا دارومدار ہے، میں سے ایک 'خوف' بھی ہے، یہ تین ارکان خوف، رجا اور محبت ہیں۔ جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس فرمان میں مذکور ہیں:

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ﴾ [1]

''کہیے! پکار وان معبودوں کو جنہیں تم نے اللہ کے سوا بنا رکھا ہے۔ وہ لوگ نہ تو تم سے کسی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں اور نہ بدل سکتے ہیں، جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود وہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ قریب ہو جائے وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے خوفزدہ رہتے ہیں۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تینوں مقامات (خوف، رجا اور محبت) کو جمع کر دیا ہے۔ اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈنے سے مراد اللہ کی محبت اور اس کے پسند فرمودہ افعال کو سرانجام دے کر اس کا قرب حاصل کرنا ہے۔ پھر فرمایا: ﴿وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ﴾ ''وہ اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔'' تو اللہ تعالیٰ نے محبت، خوف اور امید کا تذکرہ فرمایا، آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے سوا جن، ملائکہ، انبیا اور صالحین کو تم پکارتے ہو وہ تو خود اپنے رب کا قرب حاصل کرتے ہیں، اس سے ڈرتے اور امید رکھتے ہیں۔ وہ تمہاری طرح اللہ تعالیٰ کے بندے ہی ہیں۔ جب تم بھی اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں تو پھر تم اللہ کے سوا ان کی عبادت کیوں کرتے ہو؟

---

[1] ۱۷/ الاسراء: ۵۶۔۵۷۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درج ذیل آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس کا خوف اختیار کیا جائے:

﴿ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴾ ❶

''تم ان سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔''

خوف ایمان کے لوازمات اور محرکات میں سے ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہونا چاہیے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ ﴾ ❷

''لوگوں سے مت ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب بندوں کی تعریف کی ہے کہ وہ صرف اس سے ڈرتے ہیں ❸ اس نے اپنے انبیا کی تعریف و مدح کرنے کے بعد فرمایا:

﴿ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ﴾ ❹

''یقیناً وہ لوگ کار خیر میں پیش قدمی کرتے تھے اور ہمیں امید و خوف سے پکارتے تھے۔''

ملائکہ، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے عذاب سے مامون کر دیا ہے، کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ يَخَافُونَ رَبَّهُم مِّن فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴾ ❺

''وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں جو اُن کے اوپر ہے اور انہیں جو حکم دیا جاتا ہے وہ اسے بجالاتے ہیں۔''

---

❶ ٣/ آل عمرٰن:١٧٥۔ ❷ ٥/ المائدۃ:٤٤۔

❸ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَن يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ﴾ (٩/ التوبۃ:١٨) ''اللہ کی مسجدیں تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور اس نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرا تو یہ لوگ امید ہے کہ ہدایت پانے والوں سے ہوں گے۔'' ﴿ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴾ (٢٤/ النور:٥٢) ''اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور بچے تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔'' خشیت و تقویٰ چونکہ قلبی عبادت ہے اس لیے اسے اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کیا گیا ہے۔ (ش ح) ❹ ٢١/ الانبیاء:٩٠۔ ❺ ١٦/ النحل:٥٠۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری میں نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((اِنِّی اَعْلَمُکُمْ بِاللّٰهِ وَاَشَدُّکُمْ لَهٗ خَشْیَةً)) ❶

''مَیں تمہارے مقابلے میں اللہ کو زیادہ جانتا ہوں اور بمقابلہ تمہارے زیادہ خشیت رکھتا ہوں۔''

ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

((اِنِّی اَخْوَفُکُمْ لِلّٰهِ وَاَعْلَمُکُمْ بِمَا اَتَّقِی)) ❷

''مَیں تم سے بڑھ کر اللہ سے ڈرتا ہوں اور تم سے زیادہ جانتا ہوں کہ مَیں نے کس چیز سے پرہیز کرنا ہے۔''

جب آپ ﷺ نماز پڑھتے تھے تو رونے کی وجہ سے آپ کے سینے سے ہنڈیا کے ابلنے کی آواز کی مانند آواز آتی تھی۔ ❸

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ﴾ ❹

''اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔''

لہٰذا بندے کو جتنی زیادہ اللہ کی معرفت ہوگی اسی قدر وہ زیادہ ڈرانے والا ہوگا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

کَفٰی بِخَشْیَةِ اللّٰهِ عِلْمًا۔

''اللہ کی خشیت کے لیے علم ہی کافی ہے۔''

خوف الٰہی میں کمی اس وجہ سے ہوتی ہے کہ بندے میں معرفت الٰہی کی کمی ہوتی ہے۔

---

❶ صحیح بخاری، ح: ٦١٠١، ٧٣٠١؛ صحیح مسلم، ح:٢٣٥٦؛ مسنداحمد ٦/ ٤٥، ١٨١۔

❷ صحیح مسلم، ح: ١١١٠؛ سنن ابو داود، ح: ٢٣٨٩؛ مسنداحمد٦/ ٦٧، ١٥٦؛ صحیح ابن حبان، ح: ٣٤٩٢۔ ٣٤٩٥۔

❸ سنن ابو داود، ح:٩٠٤؛ شمائل الترمذی، ح:٣٢٤؛ سنن نسائی:١٢١٦؛ مسند احمد ٤/ ٢٥۔٢٦؛ مستدرك حاکم ١/ ٢٦٤؛ صحیح ابن حبان، ح: ٦٦٥، ٧٥٣۔

❹ ٣٥/ فاطر:٢٨۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوگا اسے ان سے زیادہ معرفت الٰہی حاصل ہوگی۔ جسے اللہ کی معرفت حاصل ہو جائے وہ اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ شرمائے گا۔ اس سے ڈرے گا اور اس سے محبت کرے گا۔ جوں جوں معرفت بڑھتی جائے گی توں توں حیا، خوف اور محبت میں اضافہ ہوتا جائے گا۔

خوف تین امور کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے:

1. جرم اور اس کے قبیح ہونے کی پہچان۔
2. وعید کی تصدیق نیز یہ کہ معصیت کی وجہ سے سزا ہوگی۔
3. یہ کہ اسے یہ علم نہیں کہ شاید اسے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کی توفیق نہ ملے، یہ کہ جب وہ گناہ کا ارتکاب کرے تو اس کے اور توبہ کے درمیان رکاوٹ کھڑی کر دی جائے۔

ان تین امور سے بندے کا خوف پورا ہوتا ہے۔ ان کی قوت وضعف کے حساب سے خوف میں قوت وضعف پیدا ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محبت کا مقام

محبت مشترکہ کی تین اقسام ہیں:

۱۔ ایک طبعی مشترکہ محبت جیسے بھوکے کی کھانے سے اور پیاسے کی پانی سے محبت وغیرہ۔ اس میں تعظیم شامل نہیں ہوتی۔

۲۔ رحمت وشفقت والی محبت جیسے باپ کی اپنی اولاد سے محبت وغیرہ، اس میں بھی تعظیم شامل نہیں ہوتی۔

۳۔ اُنس والفت والی محبت جیسے کسی کاروبار، رفاقت، تجارت یا سفر میں مشترک لوگوں کے درمیان محبت ہوتی ہے۔ بھائیوں کی ایک دوسرے سے محبت بھی اسی قبیل سے ہے۔

یہ تینوں محبتیں مخلوق سے بھی کی جاسکتی ہیں۔ ان محبتوں کا لوگوں میں پایا جانا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی محبت میں شرک نہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ اس قسم کی بہت سی چیزوں سے محبت کرتے تھے:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ الْحَلْوَآءَ وَالْعَسَلَ۔ [1]

''رسول اللہ ﷺ حلوہ اور شہد پسند کرتے تھے۔''

اور مشروبات میں سے میٹھا اور ٹھنڈا مشروب پسند کرتے تھے۔ [2]

محبوب ترین گوشت ذراع (دستی) کا گوشت تھا۔ [3]

آپ اپنی ازواج (مطہرات) سے محبت رکھتے، خصوصاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کو ان سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ آپ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرتے تھے اور سب

---

[1] صحیح بخاری، ح:۵۴۳۱، صحیح مسلم، ح:۱۴۷٤؛ سنن ابو داود، ح:۳۷۱۵؛ جامع ترمذی: ۱۸۳۱؛ شمائل الترمذی، ح:۱٦۳؛ سنن ابن ماجه، ح:۳۳۲۳؛ مسند احمد ٦/ ۵۹؛ صحیح ابن حبان ح:۵۲۳۰۔ [2] جامع ترمذی، ح:۱۸۹۵؛ شمائل الترمذی، ح:۲۰٤؛ مسند احمد ٦/ ۳۸۔۴۰؛ مستدرك حاكم ٤/ ۱۳۷۔

[3] دیکھیے صحیح بخاری، ح: ۳۳٤۰، صحیح مسلم، ح: ۱۹٤، جامع ترمذی، ح: ۱۸۳۷، شمائل الترمذی، ح: ۱٦۷، سنن ابن ماجه، ح: ۳۳۰۷، مسند احمد ۲/ ۳۳۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بڑھ کر صدیق (رضی اللہ عنہ) سے محبت کرتے تھے۔ ❶

البتہ محبت خاصہ صرف اللہ اکیلے کے ساتھ کرنی چاہیے۔ بندہ اگر یہ محبت اس کے سوا کسی اور سے کرے تو یہ شرک ہوگا جسے اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا۔ یہ عبودیت کی محبت ہے۔ جس کے تقاضے عاجزی، خضوع، تعظیم، کمال اطاعت اور اللہ کو غیر اللہ پر ترجیح دینا ہیں۔ غیر اللہ کے ساتھ یہ محبت کرنا قطعاً جائز نہیں۔ مشرکین نے اسی محبت میں اپنے معبودوں اور اللہ تعالیٰ کو برابر قرار دیا تھا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ ﴾ ❷

''اور لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبودوں کو شریک ٹھہراتے ہیں اور ان سے اللہ ہی جیسی محبت رکھتے ہیں اور جو ایمان لائے ہیں وہ اللہ کی محبت میں راسخ تر ہیں۔''

اس بارے میں دو اقوال میں سے صحیح قول کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان معبودوں سے بھی ایسے ہی محبت کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں اور اس محبت میں انہوں نے اپنے شریکوں اور اللہ تعالیٰ میں برابری کی تھی ❸ پھر اللہ تعالیٰ نے ﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ ﴾ فرما کر اہلِ ایمان سے اس کی نفی کی، تو جو ایمان والے ہیں اور انہوں نے اپنی محبت اللہ کے لیے خالص کر لی ہے، انہوں نے اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں کیا۔ البتہ مشرکین نے یہ محبت اللہ کے لیے مخصوص نہیں کی۔

---

❶ دیکھیے صحیح بخاری، ح: ٣٦٦٢، صحیح مسلم، ح: ٢٣٨٤۔ ❷ ٢/ البقرۃ:١٦٥۔

❸ قرآن مجید میں ہے کہ مشرک کہیں گے: ﴿ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ (٢٦/ الشعراء:٩٧-٩٨) ''اللہ کی قسم! اس وقت ہم کھلی گمراہی میں تھے جب تمہیں رب العالمین کے برابر کا درجہ دیتے تھے۔'' یہ برابری محبت اور عبودیت میں تھی ورنہ مشرکین اللہ تعالیٰ اور اپنے باطل معبودوں کو صفات و افعال میں برابر قرار نہیں دیتے تھے، کیونکہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارشی قرار دیتے تھے۔ (دیکھیے یونس :١٨، الزمر:٣، الاحقاف:٢٨) مشکل وقت میں مشرکین صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے اور اپنے معبودوں کو بھول جاتے تھے۔ (دیکھیے الانعام:٤٠، ٤١، ٦٣، ٦٤، یونس:٢٢، ٢٣، العنکبوت:٦٥، ٦٦، لقمٰن:٣٢) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین ہر اعتبار سے اپنے معبودوں کو اللہ تعالیٰ کے برابر نہیں سمجھتے تھے۔ (ش ح)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محبت کے دروازے

(محبت الٰہی دو طرح سے حاصل ہوتی ہے)

❶ احسانات، انعامات اور نوازشات کا مشاہدہ کرنے سے محبت جنم لیتی ہے۔ انسانی دلوں کی فطرت ہے کہ وہ اچھا سلوک کرنے والے سے محبت، جب کہ بدسلوکی کرنے والے سے نفرت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی احسان کرنے والا نہیں۔ اس کے بندے پر احسانات ہر آن اور ہر لمحہ ہوتے ہیں۔ وہ ایسی تمام حالتوں میں اللہ تعالیٰ کے احسانات میں گردش کرتا ہے۔ ان احسانات اور نعمتوں کا شمار تو دور کی بات ہے ان کی انواع واقسام بھی احاطہ شمار میں نہیں آ سکتیں۔ ان نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت سانس ہے کہ جس نعمت کا بندہ عموماً احساس نہیں کرتا، حالانکہ اسے دن رات میں چوبیس ہزار دفعہ یہ نعمت حاصل ہوتی ہے۔ وہ شب و روز میں (تقریباً) چوبیس ہزار مرتبہ سانس لیتا ہے۔ ❶ ہر سانس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت ہے۔ جب یہ ادنیٰ نعمت روزانہ چوبیس ہزار مرتبہ ہوتی ہے تو جو نعمتیں اس سے بڑھ کر اور عظیم تر ہیں ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟

﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾ ❷

"اگر تم اللہ کی نعمتیں شمار کرو گے تو گن نہیں سکو گے۔"

(یہ نعمتیں نیک و بد ہر ایک کے لیے ہیں) نبی ﷺ نے بادلوں کو دیکھ کر فرمایا:

((هٰذِهٖ رَوَايَا الْاَرْضِ يَسُوْقُهَا اللّٰهُ اِلٰى قَوْمٍ لَا يَذْكُرُوْنَهٗ وَلَا يَعْبُدُوْنَهٗ)) ❸

"یہ زمین کو سیراب کرنے والے ہیں جنہیں اللہ ایسے لوگوں کی طرف چلا رہا ہے جو اس کا ذکر کرتے ہیں نہ عبادت۔"

صحیحین میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا اَحَدٌ اَصْبَرُ عَلٰى اَذًى سَمِعَهٗ مِنَ اللّٰهِ اِنَّهُمْ لَيَجْعَلُوْنَ لَهُ الْوَلَدَ

---

❶ 24 x 60 = 1440 (منٹ) x16.67 = 24004.8 تقریباً 16.67 سانس فی منٹ کے حساب سے دن رات میں چوبیس ہزار سانس بنتے ہیں۔ (ش ح) ❷ ١٤/ ابراھیم: ٣٤۔

❸ جامع ترمذی، ح: ٣٢٩٨؛ مسند احمد ٢/ ٣٧٠۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَهُوَ يَرْزُقُهُمْ وَيُعَافِيهِمْ)) ❶

''تکلیف دے بات سن کر اللہ سے زیادہ برداشت کرنے والا کوئی نہیں، لوگ اللہ کی اولاد قرار دیتے ہیں جبکہ وہ انہیں رزق اور عافیت عطا کرتا ہے۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ بندوں کی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے...... اس نے فرشتوں کو (مومن) اہل زمین کے واسطے استغفار کرنے کے لیے تعینات کر دیا ہے، اس نے حاملینِ عرش کو اپنے مومن بندوں کے لیے دعا کرنے پر لگا دیا ہے جو اُن کے گناہوں کی مغفرت اور جہنم کے عذاب سے بچنے کی دعا کرتے ہیں۔ وہ اذنِ الٰہی سے اللہ تعالیٰ سے سفارش کرتے ہیں کہ وہ انہیں اپنی جنتوں میں داخل کرے۔ ❷

اللہ تعالیٰ لوگوں کو دعوت دیتا ہے کہ وہ اس سے مانگیں، وہ سیاہ کاروں کو توبہ کی طرف بلاتا ہے، مریض اللہ سے شفا مانگے، فقیر تونگری کا سوال کرے۔ وہ محتاجوں سے فرماتا ہے کہ وہ ہر رات اپنی حاجات پوری کروانے کی التجا کریں۔ وہ انہیں بھی توبہ کی دعوت دیتا

---

❶ صحیح بخاری، ح: ٦٠٩٩؛ صحیح مسلم، ح: ٢٨٠٤؛ مسند احمد ٤/ ٣٩٥، ٤٠١، ٤٠٥؛ الاسماء والصفات للبیھقی ٢/ ٢٧٠۔

❷ یہ تعلیمات درج ذیل آیات کریمہ میں بیان ہوئی ہیں: ﴿ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ﴾ (٤٠/ المؤمن: ٧۔٩) ''وہ (فرشتے) جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور وہ جو اس کے اردگرد ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے بخشش کی دعا کرتے ہیں جو ایمان لائے، ہمارے رب! تُو نے ہر چیز کو رحمت اور علم سے گھیر رکھا ہے۔ تُو ان لوگوں کو بخش دے جنہوں نے توبہ کی اور تیرے راستے پر چلے اور انہیں بھڑکتی ہوئی آگ کے عذاب سے بچا۔ ہمارے رب! انہیں دائمی رہائش والی ان جنتوں میں داخل کر جن کا تُو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور انہیں بھی جو اُن کے باپ دادوں اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے لائق ہیں۔ بلاشبہ تُو ہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔ اور انہیں برائیوں سے بچا اور تُو جسے اس دن برائیوں سے بچالے تو یقیناً تُو نے اس پر مہربانی کی اور یہی تو بہت بڑی کامیابی ہے۔'' فرشتے چونکہ حکم الٰہی سے دعا کرتے ہیں اس لیے ان کی دعائیں یقیناً مقبول ہوں گی۔ (ش ح)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ جو اس کے مقابل برسرِ پیکار ہوئے، انہوں نے اس کے دوستوں کو اذیت دی اور انہیں آگ میں جلا دیا۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ ﴾ [1]

''جن لوگوں نے مومنین ومومنات کو اذیت دی اور پھر توبہ نہیں کی ان کے لیے جہنم کا اور جلنے کا عذاب ہے۔''

(اللہ تعالیٰ کے احسانات کی بنا پر اللہ تعالیٰ سے محبت کرنی چاہیے) ایک مرفوع حدیث میں ہے:

((أَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا يَغْذُوكُمْ مِنْ نِعَمِهِ وَأَحِبُّونِي بِحُبِّ اللّٰهِ)) [2]

''اللہ سے محبت کرو کہ وہ تمہیں اپنی نعمتوں کے ذریعے غذا دیتا ہے اور اللہ کی محبت میں مجھ سے محبت کرو۔''

2 جب بندے (محبت کے) پہلے دروازے میں سے داخل ہو گئے تو انہیں دوسرے دروازے میں داخل ہونے کی دعوت دی گئی، وہ (اللہ تعالیٰ کے) اسماء وصفات کا دروازہ ہے، جس میں سے اللہ کے خاص بندے اور اولیاء ہی داخل ہوتے ہیں۔ یہ سچے محبین کا دروازہ ہے جس میں سے ان کے علاوہ کوئی داخل نہیں ہوگا۔ ان میں سے کوئی بھی اس کی معرفت سے سیر نہیں ہوتا، بلکہ جب بھی انہیں اس سلسلے میں قدرے علم ومعرفت حاصل ہوتی ہے تو ان کے شوق، محبت اور پیاس میں اضافہ ہو جاتا ہے، تو جو ہستی منبع احسان وانعام ہونے کے ساتھ ساتھ صاحبِ کمال وجمال بھی ہو، اس کی محبت سے تو کوئی بھی پیچھے نہیں ہٹے گا۔ سوائے بد باطن، سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والوں اور ہر خیر سے دور بھاگنے والوں کے، اللہ تعالیٰ نے دلوں کو اس فطرت پر پیدا کیا ہے کہ وہ اپنے کامل اوصاف اور کامل اخلاق کے ساتھ محسن سے محبت کرتے ہیں...... اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی کامل واکمل اور جمال والا نہیں...... اس کا ہر نام اور ہر صفت خاص محبت کا تقاضا کرتی ہے۔ اس کے سب نام حُسنیٰ

---

1 ۸۵/ البروج:۱۰۔ 2 جامع ترمذی، ح: ۳۷۸۹؛ مستدرك حاكم ۳/ ۱۵۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، وہ اس کی صفات سے مشتق ہیں۔ اس کے افعال ان پر دلالت کرتے ہیں۔ وہ ایسا محبوب ہے کہ اپنے ہر کام اور حکم میں قابل تعریف ہے۔ نہ تو اس کا کوئی فعل عبث ہے اور نہ اس کا کوئی حکم کم عقلی پر مبنی ہے۔ اس کے تمام افعال میں حکمت و مصلحت، عدل و فضل اور رحمت و شفقت پائی جاتی ہے۔ ان میں سے ہر ایک کی وجہ سے اللہ کی حمد و ثنا اور محبت لازم آتی ہے۔ اس کی ہر بات عدل اور صداقت پر مبنی ہے اور جو وہ بدلہ دیتا ہے تو وہ فضل اور عدل سے بھر پور ہوتا ہے۔ اگر وہ کوئی چیز عنایت کرتا ہے تو اس کا فضل، رحمت اور نعمت ہے اور وہ روک لیتا ہے یا سزا دیتا ہے تو یہ اس کے عدل اور حکمت کی وجہ سے ہے۔

اس مقام کا حق ادا کرنا تو دُور کی بات ہے، کماحقہٗ اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ تمام مخلوقات میں سے اللہ کی سب سے زیادہ معرفت رکھنے والے اور سب سے بڑھ کر اس سے محبت کرنے والے [1] یعنی آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((لَا اُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ)) [2]

''مَیں تیری تعریف شمار نہیں کر سکتا تُو ویسا ہی ہے جیسا کہ تُو نے اپنی تعریف بتائی ہے۔''

---

[1] سب سے بڑھ کر نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے تھے۔ مگر آپ محبت الٰہی میں ہوش و حواس قائم رکھتے تھے۔ حالتِ نماز میں بھی بچے کے رونے کی آواز سن کر نماز ہلکی کر دیتے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ حالتِ نماز میں قبلہ کی جانب موجود دشمن کی نقل و حرکت پر نظر بھی رکھے ہوئے تھے۔ شب معراج بھی تمام مناظر کا حاضر باشی اور پوری دلجمعی سے مشاہدہ کیا۔ مؤلف نے ایک مثال عزیز مصر کی بیوی کی بھی پیش کی ہے، اسے ہاتھ کاٹنے والی عورتوں سے بڑھ کر حضرت یوسف علیہ السلام سے محبت تھی۔ مگر وہ والہانہ محبت کے باوجود ہوش قائم رکھتی ہے۔ مؤلف نے اس محبت، جس میں حیرت و استعجاب اور ہوش گم ہو جائیں، کو افضل قرار دینے کی تردید کی ہے۔ جو لوگ حال اور وجد کو دلیل و محبت سے ماوراء قرار دے کر اس محبت کو افضل کہتے ہیں ان کی بھی مؤلف نے خوب خبر لی ہے اور اسے محض نفس کا وسوسہ کہا ہے۔ ذوق و حال کی بنیاد پر علم صحیح کو رد کرنا گمراہیوں کی جڑ ہے۔ اس کے نتیجے میں ان گنت فتنے پیدا ہو چکے ہیں۔ اس لیے حقیقی مشائخ اس کے خلاف ہمیشہ لڑتے رہے۔ اگر مرض کی تشخیص اور دوا کی پہچان کے لیے مریض ہونا ضروری نہیں تو پھر یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ کسی صاحب علم سے وہ بات قبول نہ کی جائے جس کا وہ خود ذوق نہ رکھتا ہو۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے طریق الهجرتين و باب السعادتين، ص: ٢٦٥-٢٦٧) یہ کہنا تو ظاہر ہے کوئی عقلمندی نہیں ہوگی کہ اس ڈاکٹر پر اعتبار نہ کیا جائے جو خود بیمار نہ ہوا ہو۔ فافہم (ش ح)

[2] یہ مسلم، ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور مسند احمد کی روایت ہے۔ تخریج پیچھے گزر چکی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شوق کا مقام

محبوب کی طلب میں دلی سفر کا نام شوق ہے۔ اسے اس وقت تک قرار نہیں آتا جب تک وہ اس میں کامیاب نہ ہو جائے اور اسے مطلوب نہ مل جائے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ شوق ایک ایسا شعلہ ہے جو جدائی کی وجہ سے دل کی گہرائیوں سے پیدا ہوتا ہے۔ جب ملاقات ہو جائے تو یہ شعلہ بجھ جاتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ غیر موجود محبوب کی جانب دل کا لگا رہنا شوق ہے..... یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جدائی کے بعد ملاقات کے لیے انتظار کرنے کا نام شوق ہے.....شوق پیدا کرنے والی چیز محبت ہے.....محبت دل میں بویا ہوا بیج ہے اور شوق اسی بیج کے بعض ثمرات ہیں۔ اسی طرح محبت کے ثمرات میں محبوب کی حمد، اس سے راضی ہونا، اس کا شکر کرنا، اس کا خوف وامید، اس کے ذکر سے لطف محسوس کرنا اور اس سے، انس اور سکون کا حاصل ہونا اور اس کے بغیر تنہائی اور وحشت محسوس کرنا محبت کے ثمرات ہیں۔

کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ اور اس کی ملاقات کا مشتاق ہوتا ہے؟ (اس کا جواب یہ ہے کہ) یہ منع نہیں.....ایک آدمی نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مسنون دعاؤں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے یہ دعا بتائی:

((اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ، أَحْيِنِيْ مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِيْ، وَتَوَفَّنِيْ إِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِيْ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، وَأَسْأَلُكَ كَلِمَةَ الْحَقِّ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا، وَأَسْأَلُكَ الْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنٰى، وَأَسْأَلُكَ نَعِيْمًا لَا يَنْفَدُ، وَقُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ، وَأَسْأَلُكَ الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَاءِ، وَبَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَأَسْأَلُكَ لَذَّةَ النَّظَرِ إِلٰى وَجْهِكَ، وَالشَّوْقَ إِلٰى لِقَائِكَ، فِيْ غَيْرِ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ، وَلَا فِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ، اَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِينَةِ الْإِيْمَانِ، وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُهْتَدِيْنَ)) [1]

---

[1] مسند احمد ٤/ ٢٦٤؛ سنن نسائی، ح: ١٣٠٧، ١٣٠٨؛ ابن حبان، ح:١٩٦٨؛ مستدرك حاكم ١/ ٥٢٤۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ! اپنے علم غیب اور مخلوق پر اپنی قدرت سے مجھے اس وقت تک زندہ رکھنا جب تک تُو سمجھتا ہے کہ میرا زندہ رہنا بہتر ہے۔ جب تیرے علم کی رو سے میرا مرنا بہتر ہو تو مجھے وفات دے دینا۔ اللہ! مَیں تجھ سے تیری خشیت کا سوال کرتا ہوں، کھلے اور چھپے، اور حق گوئی مانگتا ہوں ناراضی اور خوشی میں، اور میانہ روی مانگتا ہوں محتاجی اور خوشحالی میں، اور ایسی نعمت مانگتا ہوں جو ختم نہ ہو، آنکھ کی ٹھنڈک (سکون) جو منقطع نہ ہو۔ مَیں رضا مانگتا ہوں قضا کے بعد، زندگی کی ٹھنڈک مانگتا ہوں، موت کے بعد تیرے دیدار کی لذت مانگتا ہوں، تیرے دیدار کا شوق مانگتا ہوں نقصان دہ تکلیف اور گمراہ کن فتنہ کے بغیر، اللہ! ہمیں ایمان کی زینت سے نواز دے اور ہمیں راہنمائی کرنے والے ہدایت یافتہ بنا دے۔''

اس میں اللہ تعالیٰ کے محترم و معزز چہرے کے دیدار کی لذت اور محبوبانِ الٰہی کے شوقِ ملاقات کا ثبوت ہے۔ اصل شوق اللہ تعالیٰ سے ملنے کا شوق ہے...... [1]

---

[1] موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے پوچھا: ﴿وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ۝﴾ (۲۰/ طٰـہٰ: ۸۳، ۸٤) ''موسیٰ! تجھے اپنی قوم سے (غافل کر کے) کون سی چیز جلدی لے آئی؟ اس نے کہا: وہ لوگ بھی میرے پیچھے ہی ہیں اور مَیں نے اے رب! تیری طرف جلدی اس لیے کی ہے کہ تُو خوش ہو جائے۔'' موسیٰ علیہ السلام رب تعالیٰ کے شوقِ ملاقات میں تیز رفتاری سے طور پہاڑ پر پہنچ گئے۔ تا کہ اللہ تعالیٰ خوش ہو جائے۔
(ش ح)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکلّف مخلوق کے آخرت میں مراتب اور طبقات

ان کے اٹھارہ طبقات ہیں:

پہلا طبقہ: یہ سب سے اونچا طبقہ ہے۔ یہ رسالت کا مرتبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے اس کے رسولوں کو سب سے زیادہ تکریم اور اس کا قرب حاصل ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے منتخب بندے ہیں۔ جنہیں اس نے اس دنیا میں سلام بھیجا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴾ ❶

''اور سلام ہو رسولوں پر۔''

فرمان الٰہی ہے:

﴿ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴾ ❷

''سلام ہو نوح پر سب جہانوں میں۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ ❸

''سلام ہو ابراہیم پر، اسی طرح ہم بدلا دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔''

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ﴾ ❹

''کہہ دیجئے! سب تعریف اللہ کے لیے ہے اور سلام ہو اس کے ان بندوں پر جنہیں اس نے برگزیدہ کیا۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے منتخب بندوں پر سلام بھیجا ہے، ان میں رسولوں کو افضلیت حاصل ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بتایا ہے کہ اس نے انہیں مخصوص کیا ہے:

---

❶ ۳۷/ الصافات: ۱۸۱۔ ❷ ۳۷/ الصافات: ۷۹۔

❸ ۳۷/ الصافات: ۱۰۹۔۱۱۰۔ ❹ ۲۷/ النمل: ۵۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۚ وَإِنَّهُمْ عِندَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ ﴾ ❶

''ایک خالص بات یعنی آخرت کی یاد کے ساتھ، یہ سب ہمارے نزدیک برگزیدہ اور بہترین لوگ تھے۔''

ان کے شرف وفضیلت کے لیے یہی بات کافی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں اپنی وحی کے لیے منتخب کیا ہے اور انہیں اپنا پیغام پہنچانے کے لیے امین بنایا، اور انہیں اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان واسطہ قرار دیا۔ انہیں کئی طرح کے اعزازات سے نوازا؛ کسی کو اپنا خلیل بنایا، کسی سے اس نے کلام فرمایا اور کسی کو مَكَانًا عَلِيًّا (اونچے مقام) تک رسائی بخشی، سب کے درجات ہیں۔ اللہ کے بندے صرف انہیں کے راستے پر چلتے ہوئے اللہ تک پہنچ سکتے ہیں۔ اللہ کی جنت میں داخلہ صرف انہی کی پیروی کرنے سے ہوسکتا ہے۔ کسی کو جو بھی عزت وتکریم ملی انہی کے ذریعے ملی، تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ قربِ الٰہی اور بلند ترین درجہ انہیں حاصل ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑھ کر مکرم اور محبوب ہیں۔

المختصر، دنیا وآخرت کی خیر بندوں کو انہی کے ذریعے حاصل ہوئی، انہی کے ذریعے اللہ کی پہچان ہوئی، انہی کے ذریعے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی پسند کا پتہ چلا۔ ان رسولوں میں سے سب سے اونچا مرتبہ اولوالعزم پیغمبروں کا ہے۔ جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہوا ہے:

﴿ شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ ﴾ ❷

''اس نے تمہارے لیے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا جس کا حکم اس نے نوح کو دیا تھا اور جسے اب تمہاری طرف ہم نے بذریعہ وحی بھیجا ہے، اور جس کی ہدایت ہم ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو دے چکے ہیں۔''

یہ تمام مخلوقات سے اونچا طبقہ ہے، انہی میں شفاعت گردش کرے گی حتیٰ کہ وہ اسے آخری اور ان سے افضل (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف لوٹا دیں گے۔

دوسرا طبقہ: اس طبقہ میں وہ رسول ہیں جو مذکورہ بالا (رسل علیہم السلام) کے علاوہ ہیں۔ انہیں بھی ایک دوسرے پر فضیلت حاصل ہے۔

---

❶ ۳۸/ صٓ: ۴۶۔۴۷۔ ❷ ۴۲/ الشوریٰ: ۱۳۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا طبقہ:......انہیں صرف نبوت ملی اور درجہ رسالت حاصل نہ ہوا۔

چوتھا طبقہ: رسولوں کی امتوں میں ان کے وارث اور جانشین چوتھے طبقے میں شمار ہوتے ہیں۔ رسولوں کو جس علم وعمل اور دعوت الی اللہ کے ساتھ بھیجا گیا تھا یہ اسی طریقے پر قائم رہنے والے ہیں۔ نبوت و رسالت کے بعد یہ افضل ترین مرتبہ ہے۔ یہ مرتبۂ صدّیقیت ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان کا انبیا کے ساتھ تذکرہ کیا ہے:

﴿ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ ﴾ [1]

''اور جو اطاعت کرے اللہ اور رسول کی تو یہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔ یعنی انبیا، صدیقین، شہدا اور صالحین کے ساتھ اور یہ لوگ بہترین رفیق ہیں۔''

یہی لوگ ہیں جنہیں ربانیین (رب والے) کہا گیا ہے۔ یہی الراسخون فی العلم (پختہ علم والے) ہیں۔ یہ رسول اور امت کے درمیان واسطہ ہیں۔ یہ رسول کے خلفاء، احباب، آپ کا گروہ، مخصوص افراد اور حاملین دین ہیں، انہیں کے لیے ضمانت دی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ حق پر رہیں گے۔ انہیں رُسوا کرنے اور ان کی مخالفت کرنے والا ان کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکے گا۔ یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے اور وہ اسی طرح (حق پر قائم) ہوں گے۔ [2]

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[1] ٤/ النسآء:٦٩۔ [2] اس گروہ کے بہت سے اوصاف احادیث مبارکہ میں بیان کیے گئے ہیں۔ دیکھیے، صحیح بخاری، ح: ٣٣٦٨، ٣٨٦٩؛ صحیح مسلم، الامارة، قوله ﷺ: لا تزال طائفة من امتي ظاهرين...... ح: ٢٢٥، ٣٥٤٤، ٣٥٤٦، ٣٥٤٨، ٣٥٥٠؛ سنن ابوداود ح: ٢١٢٥؛ سنن ابن ماجه، ح: ٦-٨؛ مستدرك حاكم، الفتن والملاحم، ح: ٨٣٨٩۔ ان احادیث میں طائفہ منصورہ کے لیے مَنْصُوْرِيْنَ، قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ، قَوَّامَةٌ عَلٰى اَمْرِ اللّٰهِ، ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ، ظَاهِرِيْنَ عَلَى الدِّيْنِ اور يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ وغیرہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اس سلسلے میں علامہ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ کے شاگرد سلیم بن عید الہلالی کی کتاب: لماذا اخترت المنهج السلفي کا مطالعہ مفید رہے گا۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ ''میں نے سلفی منہج کیوں اپنایا؟'' کے عنوان سے المرکز الاسلامی للبحوث العلمیہ کراچی نے حال ہی میں شائع کیا ہے۔ (ش ح)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۭ ﴾ ❶

''اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہی صدیقین ہیں اور اپنے رب کے پاس گواہی دینے والے ہیں۔ ان کا اجر اور نور انہیں کے لیے ہے۔''

الغرض صدیقیت، ربانیت، وراثت نبوی اور رسولوں کی نیابت کا درجہ امت کا سب سے اونچا درجہ ہے۔ اس کے دیگر فضائل سے قطع نظر یہ بات ہی کافی ہے کہ جو بھی انبیاء اور رسولوں کی تعلیم و ہدایت سیکھتا ہے، کسی دوسرے کو اس میں سے کچھ سکھا دیتا ہے تو رہتی دنیا تک اسے بھی اس (عمل کرنے والے) کی مانند اجر ملتا رہے گا۔ نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((وَاللّٰهِ لَأَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ)) ❷

''اللہ کی قسم! بات یہ ہے کہ (اگر) اللہ تمہارے ذریعے کسی کو ہدایت دے دے تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔''

آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی منقول ہے کہ آپ نے فرمایا:

((مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يُنْقَصُ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا)) ❸

''جس نے اسلام میں کوئی اچھا نمونہ قائم کیا جس پر اس کے بعد عمل کیا گیا تو عمل کرنے والوں کے برابر اسے اجر ملے گا اور ان (عمل کرنے والوں) کے اجر میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔''

---

❶ ۵۷/ الحدید:۱۹۔ ❷ صحیح بخاری، ح: ۳۷۰۱؛ صحیح مسلم، ح: ۲۴۰۶؛ سنن ابو داود، ح: ۳۶۶۱؛ مسند احمد ۵/ ۲۳۸، ۳۳۳۔

❸ صحیح مسلم، ح: ۱۰۱۷؛ جامع ترمذی، ح: ۲۶۷۵؛ سنن نسائی، ح: ۲۵۵۶؛ سنن ابن ماجه، ح: ۲۰۳؛ مسند احمد ۴/ ۳۵۷، ۳۵۹۔۳۶۲؛ سنن الدارمی، ح: ۵۱۲، ۵۱۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ سے بسند صحیح یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

((إِذَا مَاتَ الْعَبْدُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ)) ❶

''جب بندہ فوت ہو جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے البتہ تین شکلیں باقی رہتی ہیں: صدقہ جاریہ، علم جس سے استفادہ کیا جائے، یا نیک اولاد جو اس (فوت ہونے والے) کے لیے دعا کرے۔''

آپ ﷺ کی صحیح حدیث میں ہے:

((مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ)) ❷

''جس کے ساتھ اللہ خیر کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے۔''

سنن میں آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے:

((إِنَّ الْعَالِمَ يَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ حَتَّى النَّمْلَةِ فِي جُحْرِهَا)) ❸

''بلاشبہ عالم کے لیے آسمانوں اور زمین کی ساری چیزیں حتی کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں استغفار کرتی ہیں۔''

آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے: www.KitaboSunnat.com

---

❶ صحیح مسلم، ح: ۱۶۳۱؛ سنن ابو داود، ح: ۲۸۸۰؛ جامع ترمذی، ح: ۱۳۷۶؛ سنن نسائی، ح: ۳۶۵۳؛ مسند احمد ۲/ ۳۷۲؛ سنن الدارمی، ح: ۵۵۹؛ صحیح ابن حبان، ح: ۳۰۱۶۔

❷ صحیح بخاری، ح: ۷۱؛ صحیح مسلم، ح: ۱۰۳۷؛ جامع ترمذی، ح: ۲۶۴۵؛ سنن ابن ماجه، ح: ۲۲۰۔ ۲۲۱؛ مسند احمد ۱/ ۳۰۶، ۲/ ۳۳۴، ۴/ ۹۲۔۱۰۱؛ سنن الدارمی، ح: ۲۲۴۔۲۲۶، ۲۷۰۶؛ صحیح ابن حبان، ح: ۸۹۔

❸ سنن ابو داود، ح: ۳۶۴۱؛ جامع ترمذی، ح: ۲۶۸۲؛ سنن ابن ماجه، ح: ۲۲۳، ۲۳۹؛ مسند احمد ۵/ ۱۹۶؛ سنن الدارمی، ح: ۳۴۲، اور صحیح ابن حبان، ح: ۸۸ میں ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث موجود ہے جس میں ((حَتَّى النَّمْلَةِ فِي جُحْرِهَا کی بجائے حَتَّى الْحِيتَانِ فِي الْمَاءِ)) (یہاں تک کہ مچھلیاں پانی میں) کے الفاظ ہیں۔ چیونٹی کا تذکرہ اس سے بعد والی حدیث میں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَیْرَ)) ❶

''یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے لوگوں کو بھلائی سکھانے والے شخص پر رحمت بھیجتے ہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ وَاِنَّ الْاَنْبِیَآءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِیْنَارًا وَّلَا دِرْھَمًا وَاِنَّمَا وَرَّثُوْا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَہٗ اَخَذَ بِحَظٍّ عَظِیْمٍ وَافِرٍ)) ❷

''بلاشبہ علما انبیا کے وارث ہیں۔ انبیا نے درہم و دینار وراثت میں نہیں چھوڑے۔ ان کی وراثت علم ہے، تو جس نے اس علم کو حاصل کرلیا اس نے بہت عظیم اور وافر حصہ پالیا۔''

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

((اَلْعَالِمُ وَالْمُتَعَلِّمُ شَرِیْکَانِ فِی الْاَجْرِ وَلَا خَیْرَ فِیْ سَائِرِ النَّاسِ بَعْدُ)) ❸

''سکھانے اور سیکھنے والے دونوں اجر میں شریک ہوتے ہیں، ان کے علاوہ باقی سارے لوگوں میں کوئی خیر نہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

❶ جامع ترمذی، ح: ٢٦٨٥۔ اس میں یہ الفاظ ہیں: ((اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہٗ وَاَھْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِیْنَ حَتَّی النَّمْلَۃَ فِیْ جُحْرِھَا وَحَتَّی الْحُوْتَ لَیُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَیْرَ)) ''یقیناً اللہ، اس کے فرشتے، آسمان اور زمینوں کی مخلوق حتی کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں بھی رحمت بھیجتی ہیں۔'' سنن الدارمی، ح: ٢٨٩ میں مکحول کی روایت سے یہ حدیث مرفوع مرسل بیان ہوئی ہے۔ البتہ اس میں سَمٰوٰاتِہٖ وَاَرْضِیْہِ اور اَلنُّوْن کے الفاظ ہیں۔ (ش ح)

❷ یہ حدیث گزشتہ سے پیوستہ حوالہ میں آنے والی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کا ہی ایک حصہ ہے۔

❸ سنن ابن ماجہ (ح: ٢٢٨) میں یہ حدیث ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع جبکہ سنن الدارمی، (ح: ٢٤٧، ٣٢٧) میں یہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَوَعَاهَا وَاَدَّاهَا كَمَا سَمِعَهَا)) ❶

''اللہ اس آدمی کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سنی پھر اسے محفوظ رکھا اور جیسا سنا تھا ویسے ہی دوسروں تک پہنچا دیا۔''

اس بارے میں احادیث بہت زیادہ ہیں۔ ہم نے اپنی ایک مستقل کتاب ❷ میں علم وعلما کی فضیلت میں دوسو دلائل پیش کیے ہیں...... ایسے لوگ درحقیقت عادل ہیں انہیں رسول اللہ ﷺ نے عادل قرار دیا ہے۔ آپ کی ایک حدیث جس کے بعض طرق ایک دوسرے کو مضبوط کرتے ہیں، میں ہے:

((يَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلُهُ يَنْفُوْنَ عَنْهُ تَحْرِيْفَ الْغَالِيْنَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِيْنَ وَتَأْوِيْلَ الْجَاهِلِيْنَ)) ❸

''ہر نسل میں سے اس علم کے حامل وہ عادل لوگ بنتے ہیں جو غلو کرنے والوں کی تحریف، باطل پرستوں کے غلط انتساب ❹ اور جاہلوں کی تاویل کو بے اثر بنا دیتے ہیں۔''......

پانچواں طبقہ: پانچویں طبقے میں عادل حکمران اور امراء ہیں جن کے ذریعے راستے پُرامن رہتے ہیں، نظام عالم درست رہتا ہے، کمزوروں کو ان سے مدد ملتی ہے، ظالم ذلیل وکمزور ہوتے ہیں۔ خوفزدہ امن پاتے ہیں، ان کے ذریعے حدود قائم ہوتی ہیں، فساد ختم ہوتا ہے، وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، کتاب وسنت کے احکام انہی کے ذریعے قائم ہوتے ہیں۔ بدعات اور گمراہی ختم ہو جاتی ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے اللہ عزوجل کی دائیں جانب نور کے تخت رکھے جائیں گے۔ وہ ان تختوں پر جلوہ افروز ہوں

---

❶ اس حدیث کے تمام طرق، مختلف الفاظ اور اس کے تشریحی نکات کو عبدالمحسن بن حمد العباد نے "دراسة حديث نضر الله امرأ سمع مقالتي ...... رواية ودراية" نامی کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ (ش ح) سنن ابوداود، ح: ٣٦٦٠؛ جامع ترمذی، ح: ٢٦٥٦، ٢٦٥٨؛ سنن ابن ماجه، ح: ٢٣٠، ٢٣٢، ٣٠٥٦؛ مسند احمد: ٣/ ٢٢٥، ٤/ ٨٠، ٨٢، ٥/ ١٨٣؛

❷ اس سے مراد غالباً ان کی کتاب فضل العلماء ہے۔ ❸ مسند البزار، ح: ١٤٣، مجمع الزوائد: ١/ ١٤٠؛ التمهيد لابن عبدالبر ١/ ٥٩۔ ❹ حدیث مبارکہ میں لفظ انتحال استعمال ہوا ہے جس سے مراد کسی کی بات کو کسی دوسرے کی طرف منسوب کرنا ہے۔ (ش ح)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے۔ بعدازاں ہر ایک کو جنت یا جہنم کا راستہ دکھا دیا جائے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْمُقْسِطُوْنَ عِنْدَ اللّٰهِ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَنْ يَمِيْنِ الرَّحْمٰنِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِيْنٌ، اَلَّذِيْنَ يَعْدِلُوْنَ فِيْ حُكْمِهِمْ وَاَهْلِيْهِمْ وَمَا وَلُّوْا)) ❶

''انصاف کرنے والے روز قیامت نور کے منبروں پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے دائیں جانب ہوں گے اور رحمٰن کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو عدل کرتے ہیں اپنے فیصلے میں، اپنے اہل کے درمیان اور ہر اس چیز میں جس کا انہیں ذمہ دار بنایا جائے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی ہے:

((اِنَّ اَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ وَاَقْرَبَهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِمَامٌ عَادِلٌ وَاِنَّ اَبْغَضَ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ وَاَبْعَدَهُمْ مِّنْهُ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِمَامٌ جَائِرٌ)) ❷

''بلاشبہ اللہ کے سب سے زیادہ قریب اور محبوب قیامت کے دن امام عادل ہوگا اور اللہ کے ہاں قیامت کے دن سب سے زیادہ مبغوض اور سب سے زیادہ دُور ظالم حکمران ہوگا۔''

وہ سات لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ روز قیامت سایہ عطا کرے گا جبکہ اس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا ان میں ایک امام عادل بھی ہوگا۔ ❸

---

❶ صحیح مسلم، ح: ۱۸۲۷؛ سنن نسائی، ح: ۵۳۸۱؛ مسند احمد ۲/ ۱۵۹۔ ۱۶۰، ۲۰۳؛ صحیح ابن حبان، ح: ۴۴۸۵۔ ❷ جامع ترمذی، ح: ۱۳۲۹، مسند احمد ۳/ ۵۵۔

❸ ان سات خوش نصیبوں کا تذکرہ درج ذیل حدیث مبارکہ میں ہوا ہے: ((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ رَبِّهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ، اِجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ اَخْفٰى حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ)) ''سات طرح کے لوگ ہوں گے جن کو اللہ اس دن اپنے سایہ میں جگہ دے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (۱) انصاف کرنے والا حکمران۔ (۲) وہ جوان جو اپنے رب کی عبادت کرتے پروان چڑھا۔ (۳) ایسا شخص جس کا دل ہر وقت مساجد میں لگا رہتا ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھٹا طبقہ: طبقہ ششم مجاہدین فی سبیل اللہ کا ہے۔ یہ اللہ کا وہ لشکر ہے جس کے ذریعے اللہ اپنے دین کو قائم رکھتا ہے اور اپنے دشمنوں کی قوت کو توڑتا ہے، حلقۂ اسلام کی حفاظت کرتا ہے اور مملکت دین کی حدود کو دوسروں کی دست برد سے بچاتا ہے۔ یہ (مجاہدین) وہ لوگ ہیں جو اللہ کے دشمنوں سے لڑتے ہیں، تاکہ دین پورا کا پورا اللہ ہی کے لیے ہو کر رہ جائے اور اللہ کا کلمہ اونچا ہو جائے۔ وہ اللہ کی محبت، اس کے دین کی نصرت وحمایت، کلمۃ اللہ کی بلندی اور اللہ کے دشمنوں کو زیر کرنے کے لیے اپنی جانیں قربان کرتے ہیں۔ اللہ کے دین کی تلواروں (اسلحہ) کے ذریعے جہاں بھی حفاظت کی جارہی ہو وہ اپنے ملکوں میں ہونے کے باوجود اس میں شریک ہوتے ہیں۔ ان کے جہاد اور فتوحات کے سبب جتنے لوگ اللہ کی عبادت کرتے ہیں، انہیں بھی ان جیسا اجر ملتا ہے کیونکہ اس کا ذریعہ وہ ہیں۔ شارع (علیہ السلام) نے سبب بننے والے کو اجر اور گناہ میں عمل کرنے والے کے بالکل برابر مقام دیا ہے۔ اس لیے ہدایت کے داعی اور گمراہی کے داعی ہر ایک کو ان کے پیروکاروں کے برابر بدلہ دیا جائے گا۔

قرآن کی بہت سی آیات اور بے شمار احادیث جہاد، اس کی ترغیب، مجاہدین کی مدح اور ان کے رب کے پاس ان کے لیے جو عزت وتکریم اور عطا وبخشش ہے، اس کی وضاحت کے بارے میں ہیں۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہی کافی ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَٰرَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ [1]

(گزشتہ سے پیوستہ) (۴) دو ایسے شخص جو اللہ کے نام سے باہم محبت رکھتے ہیں اور ان کے ملنے اور جدا ہونے کی بنیاد بھی اللہ ہی کی محبت ہے۔ (۵) وہ شخص جسے کسی معزز خاندان کی اور صاحب جمال عورت نے (برے ارادے سے) بلایا لیکن اس نے کہہ دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ (۶) وہ شخص جس نے صدقہ کیا۔ مگر اس قدر پوشیدہ طور پر کہ بائیں ہاتھ کو خبر نہیں ہوتی کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ (۷) وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور (بے ساختہ) اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔" حدیث کا متن صحیح بخاری سے لیا گیا ہے۔ (ش ح)
صحیح بخاری، ح: ٦٦٠، ١٤٢٣، ٦٤٧٩، ٦٨٠٦؛ صحیح مسلم، ح: ١٠٣١؛ جامع ترمذی، ح: ٢٣٩١؛ سنن نسائی، ح: ٥٣٨٢؛ مسند احمد ٢/ ٤٣٩؛ صحیح ابن حبان، ح: ٤٤٨٦۔

[1] ٦١/ الصف: ١٠۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”مومنو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت کے بارے میں نہ بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے؟“

اس طرح اس نفع بخش تجارت کا شوق دلایا گیا جس کی راہنمائی رب العالمین اور علیم وحکیم نے کی، لہٰذا فرمایا:

﴿ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ۚ ﴾ ❶

”تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔“

گویا کہ جانیں اپنی حیات اور بقا پر بخل کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾ ❷

”یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔“

یعنی زندگی اور بچنے کی خاطر بیٹھنے سے جہاد تمہارے لیے بہتر ہے۔ گویا کہ لوگوں نے کہا کہ ہمیں جہاد سے کیا ملے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ﴾ ❸

”وہ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا۔“

اور مغفرت کے ساتھ ساتھ:

﴿ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴾ ❹

”وہ تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور ہمیشگی کی جنتوں میں پاک وطیب گھروں میں سکونت عطا کرے گا، یہی عظیم کامیابی ہے۔“

❶ ٦١/ الصف: ١١۔ ❷ ٦١/ الصف: ١١۔
❸ ٦١/ الصف: ١٢۔ ❹ ٦١/ الصف: ١٢۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر یہ سوال کہ یہ سب کچھ تو آخرت میں ملے گا، دنیا میں ہمارے لیے کیا ہے؟ تو فرمایا:

﴿ وَأُخْرَىٰ تُحِبُّونَهَا ۖ نَصْرٌ مِّنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴾ 1

''اور دوسری چیز جو تمہیں محبوب ہے وہ اللہ کی طرف سے آنے والی مدد اور جلد حاصل ہونے والی فتح ہے اور مومنوں کو بشارت دے دیجیے۔''

ان (مذکورہ بالا) الفاظ کو دیکھیں کس قدر شیریں، دل گیر، پرکشش، رب کی طرف رواں کرنے والے اور ہر محبّ کے دل میں لطف اور خوشگواری پیدا کرنے والے ہیں۔ جب دل ان الفاظ کی گہرائی تک پہنچے گا تو اسے کس قدر تونگری اور پاکیزگی حاصل ہوگی۔

فنسأل الله من فضله انه جواد كريم۔

اسی سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے:

﴿ أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ لَا يَسْتَوُونَ عِندَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللَّهِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُم بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ ۝ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴾ 2

''کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کو آباد کرنا اس جیسا بنا دیا جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لایا اور جس نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا۔ یہ اللہ کے ہاں برابر نہیں ہیں اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا، اللہ کے ہاں درجے میں زیادہ بڑے ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہیں۔ ان کا رب انہیں اپنی طرف سے بڑی رحمت اور عظیم رضامندی اور ایسے باغوں کی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کے لیے ہمیشہ

1 ٦١/ الصف: ١٣۔ 2 ٩/ التوبة: ١٩۔٢٢۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہنے والی نعمت ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ بے شک اللہ ہی ہے جس کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔"

یہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بتایا ہے کہ جو مسجد حرام کو اعتکاف، طواف، نماز کے ذریعے آباد کرتے ہیں، قرآن میں اللہ کی مساجد کی یہی آبادکاری بیان کی گئی ہے۔ (مسجد حرام کے آبادکار) نیز حجاج کے ساقی اور جہاد فی سبیل اللہ کرنے والے برابر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتایا کہ جہاد کرنے والے مومنین کا اس کے ہاں بہت عظیم مقام ہے اور وہی کامیاب و کامران ہیں۔ انہی کو رحمت، رضائے الٰہی اور جنتوں کی بشارت دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین اور مسجد الحرام کو مختلف عبادات کے ذریعے آباد کرنے والوں کے درمیان برابری کی نفی کی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مسجد الحرام کے آبادکاروں کی ان الفاظ میں تعریف بھی کی:

﴿ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَٰجِدَ ٱللَّهِ مَنْ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ وَأَقَامَ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتَى ٱلزَّكَوٰةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا ٱللَّهَ فَعَسَىٰٓ أُو۟لَٰٓئِكَ أَن يَكُونُوا۟ مِنَ ٱلْمُهْتَدِينَ ۝١٨ ﴾ [1]

"اللہ کی مساجد کو تو وہی آباد رکھتا ہے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لایا ہو، جس نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرا، امید ہے کہ یہی لوگ ہدایت یافتہ لوگوں میں سے ہوں گے۔"

یہ ہے مقام مساجد کے آبادکاروں کا، اس کے باوجود مجاہدین اللہ کے نزدیک ان سے زیادہ اونچا مقام رکھتے ہیں۔ چنانچہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ لَّا يَسْتَوِى ٱلْقَٰعِدُونَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُو۟لِى ٱلضَّرَرِ وَٱلْمُجَٰهِدُونَ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ بِأَمْوَٰلِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ ۚ فَضَّلَ ٱللَّهُ ٱلْمُجَٰهِدِينَ بِأَمْوَٰلِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ عَلَى ٱلْقَٰعِدِينَ دَرَجَةً ۚ وَكُلًّا وَعَدَ ٱللَّهُ ٱلْحُسْنَىٰ ۚ وَفَضَّلَ ٱللَّهُ ٱلْمُجَٰهِدِينَ عَلَى ٱلْقَٰعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۝٩٥ دَرَجَٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝٩٦ ﴾ [2]

[1] ٩/ التوبة: ١٨۔ [2] ٤/ النساء: ٩٥۔٩٦۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ایمان والوں میں بیٹھ رہنے والے، جو کسی تکلیف والے نہیں اور اللہ کے راستے میں اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں، اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر اللہ نے درجے میں فضیلت دی ہے اور ہر ایک سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ کیا ہے اور اللہ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر بہت بڑے اجر کی فضیلت عطا کی ہے۔ اپنی طرف سے بہت سے درجوں کی اور بخشش اور رحمت کی، اور اللہ ہمیشہ سے بے حد بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جہاد کرنے والے اور جہاد سے پیچھے رہنے والے اہل ایمان میں برابری کی نفی کی ہے۔ پھر بتا دیا گیا کہ مجاہدین کو قاعدین (پیچھے رہنے والوں) پر ایک درجہ فضیلت دی گئی ہے۔ پھر بتایا کہ انہیں کئی درجے فضیلت حاصل ہے...... ابن زید کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے مجاہد کو قاعد (جہاد کے لیے نہ نکلنے والے) پر جن درجات سے فضیلت دی ہے وہ سات ہیں۔ یہ وہی درجات ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ البراءۃ (التوبہ) میں ان الفاظ سے کیا ہے:

﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ [1]

''یہ اس لیے کہ بے شک وہ اللہ کے راستے میں انہیں نہ کوئی پیاس پہنچتی ہے اور نہ کوئی تکان اور نہ کوئی بھوک اور نہ کسی ایسی جگہ پر قدم رکھتے ہیں جو کافروں کو غصہ دلائے اور نہ کسی دشمن سے کوئی کامیابی حاصل کرتے ہیں، مگر اس کے بدلے ان کے لیے ایک نیک عمل لکھ دیا جاتا ہے۔ یقیناً اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔''

یہ پانچ درجات ہوئے، پھر فرمایا:

---

[1] ۹/ التوبۃ: ۱۲۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَلَا يُنفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴾ [1]

''چھوٹا بڑا جو بھی وہ خرچ کرتے ہیں اور جو بھی وادی طے کرتے ہیں وہ سب کچھ ان کے لیے لکھ دیا جاتا ہے۔''

عمل صالح کے دو درجے یہ ہیں..... ان درجات کا تذکرہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث میں بھی ہے جسے (امام) بخاری (رحمہ اللہ) نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَأَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَامَ رَمَضَانَ فَإِنَّ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، هَاجَرَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَلَا نُخْبِرُ النَّاسَ بِذٰلِكَ؟ قَالَ ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِهِ كُلُّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ فَاسْأَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَ أَعْلَى الْجَنَّةِ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ مِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ)) [2]

''جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، نماز قائم کرے اور رمضان کے روزے رکھے۔ اللہ پر حق ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے، خواہ وہ اللہ کے راستے میں ہجرت کرے یا اسی علاقے میں بیٹھا رہے جہاں وہ پیدا ہوا تھا۔'' لوگوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اس کی خبر ہم لوگوں کو نہ دے دیں؟ آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ جنت میں سو درجے ایسے ہیں جو اللہ نے مجاہدین کے لیے تیار کر رکھے ہیں۔ ہر درجے کا فاصلہ زمین و آسمان کے فاصلے کے برابر ہے۔ جب بھی تم اللہ سے سوال کرو تو جنت الفردوس مانگو، وہ جنت کا بہترین اور اعلیٰ حصہ ہے اور اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے۔ اسی سے

[1] ۹/ التوبة: ۱۲۱۔ [2] صحيح بخاری، ح: ۲۷۹۰؛ مسند احمد ۲/ ۳۳۵، ۳۳۹؛ صحیح ابن حبان، ح: ۱۷۴۸، ۴۶۱۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنت کی نہریں پھوٹیں گی۔''

ساتواں طبقہ: اس طبقہ میں ایثار، صدقہ اور لوگوں پر اپنے اموال کے ذریعے احسان کرنے والے لوگ شامل ہیں [1] جو لوگوں کی مشکلات کا ازالہ کرتے ہیں۔ ان کی ضروریات پوری کرتے ہیں اور مصائب میں لوگوں کے کام آتے ہیں۔ ان دو قسم کے لوگوں میں سے ایک یہ طبقہ ہے جن کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

((لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا النَّاسَ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا وَسَلَّطَهُ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ)) [2]

''رشک صرف دو آدمیوں پر ہے، ایک وہ آدمی جسے اللہ نے حکمت عطا کی اور وہ اس سے فیصلے کرتا ہے۔ اور لوگوں کو سکھاتا ہے اور دوسرا وہ شخص ہے جسے اللہ نے مال دیا اور اسے راہ حق میں خرچ کرنے پر تعینات کر دیا۔''

آٹھواں طبقہ: اس طبقہ میں وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے بہت سے خیر کے دروازوں سے صرف ایک دروازہ ہی کھولا ہے جو انہی کی ذات تک محدود ہے۔ جیسے نماز، حج، عمرہ، تلاوت قرآن، روزہ، اعتکاف اور ذکر وغیرہ اس پر جو اللہ کے فرائض ہیں ان کی ادائیگی کے علاوہ وہ نیکیوں میں اضافے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے اعمال نامے بھر رہے ہیں۔ جب ان سے کوئی خطا سرزد ہو جاتی ہے تو اللہ کے حضور توبہ کر لیتے ہیں۔ مگر انہیں صرف اپنے عمل کا ہی اجر ملتا ہے۔ جب یہ فوت ہو جاتے ہیں ان کا دفتر عمل بند کر دیا جاتا ہے۔

نواں طبقہ: یہ اہل تجارت کا طبقہ ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے عائد کردہ فرائض کو ادا کرتے ہیں اور اس کی حرام کردہ چیزوں کو ترک کر دیتے ہیں۔ نہ تو اس میں کوئی اضافہ کرتے ہیں اور نہ کمی...... یہ بھی فلاح پانے والوں سے ہیں کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس شخص

---

[1] مؤلف نے بہت سی آیات کے ذریعے انفاق فی سبیل اللہ اور صدقہ وخیرات کرنے والوں کی عظمت واضح کی ہے۔ مؤلف کی پیش کردہ آیات میں سے چند آیات درج ذیل ہیں: البقرۃ ۲۶۱، ۲۶۸، ۲۷۱، ۲۷۳۔ الحدید: ۱۱، ۱۸۔ (ش ح)

[2] صحیح بخاری، ح: ۷۳؛ صحیح مسلم، ح: ۸۱۶؛ سنن ابن ماجه، ح: ۴۲۰۸؛ مسند احمد ۱/ ۳۸۵؛ صحیح ابن حبان، ح: ۹۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو گارنٹی دی تھی جسے آپ نے شرائع الاسلام کی تعلیم دی، اس نے کہا تھا: اللہ کی قسم! میں اس پر نہ تو کوئی اضافہ کروں گا اور نہ کوئی چیز کم کروں گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ))

"اگر اس نے سچ کہا تو کامیاب ہو گیا۔"

اس طبقہ والوں کو اللہ تعالیٰ نے ضمانت دی ہے کہ جب وہ اس کے فرائض کی ادائیگی کریں گے اور کبیرہ گناہوں سے بچیں گے، جن سے اللہ تعالیٰ نے انہیں منع کیا ہے، وہ ان کے گناہ معاف کر دے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا۝﴾ [1]

"اگر تم کبیرہ گناہوں سے، جن کی تمہیں ممانعت ہے، بچتے رہو گے تو ہم تمہارے دیگر گناہ معاف کر دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے۔"

صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَرَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانَ وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ مُكَفِّرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ مَالَمْ تُغْشَ كَبِيْرَةٌ)) [2]

"پانچ وقت کی نمازیں، رمضان (کے روزے) دوسرے رمضان تک اور جمعہ دوسرے جمعہ تک ان کی درمیانی مدت کے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہیں۔ جب کہ وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب نہ ہو۔"

اگر اس طبقہ والے کسی کبیرہ گناہ کے مرتکب ہو جائیں اور اس سے سچی توبہ کر لیں تو یہ اس طبقہ سے خارج نہیں ہوں گے اور اس شخص کی طرح ہو جائیں گے جس کا کوئی گناہ نہ ہو۔

صغیرہ گناہ دو چیزوں سے معاف ہوتے ہیں:

۱۔ گناہوں کو مٹانے والی نیکیاں۔

---

[1] ٤/ النساء: ٣١۔ [2] صحیح مسلم، ح: ٢٣٣؛ جامع ترمذی، ح: ٢١٤؛ سنن ابن ماجه، ح: ١٠٨٦؛ مسند احمد ٢/ ٣٥٩، ٤٠٠؛ صحیح ابن حبان، ح: ١٧٣٠، ١٧٣٣۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ کبائر سے اجتناب۔

ان کے دلائل اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں پیش کیے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَأَقِمِ الصَّلَوٰةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۚ إِنَّ الْحَسَنَٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّـَٔاتِ ۚ ﴾ [1]

''اور نماز قائم کریں صبح وشام اور رات کے کچھ حصوں میں، یقیناً نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔''

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِن تَجْتَنِبُوا۟ كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّـَٔاتِكُمْ ﴾ [2]

''اگر کبائر سے، جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے، اجتناب کروگے تو ہم تمہارے (اور) گناہ معاف کردیں گے۔''

دسواں طبقہ: یہ ان لوگوں کا طبقہ ہے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور کبائر کا ارتکاب کیا جن سے انہیں منع کیا گیا تھا، لیکن موت سے پہلے اللہ کی طرف سے انہیں خالص توبہ کی توفیق مل گئی تو وہ صحیح توبہ کے بعد فوت ہوئے...... قرآن وسنت کے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی توبہ قبول ہوجائے گی اور ان کی نجات ہوگی۔ یہ اللہ کا ان سے خصوصی وعدہ ہے، اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

گیارہواں طبقہ: اس طبقے میں وہ لوگ ہیں جنہوں نے اچھے عمل بھی کیے اور برے بھی، گناہوں پر اصرار کی حالت میں توبہ کیے بغیر ان کی وفات ہوئی، لیکن نیکیاں گناہوں سے زیادہ تھیں۔ جب ان کا وزن کیا جائے گا تو نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوجائے گا، یہ لوگ بھی نجات پانے والے اور کامران ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ ۚ فَمَن ثَقُلَتْ مَوَٰزِينُهُۥ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَٰزِينُهُۥ فَأُو۟لَٰٓئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوٓا۟ أَنفُسَهُم بِمَا كَانُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا يَظْلِمُونَ ۝ ﴾ [3]

---

[1] ۱۱/ ھود:۱۱٤۔ [2] ٤/ النساء:۳۱۔ [3] ۷/ الاعراف:۸۔۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس دن (اعمال کا) وزن ضرور ہوگا تو جن کے پلڑے بھاری ہوئے تو وہی کامیاب ہونے والے ہوں گے اور جن کے پلڑے ہلکے ہوئے تو وہی ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو نقصان میں ڈالا، اس وجہ سے کہ ہماری آیات کے ساتھ ظلم کرتے تھے۔''

بارہواں طبقہ: یہ وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں گے، دونوں کے اثرات برابر ہوں گے۔ ان کی (گناہوں کے) مساوی نیکیاں جہنم میں داخل ہونے اور (نیکیوں کے) مساوی گناہ جنت میں داخل ہونے میں حائل ہوں گے۔ دونوں کے اثرات برابر ہوں گے۔ یہ اہل اعراف ہیں۔ ان کے ہاں ایک مزید نیکی نہیں ہوگی کہ اس کے ذریعے اپنے رب کی رحمت کے مستحق ہوں اور نہ کوئی اور بدی ہوگی کہ عذاب کے مستحق بن جائیں۔

جہنمیوں کے جہنم میں داخل ہونے، اس میں ایک دوسرے کو لعن طعن کرنے، ان کے پیروکاروں کا اپنے سرداروں سے ہم کلام ہونے اور سرداروں کا انہیں جواب دینے اور جنتیوں کا جہنمیوں کو آواز دینے کا تذکرہ کرنے کے بعد سورۃ الاعراف میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس طبقہ والوں کا تذکرہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ ۚ وَنَادَوْا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ۚ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ ۝ وَإِذَا صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ أَصْحَابِ النَّارِ قَالُوا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ ﴾ [1]

''جنت اور جہنم کے درمیان ایک پردہ ہے اور اعراف پر کچھ آدمی [2] ہوں گے جو سب کو ان کی پیشانیوں سے پہچانتے ہوں گے اور وہ اہل جنت کو پکاریں گے کہ تم پر سلام ہو، وہ جنت میں نہ گئے جب کہ وہ اس کی طمع رکھتے ہوں گے، جب ان کی نگاہیں جہنمیوں کی طرف پھیری جائیں گی تو کہیں

[1] ۷/ الاعراف: ٤٦۔ ٤٧۔ [2] اصحاب الاعراف کے لیے ''رجال'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس سے وضاحت ہو جاتی ہے کہ وہ آدمی ہوں گے نہ کہ فرشتے۔ (ش ح)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے: ہمارے رب! ہمیں ظالم قوم کے ساتھ نہ کرنا۔''

اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ﴾ سے مراد ہے کہ اہل جنت اور اہل جہنم کے درمیان پردہ ہوگا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد وہ دیوار ہے جو اُن کے درمیان حائل کردی جائے گی۔

﴿ لَّهُ بَابٌ ؕ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِن قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴾ [1]

''اندرونی حصہ اہل ایمان کی طرف ہوگا اس میں رحمت ہوگی اور بیرونی حصہ جو کفار کی طرف ہوگا اس میں عذاب ہوگا۔''

حضرت حذیفہ اور عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہم) فرماتے ہیں: یہ وہ لوگ ہوں گے جن کی اچھائیاں اور برائیاں برابر ہوں گی۔ برائیاں جنت میں جانے، جب کہ اچھائیاں جہنم سے روک رہی ہوں گی۔ لہٰذا یہ وہاں (اعراف میں) ٹھہرائے جائیں گے۔ حتیٰ کہ اللہ ان کے بارے میں اپنی مشیت کے مطابق فیصلہ کردے۔ پھر انہیں اپنی رحمت سے جنت میں داخل کردے گا۔ عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: اللہ لوگوں کا روز قیامت حساب لے گا تو جس کی ایک نیکی بھی اس کی برائیوں سے زیادہ ہوگی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جن کی ایک برائی بھی (نیکیوں سے) زیادہ ہوگی وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تلاوت کی:

﴿ فَمَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُم ﴾ [2]

''تو جس کا پلڑا بھاری ہوا وہ فلاح پانے والے ہوں گے، مگر جن کا پلڑا ہلکا ہوا تو وہ وہی ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کو گھاٹے میں ڈالا۔''

اس کے بعد انہوں نے فرمایا: میزان ایک دانہ کے وزن سے نیچے اور اوپر ہوگا، انہوں نے فرمایا: جس کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں گے وہ اصحاب الاعراف میں سے ہوگا، وہ پل صراط پر ٹھہرائے جائیں گے۔ پھر وہ اہل جنت اور اہل جہنم کو پہچانیں گے، جب جنتیوں

---

[1] ۵۷/ الحدید:۱۳۔ [2] ۷/ الاعراف:۸۔۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرف دیکھیں گے تو پکار اٹھیں گے: ﴿سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ﴾ (تم پر سلامتی ہو)، اور جب ان کی نگاہیں جہنمیوں کی طرف پھیری جائیں گی تو کہیں گے:

﴿رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ ❶

"ہمارے رب! ہمیں ظالم قوم کے ساتھ نہ کرنا۔"

تو جہاں تک تعلق ہے نیکی کرنے والوں کا تو انہیں نور عطا کیا جائے گا، وہ اس کی مدد سے چلیں گے۔ وہ نور ان کے دائیں اور سامنے ہوگا۔ اس دن ہر شخص کو ایک نور عطا کیا جائے گا۔ تو جب وہ پل صراط پر پہنچیں گے تو اللہ تعالیٰ ہر منافق مرد اور منافق عورت سے نور سلب کر لے گا۔ منافقین کے ساتھ جو سلوک ہوگا اسے دیکھ کر اہل جنت کہیں گے:

﴿رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا﴾ ❷

"ہمارے رب! ہمارا نور مکمل کر دے۔"

اصحاب الاعراف کا معاملہ یہ ہے کہ ان کے آگے سے نور چھینا نہ جائے گا، اللہ فرماتا ہے: ﴿لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ﴾ "وہ جنت میں داخل نہیں ہوئے جب کہ وہ طمع رکھتے ہیں۔"

تو یہ (بارہ) طبقات وہ ہیں جو ایسے جنتی ہیں کہ انہیں آتش دوزخ نے چھوا تک نہیں۔

تیرھواں طبقہ: اس طبقے میں وہ لوگ ہوں گے جنہیں مشقت، مصیبت اور آزمائش میں ڈالا جائے گا۔ نعوذ باللہ! اگرچہ ان کا انجام کار عفو و خیر ہوگا۔ یہ وہ مسلمان ہوں گے جن کے وزنِ اعمال ہلکے ہوں گے۔ ان کی برائیاں نیکیوں کے پلڑے کو ہلکا کر دیں گی۔ لہٰذا ان کی برائیاں غالب آ جائیں گی۔ اس طبقے کے بارے میں لوگوں کے مختلف اقوال ہیں۔ ❸ ......

❶ ۷/ الاعراف: ۴۷۔ ❷ ٦٦/ التحریم: ۸۔ ❸ بعض نے انہیں کافر قرار دے کر ابدی جہنمی کہا ہے۔ یہ خوارج کا موقف ہے، بعض نے انہیں منافق کہہ کر دائمی جہنمی قرار دیا ہے۔ ایک گروہ نے انہیں کفار و مومنین کے درمیان کا طبقہ قرار دیا ہے۔ یہ مخلوق کو تین اقسام میں تقسیم کرتے ہیں۔ ۱۔ مومنین ۲۔ کفار ۳۔ مومنین نہ کفار، یہ بھی ابدی جہنمی ہیں۔ معتزلہ کے اصول خمسہ میں سے ایک یہی موقف ہے۔ مرجیہ کا ان کے بارے میں موقف یہ ہے کہ ان کے بارے میں کوئی علم نہیں کہ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کیا سلوک کرے گا۔ ہوسکتا کہ ان سب کو عذاب دے۔ سب کو معاف کر دے یا بعض کو عذاب اور بعض کو معاف کر دے۔ البتہ ان میں سے کوئی بھی دائمی جہنمی نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے طریق الهجرتین ص: ۳۱۵۔۳۱۷۔ (ش ح)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(یہاں صرف صحیح موقف درج کیا جاتا ہے۔)

یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی صحیح اور ثابت شدہ احادیث وارد ہوئی ہیں۔ یہ جہنم میں داخل ہوں گے اور اپنے (برے) اعمال کے بقدر اس میں رہیں گے:

((فَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَيَلْبَثُونَ فِيهَا عَلَى قَدْرِ أَعْمَالِهِمْ ثُمَّ يُخْرَجُونَ مِنْهَا فَيَنْبُتُونَ عَلَى أَنْهَارِ الْجَنَّةِ فَيُفِيضُ عَلَيْهِمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ مِنَ الْمَاءِ حَتَّى تَنْبُتُ أَجْسَادُهُمْ ثُمَّ يُدْخَلُونَ الْجَنَّةَ))

''ان میں سے بعض کو آگ ان کے ٹخنوں تک لپیٹ میں لے لے گی، بعض کو نصف پنڈلی تک اور بعض کے گھٹنوں تک پہنچ رہی ہو گی۔ وہ اس میں اپنے اعمال کے مطابق ٹھہرائے جائیں گے۔ پھر انہیں آگ سے نکال لیا جائے گا۔ یہ انہارِ جنت (کے کناروں) سے ابھر آئیں گے، اہل جنت ان کے اوپر پانی بہائیں گے۔ یہاں تک کہ ان کے جسم ابھریں گے۔ پھر یہ جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔''

یہ وہ لوگ ہوں گے جو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت کے ذریعے جہنم سے نکال لیے جائیں گے۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ، سید الشفعاء (محمد رسول اللہ ﷺ) کو بار بار حکم دیں گے کہ وہ انہیں ان کے ایمان کے بسبب جہنم سے نکالیں۔

نبی ﷺ کے فرمان کہ: ''وہ اپنے اعمال کے بقدر جہنم میں رہیں گے۔'' کے علاوہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ [1]

''یہ تمہارے اعمال کا بدلہ ہے۔''

اس کے علاوہ یہ فرمان ہے:

[1] ۷/ الاعراف:۴۳۔ [2] ۲۷/ النمل:۹۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ 2

''تمہیں تو اسی کا بدلہ دیا جائے گا جو تم عمل کرتے تھے۔''

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے:

﴿ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ﴾ 1

''پھر ہر شخص کو اس کا، جو اس نے کمایا تھا، پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔''

قرآن وسنت کے اور بھی بہت سے دلائل ہیں جو اُن اقوال کی تائید کرتے ہیں جو اس امت کے افضل ترین افراد، اللہ، اس کی کتاب اور دارین کے احکام کو سب سے زیادہ جاننے والے اصحاب محمد ﷺ نے کہے ہیں۔ عقل وفطرت بھی اس کی گواہی دیتی ہے اور عزیز وحکیم کی حکمت کا تقاضا بھی یہی ہے۔

چودہواں طبقہ: یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس کوئی اطاعت ہے نہ معصیت، ان کی نسبت کفر کا سوال ہے، نہ ایمان کا، ان کی کئی اقسام ہیں:

ان میں سے بعض وہ ہیں جنہیں اسلام کی دعوت پہنچی ہی نہیں۔ ان میں وہ بھی ہیں جو عقل وشعور سے عاری ہیں۔ ایسے بہرے جنہوں نے کبھی کچھ سنا ہی نہیں۔ اسی طرح مشرکین کے وہ بچے ہیں جو نابالغ ہی فوت ہو گئے، اس طبقے کے بارے میں امت مسلمہ میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ خصوصاً مشرکین کے بچوں کے بارے میں انہوں نے مفصل کلام کیا ہے۔

جہاں تک مسلمانوں کے فوت ہونے والے نابالغ بچوں کا مسئلہ ہے تو اس بارے میں امام احمد (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ وہ جنتی ہیں۔ ابن عبدالبر نے ایک جماعت سے نقل کیا ہے کہ ان کے بارے میں توقف اختیار کیا جائے اور یہ کہ تمام بچے مشیت الٰہی کے تحت ہیں...... اسی طرح کی بات امام مالک (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی موطا کے ابواب القدر میں لکھی ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے احادیث نقل کی ہیں۔ ان کے اکثر

1 ۳/ آل عمران: ۱۶۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متقدمین اصحاب کا یہی موقف ہے۔ امام مالک سے کوئی صریح اور ثابت شدہ بات منقول نہیں البتہ ان کے متاخرین اصحاب نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ مسلمانوں کے بچے جنت میں جب کہ مشرکین کے بچے اللہ کی مشیت کے تحت ہوں گے۔

مشرکین کے بچوں کے بارے میں لوگوں کے آٹھ نقطہ ہائے نظر ہیں۔ [1]

پندرھواں طبقہ: یہ زندیقوں کا طبقہ ہے، انہوں نے اسلام اور رسولوں کی اتباع کا اظہار کیا اور باطن میں کفر اور اللہ و رسول کی عداوت ہوتی ہے۔ منافقین ہیں جو جہنم کے سب کے نچلے طبقے (جہاں سخت ترین عذاب ہوگا) میں ہوں گے۔ ...... اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ؕ۝ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ ﴾ [2]

"ایک دیوار جس میں ایک دروازہ بھی ہوگا، اس کے اندرونی حصے میں تو رحمت ہوگی اور باہر کی طرف عذاب ہوگا۔ یہ چلا چلا کر انہیں آوازیں دیں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ وہ کہیں گے ہاں تھے تو سہی مگر تم نے اپنے آپ کو فتنے میں پھنسا رکھا تھا اور انتظار میں ہی رہے اور شک وشبہ کرتے رہے اور تمہیں تمہاری فضول تمناؤں نے دھوکے میں ہی رکھا، یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ پہنچا اور تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکا دینے والے نے

---

[1] ان آٹھ بلکہ نو نقطہ ہائے نظر کا خلاصہ یہ ہے: (۱) ان کے بارے میں توقف کرنا چاہیے۔ (۲) وہ دوزخ میں جائیں گے۔ (۳) وہ جنتی ہیں۔ (۴) وہ اعراف میں ہوں گے۔ (۵) وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہیں۔ (۶) اہل جنت کے خادم اور غلام ہوں گے۔ (۷) جو حکم ان کے والدین پر لگایا جائے گا وہی ان پر لاگو ہوگا۔ والدین کے لیے جنت تو ان کے لیے بھی جنت، والدین کے لیے جہنم تو ان کے لیے بھی یہی فیصلہ ہوگا۔ (۸) میدان حشر میں انہیں آزمایا جائے گا۔ ان کی طرف اور ان کے علاوہ جنہیں دعوتِ اسلام نہ پہنچی ہوگی۔ ان کی طرف اللہ تعالیٰ رسول بھیجے گا۔ ان میں سے جو لوگ رسول کی اطاعت کریں گے۔ جنت میں داخل ہوں گے اور جو نافرمانی کریں گے۔ ان کے لیے جہنم کا عذاب ہوگا۔ (۹) وہ مٹی ہو جائیں گے۔ تفصیلی دلائل کے لیے دیکھیے طریق الهجرتین، ص ۳۱۷۔۳۳۰۔ مؤلف نے آٹھویں موقف کو ترجیح دی ہے۔ (ش ح)

[2] ۵۷/ الحدید: ۱۳۔۱۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھوکا میں ہی رکھا۔"

منافقین کی نشانیوں ❶ میں سے یہ ہے کہ جب آپ انہیں نزاعی معاملات میں قرآن وسنت سے فیصلہ کروانے کی دعوت دیں گے تو یہ انکار واعراض کریں اور تمہیں اپنے طاغوتوں سے فیصلہ کروانے کی دعوت دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝ فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَاۗءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ڰ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۤ فَاَعْرِضْ عَنْھُمْ وَعِظْھُمْ وَقُلْ لَّھُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًۢا بَلِيْغًا ۝ ﴾ ❷

"کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو گمان کرتے ہیں کہ وہ اس پر ایمان لے آئے ہیں جو آپ کی طرف نازل کیا گیا اور جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا۔ چاہتے یہ ہیں کہ آپس کے فیصلے غیر اللہ کی طرف لے جائیں، حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ اس کا انکار کریں اور شیطان چاہتا ہے کہ انہیں گمراہ کردے، بہت دُور گمراہ کرنا۔ اور جب ان سے کہا جائے کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے اس کی طرف اور رسول کی طرف آؤ! تو آپ منافقوں کو دیکھیں گے کہ آپ سے منہ موڑ لیتے ہیں، صاف منہ موڑنا۔ پھر کیسے گزرتی ہے اس وقت جب انہیں کوئی مصیبت اس کی وجہ سے پہنچتی ہے جو اُن کے ہاتھوں نے آگے بھیجا، پھر آپکے پاس اللہ کی قسمیں کھاتے ہوئے آتے ہیں کہ ہم نے تو بھلائی اور آپس میں ملانے کے سوا کچھ نہیں چاہا تھا۔ یہ وہ لوگ

❶ مؤلف نے منافقین کی علامات اور عادات واوصاف کو بڑے جامع انداز سے پیش کیا ہے۔ (ش ح)

❷ ٤/ النساء: ٦٠۔٦٣۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے، سو آپ ان سے دھیان ہٹا لیں اور انہیں نصیحت کریں اور ان سے ایسی بات کہیں جو ان کے دلوں میں بہت اثر کرنے والی ہو۔‘‘

سولہواں طبقہ: سولہواں طبقہ کفر کے اماموں اور سرداروں کا ہے۔ یہ کفر کے وہ داعی ہیں جنہوں نے خود بھی کفر کیا اور اللہ کے بندوں کو ایمان لانے اور شوق وخوف کے ساتھ دین قبول کرنے سے روکا۔ ان کا عذاب دُگنا ہوگا۔ انہیں دو عذاب دیئے جائیں گے۔ ایک کفر کا عذاب اور دوسرا لوگوں کو حق قبول کرنے سے روکنے کا عذاب۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ ﴾ ❶

’’جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کے راستے سے روکا، انہیں ہم عذاب پر عذاب دیں گے۔‘‘

اس وجہ سے فرعون اور اس کی قوم کو سخت عذاب دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا:

﴿ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝ ﴾ ❷

’’وہ صبح وشام آگ پر پیش کیے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی (حکم ہوگا) آلِ فرعون کو سخت ترین عذاب میں داخل کرو۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۭ ﴾ ❸

’’وہ (فرعون) قیامت کے دن اپنی قوم کا پیش رو ہو کر ان سب کو دوزخ میں لا کھڑا کرے گا۔‘‘

نبی ﷺ کا ہرقل کے نام خط میں یہ فرمان بھی تھا:

((فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَاِنَّ عَلَيْكَ اِثْمَ الْاَرِيْسِيِّيْنَ)) ❹

---

❶ ١٦/ النحل:٨٨۔ ❷ ٤٠/ المومن:٤٦۔ ❸ ١١/ هود:٩٨۔

❹ صحيح بخاري، ح: ٧، صحيح مسلم، ح: ١٧٧٣، مسند احمد ١/ ٢٦٣۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اگر تو نے انحراف کی راہ اپنائی تو تمہارے پیروکاروں کا گناہ بھی تم پر ہوگا۔''

کفر میں سختی اور زیادتی جس کی وجہ سے سخت عذاب ہوتا ہے اس کے تین پہلو ہیں:

۱۔ ایک پہلو کافرانہ عقیدہ ہے۔ مثلاً: یہ سرے سے ہی رب العالمین کے انکاری ہوتے ہیں...... اللہ، اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں اور یوم آخرت کسی چیز پر بھی ایمان نہیں لاتے۔ اسی لیے بہت سے علما کے نزدیک ان کافروں سے جزیہ نہیں لیا جائے گا۔ اس پر اتفاق ہے کہ نہ تو ان کا ذبیحہ کھانا جائز ہے اور نہ ان کی عورتوں سے نکاح ہوسکتا ہے۔ اس کا سبب ان کا کفر شدید ہے۔ ان میں معطلہ، دہریہ، بہت سے فلاسفہ اور وحدت الوجود کے وہ قائلین ہیں جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا وجود تسلیم نہیں کرتے۔

۲۔ ان میں سمجھ تو ہوتی ہے مگر عناد اور عمداً گمراہی اختیار کرنے کی وجہ سے ان کا کفر شدید ہوتا ہے۔ جیسے وہ لوگ جو صداقتِ نبوت کی نشانیاں دیکھ کر دل سے گواہی دیں کہ یہ رسول برحق ہے مگر پھر بھی کفر کرتے ہیں، یہ کفر عناد اور سرکشی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جیسے قومِ ثمود، قومِ فرعون، وہ یہود جنہوں نے رسول ﷺ کو اس طرح پہچان لیا جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے تھے، ابوجہل، امیہ بن ابی الصلت اور ان جیسے لوگوں کا کفر۔

۳۔ اللہ کے نور کو بجھانے کی کوشش کرنا اور اس کے بندوں کو، جن پر ان کا بس چلے گا، دین سے روکنا انہیں ان کے کفر میں سختی کی وجہ سے تمام کفار سے سخت عذاب دیا جائے گا۔

بعض میں یہ تینوں پہلو جمع ہو جاتے ہیں، بعض میں دو اور بعض میں صرف ایک پہلو پایا جاتا ہے۔ (یہ سب برابر نہیں ہوسکتے) کیا ابوطالب، ابولہب، ابوجہل، عقبہ بن ابی معیط، ابی بن خلف اور دیگر ایسے لوگوں کا جہنم میں عذاب برابر ہوسکتا ہے؟

الغرض اللہ کے دین سے روکنے والے سرداروں اور داعیوں کا طبقہ دیگر کفار کی طرح نہیں ہوسکتا۔ نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

((اَهْوَنُ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا اَبُوْطَالِبٍ)) [1]

''جہنمیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا۔''

[1] صحیح مسلم، ح: ۲۱۲، حدیث کے راوی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ بات معلوم ہے کہ ابو طالب کا کفر ابو جہل اور اس جیسے لوگوں کی مانند نہیں تھا۔

سترھواں طبقہ: یہ مقلدین، جاہل کافروں، ان کے پیروکاروں اوران گدھوں (احمقوں) کا طبقہ ہے جو کہتے ہیں: ہم نے اپنے آباء واجداد کو جس راہ پر پایا ہے، ہم بھی اسی پر چل رہے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ وہ اہل اسلام کا راستہ چھوڑ دیتے ہیں۔ان سے جنگ نہیں کرتے جیسے محاربین کی عورتیں، ان کے خدام اوران کے وہ پیروکار جنہوں نے اپنے آپ کو اس کام پر نہیں لگایا۔جس پر ان کے آقا لگے ہوئے تھے۔یعنی اللہ کے نور کو بجھانے، دین کو گرانے اوراس کے کلمات کو دبانے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے۔یہ چوپاؤں کی مانند ہیں۔

امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ طبقہ کافر ہے۔اگرچہ یہ جاہل ہو، اور سرداروں اور لیڈروں کی تقلید کررہے ہوں، بعض اہل بدعت نے کہا ہے کہ انہیں جہنمی نہیں کہا جائے گا، انہوں نے انہیں ان لوگوں کے حکم میں رکھا ہے جنہیں اسلام کی دعوت نہیں پہنچی اور یہ موقف ایسا ہے کہ ائمۃ المسلمین، صحابہ، تابعین اور تبع تابعین میں سے اس کا کوئی بھی قائل نہیں رہا۔نبی ﷺ سے یہ صحیح حدیث منقول ہے کہ آپ نے فرمایا:

((مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا وَهُوَ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ)) [1]

''ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔''

تو آپ نے بتادیا کہ اس کے والدین اسے فطرت سے ہٹا کر یہودیت، نصرانیت اور مجوسیت پر لگادیتے ہیں۔آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((اِنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ)) [2]

---

[1] صحیح بخاری، ح: ٦٥٩٩ـ٦٦٠٠؛ صحیح مسلم، ح: ٢٦٥٨؛ سنن ابوداود، ح: ٤٧١٤؛ جامع ترمذی، ح: ٢١٣٨؛ سنن نسائی، ح: ١٩٥١؛ مسند احمد ٢/ ٢٥٣، ٢٥٩، ٣٩٣؛ صحیح ابن حبان، ح: ١٢٨ـ١٣٣۔ [2] صحیح بخاری، ح: ٦٥٢٨، ٦٦٠٦؛ صحیح مسلم، ح: ١١١، ٢٢١؛ جامع ترمذی، ح: ٨٧١، ٢٥٤٧، ٣٠٩٢؛ سنن نسائی، ح: ٢٩٦٠؛ سنن ابن ماجه، ح: ٤٢٨٣؛ مسند احمد ١/ ٣، ٣٨٦؛ سنن الدارمی، ح: ٢٥٠٦؛ مستدرک حاکم ٣/ ٥٢؛ صحیح ابن حبان، ح: ٧٢٤٢؛ مسند ابی یعلی، ح: ٤٥٢، ٦٣٩٣۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جنت میں صرف مسلمان شخص ہی داخل ہوگا۔"

ظاہر ہے کہ یہ مقلد اپنے کافر آباء واجداد کے پیروکار ہرگز مسلم نہیں ہیں بلکہ عاقل (اور بالغ) ہونے کی وجہ سے مکلف ہیں۔ اللہ نے قرآن میں کئی مقامات پر یہ بتایا ہے کہ قدیم کفار کے مقلدین کو عذاب دیا جائے گا۔ پیروکار اپنے متبوعین کے ساتھ ہوں گے۔ وہ جہنم میں باہم جھگڑیں گے۔ پیروکار کہیں گے:

﴿ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۬ؕ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴾ [1]

"ہمارے رب! ان لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا پس تو انہیں آگ کا دُگنا عذاب دے، فرمایا: ہر ایک کے لیے دُگنا ہے لیکن تم جانتے نہیں۔"

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ۝ ﴾ [2]

"اور جب وہ دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے تو کمزور لوگ ان سے کہیں گے جو بڑے بنے ہوئے تھے کہ بے شک ہم تمہارے ہی پیچھے چلنے والے تھے تو کیا تم ہم سے آگ کا کوئی حصہ ہٹانے والے ہو؟ وہ لوگ کہیں گے جو بڑے بنے تھے: بے شک ہم سب اس میں ہیں، بے شک اللہ نے بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا ہے۔"

﴿ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚۖ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ِۨالْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ۝ وَقَالَ

[1] ۷/ الاعراف: ۳۸۔ [2] ۴۰/ المؤمن: ۴۷۔۴۸۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۭ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ [1]

''اگر آپ دیکھیں جب یہ ظالم اپنے رب کے پاس کھڑے کیے ہوئے ہوں گے، ان میں سے ایک دوسرے کی بات رد کررہا ہوگا، جو لوگ کمزور سمجھے گئے تھے ان لوگوں سے جو بڑے بنے تھے، کہہ رہے ہوں گے: اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لانے والے ہوتے۔ وہ لوگ جو بڑے بنے تھے ان لوگوں سے جو کمزور سمجھے گئے، کہیں گے کہ ہم نے تمہیں ہدایت سے روکا تھا، اس کے بعد کہ وہ تمہارے پاس آئی؟ بلکہ تم مجرم تھے۔ اور وہ لوگ جو کمزور سمجھے گئے، ان لوگوں سے جو بڑے بنے تھے، کہیں گے بلکہ (تمہاری) رات اور دن کی چالبازی نے (ہمیں روکا) جب تم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم اللہ کے ساتھ کفر کریں اور اس کے لیے شریک ٹھہرائیں۔ اور وہ ندامت کو چھپائیں گے جب عذاب دیکھیں گے اور ہم ان لوگوں کی گردنوں میں جنہوں نے کفر کیا، طوق ڈال دیں گے۔ انہیں بدلہ نہیں دیا جائے گا مگر اسی کا جو وہ کیا کرتے تھے۔''

اللہ تعالیٰ نے یہاں بتا دیا اور خبردار کردیا کہ پیشوا اور ان کے پیروکار عذاب میں شریک ہوں گے، انہیں پیشواؤں کی تقلید کوئی کام نہیں آسکے گی۔ اس سے بھی زیادہ صریح اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: www.KitaboSunnat.com

﴿ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ۭ ﴾ [2]

[1] ٣٤/ سبا: ٣١-٣٣۔ [2] ٢/ البقرة: ١٦٦-١٦٧۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جب وہ لوگ جن کی پیروی کی گئی تھی، ان لوگوں سے بالکل بے تعلق ہو جائیں گے جنہوں نے پیروی کی اور وہ عذاب کو دیکھ لیں گے اور ان کے آپس کے تعلقات بالکل منقطع ہو جائیں گے اور جن لوگوں نے پیروی کی تھی کہیں گے کاش! ہمارے لیے ایک بار دوبارہ (دنیا میں) جانا ہوتو ہم ان سے بالکل بے تعلق ہو جائیں جیسے وہ ہم سے بے تعلق ہو گئے۔''

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا:

((مَنْ دَعَا اِلٰی ضَلَالَةٍ کَانَ عَلَیْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اَوْزَارِ مَنِ اتَّبَعَهٗ لَا یُنْقَصُ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَیْئًا)) [1]

''جس نے کسی گمراہی کی طرف دعوت دی اس پر اس کے پیروکاروں کے مثل گناہ ہوگا اور یہ چیز ان کے گناہ کچھ کم نہ کرے گی۔''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پیروکاروں کا کفر صرف بڑوں کی پیروی اور تقلید کی وجہ سے ہے...... البتہ تمام خلقت کے بارے میں یہ بات قطعی ہے کہ عذاب صرف اسے دیا جائے گا جس پر بذریعہ انبیاء و رسل حجت پوری ہو چکی ہوگی۔ [2]

اٹھارہواں طبقہ: یہ طبقہ جن ہے۔ [3] مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جنوں میں مومن، کافر، نیک و بد بھی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ۭ كُنَّا طَرَاۗىِٕقَ قِدَدًا ﴾ [4]

''یہ کہ یقیناً ہم میں نیک بھی ہیں اور ہم میں سے اس کے علاوہ بھی ہیں اور ہم مختلف راستوں پر تھے۔''

---

[1] صحیح مسلم، ح: ۲۶۷٤؛ سنن ابو داود، ح: ٤٦٠٩؛ جامع ترمذی، ح: ۲۶۷٤؛ سنن ابن ماجه، ح: ۲۰۶؛ مسند احمد ۲/ ۳۹۷؛ سنن الدارمی، ح: ۵۱۳۔

[2] دیکھیے آیات قرآنیہ النساء: ۱۶۵، الانعام: ۱۳۰، الاسراء: ۱۵، الملك: ۸۔۹۔

[3] جن آگ سے پیدا کیے گئے ہیں اور یہ انسانوں سے پہلے موجود تھے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَالْجَاۗنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴾ (۱۵/ الحجر: ۲۷) ''اور اس (انسان) سے پہلے جنات کو ہم نے لو والی آگ سے پیدا کیا۔'' اس سے معلوم ہوا کہ جن و انس دو علیحدہ علیحدہ مخلوقات ہیں۔ (ش ح) [4] ۷۲/ الجن: ۱۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجاہد (تابعی) کہتے ہیں اس سے ان کی مراد مسلمان اور کافر ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے جنوں کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ۭ ﴾ ❶

''ہم میں مسلمان ہیں اور ظالم بھی۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ۭ ﴾ ❷

''اور ہم نے آپ سے پہلے مردوں کو ہی شہر والوں میں سے بھیجا ہے جن کی طرف ہم وحی کرتے رہے ہیں۔''

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی جن، عورت اور بدوی کو کبھی رسول نہیں بنایا گیا۔

فرمان الٰہی: ﴿ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ ﴾ ❸ میں جنوں کے لیے لفظ رجال جو استعمال ہوا ہے تو وہ مطلق استعمال نہیں ہوا بلکہ مِنَ الْجِنِّ کے الفاظ سے مقید استعمال ہوا ہے۔ یعنی وہ جنوں کے مرد ہیں۔ ❹

مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ کافر جن جہنم میں جائیں گے، قرآن میں کئی مقامات پر اس کے دلائل موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝ ﴾ ❺

''لیکن ہمارا قول ثابت ہو چکا ہے کہ جہنم کو تمام جنوں اور انسانوں سے بھر دیں گے۔'' ❻

مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ حضرت محمد ﷺ جن و انس کی طرف مبعوث کیے گئے

---

❶ ۷۲/ الجن: ۱۴۔ ❷ ۱۲/ یوسف: ۱۰۹۔ ❸ ۷۲/ الجن: ۶۔

❹ جب رجال کا لفظ بغیر کسی قید کے استعمال ہو تو اس سے انسانی مرد ہی مراد ہوتے ہیں۔ (ش ح)

❺ ۳۲/ السجدہ: ۱۳۔ ❻ نیز دیکھیے الاعراف: ۳۸-۱۷۹، الشعراء: ۹۴-۹۵، ص: ۸۵، الجن: ۱۴-۱۵۔ یہاں جنوں کی سزا کے لیے فِی النَّارِ، ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ، فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا، لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ اور لِجَهَنَّمَ حَطَبًا جیسے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ (ش ح)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔انسانوں کی طرح جنوں پر بھی آپ کی اطاعت لازم ہے۔ ❶

سورۃ الرحمٰن میں اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ انسانوں کی طرح جنوں کو بھی شریعت کا مکلّف ٹھہرایا گیا ہے۔اسی لیے اکثر آیات کے بعد ﴿ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴾ کے الفاظ ہیں،جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سورت میں ان دونوں مخلوقات کو ایک ساتھ مخاطب کیا گیا ہے۔

آخرت میں مومن جنوں کے بارے میں کیا حکم ہوگا،تو (اس سلسلے میں) جمہور متقدمین اور متاخرین کا موقف ہے کہ وہ جنت میں ہوں گے۔امام بخاری (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی صحیح میں یہ باب قائم کیا ہے: باب ثواب الجن وعقابهم (دلیل کے طور پر انہوں نے کئی آیات پیش کی ہیں) پھر انہوں نے ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے مروی یہ حدیث ذکر کی ہے:

((اِذَا كُنْتَ فِيْ غَنَمِكَ اَوْ بَادِيَتِكَ فَاَذَّنْتَ بِالصَّلٰوةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ فَاِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلَا اِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ❷

”جب کبھی اپنی بکریوں کے ساتھ تم کسی بیابان میں موجود ہو تو (وقت ہونے پر) نماز کے لیے اذان دو تو اذان دیتے ہوئے آواز بلند کرو کیونکہ مؤذن کی صوتِ اذان کو جہاں تک بھی کوئی انسان،جن یا کوئی چیز بھی سنے گی تو قیامت کے دن اس کے لیے گواہی دے گی۔“

والحمدلله رب العالمين

وصلى الله على سيدنا محمد وعلى اٰله وصحبه وسلم

❶ دیگر حوالہ جات کے لیے دیکھیے الصافات: ۱۵۸، الاحقاف: ۱۸۔۱۹، الانعام: ۱۲۸-۱۳۰، سبا: ۱۲، سورۃ الاحقاف کی آیات ۲۹-۳۰ سے مؤلف نے اس سلسلے میں آٹھ استدلالات کیے ہیں۔سورۃ الرحمٰن کی بہت سی آیات سے بھی انہوں نے جنوں کے مکلّف مخلوق ہونے پر استدلال کیا ہے۔(ش ح)

❷ صحيح بخاری، ح: ۳۲۹٦؛ سنن نسائی، ح: ٦٤٦؛ مسند احمد، ۳/ ۳۵، ۴۳؛ صحيح ابن حبان، ح: ۱٦٦۱۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خوش نصیبی کی راہیں